دلی کے بائیس خواجہ

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

فضل

حامد اینڈ کمپنی لاہور

Marfat.com

دلّی کے بائیس خواجہ

دلّی کے بائیس خواجگان کے حالاتِ زندگی، اوصافِ حمیدہ
تعلیمات، کرامات، ارشادات اور اوراد و وظائف

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی
بانی صدر، دی سوسائٹی آف سنکس
سجادہ نشین
حضرت مخدوم سماء الدین سہروردیؒ (مہرولی، نئی دہلی)
حضرت نواب گدڑی شاہ باباؒ (اجمیر شریف)

حامد اینڈ کمپنی
مدینہ منزل
اردو بازار لاہور

Marfat.com

ناشر . . . . . سید حامد لطیف

مطبع . . . . . جنرل پرنٹرز (شفقت اللہ)
۱۰/۲۲ ریٹیگن روڈ۔ ہجویری پارک لاہور

قیمت . . ۴۰/= روپے

واحد تقسیم کار

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور (پاکستان)

Marfat.com

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتیؒ

کی بارگاہ میں یہ چند اوراق بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں

"گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف"

شارب

Marfat.com

یا محمدؐ!

فخرِ عالم مددے دلبرِ داور مددے
یا محمد بمنِ عاصی و مضطر مددے

نورِ اوّل مددے مُرسلِ آخر مددے
صاحبِ جود و عطا سید و سرور مددے

رہبرِ کُل مددے محسنِ اکبر مددے
ابرِ رحمت مددے شافعِ محشر مددے

تشنہ کام آمدہ ام بر درت اے بندہ نواز
بحرِ رحمت مددے ساقیِ کوثر مددے

از غم و رنج و الم گشتہ پریشاں شارب
بہرِ حسنینؓ و پئے زہراؓ و حیدرؓ مددے

Marfat.com

حسنِ یکتائے رسولؐ

رونقِ بزمِ محبت روئے زیبائے رسولؐ
زینتِ ایوانِ وحدت حُسنِ یکتائے رسولؐ

حشر تک جائے نہ میرے سر سے سودائے رسولؐ
بعد مُردن بھی رہے دل میں تولائے رسولؐ

صورتِ بے صورتی کا راز ظاہر ہو گیا
جب منقش ہو گیا دل پر سراپائے رسولؐ

میری دُنیائے محبت ہو گئی رشکِ جناں
آگیا جس دم خیالِ روئے زیبائے رسولؐ

عرش سے تا فرش بارش ہو رہی ہے نُور کی
دونوں عالم میں دَرخشاں ہے تجلائے رسولؐ

ہو گئے سرشار جامِ عشق سے سب تشنہ کام
جب مئے توحید لے کر بزم میں آئے رسولؐ

آرزو ہے شاربِ خستہ کی اَے پروردگار
جلوہ گر دِل میں رہے اس کے سراپائے رسولؐ

Marfat.com

فہرست مضامین

دیباچہ ۷

باب ۱ حقائق کا آئینہ ۹

حصہ اول

باب ۲ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۱۲

باب ۳ حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ ۷۹

باب ۴ حضرت خواجہ بدرالدین غزنویؒ ۸۸

حصہ دوم

باب ۵ حضرت خواجہ نجیب الدین متوکلؒ ۱۰۱

باب ۶ شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ ۱۱۲

باب ۷ حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ ۱۴۶

باب ۸ حضرت خواجہ امیر خسروؒ ۱۵۸

باب ۹ حضرت خواجہ شمس الدین محمد یحییٰؒ ۱۶۶

باب ۱۰ حضرت خواجہ علاؤالدین نیلی چشتیؒ ۱۷۴

باب ۱۱ حضرت خواجہ محی الدین کاشانیؒ ۱۷۹

باب ۱۲ حضرت خواجہ کمال الدینؒ ۱۸۵

حصہ سوم

باب ۱۳ حضرت مخدوم سماء الدین سہروردیؒ ۱۹۱

حصہ چہارم

باب ۱۴ حضرت خواجہ باقی باللہؒ ۲۰۱

باب ۱۵ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ ۲۰۸

باب ۱۶ حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادیؒ ۲۱۶

باب ۱۷ محب النبی حضرت مولانا محمد فخرالدین فخر جہاںؒ ۲۲۴

حصہ پنجم

باب ۱۸ حضرت خواجہ مرزا جانِ جاناں مظہر شہیدؒ ۲۳۵

باب ۱۹ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۲۴۲

باب ۲۰ حضرت شاہ محمد فرہاد دہلویؒ ۲۴۹

باب ۲۱ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ۲۵۲

باب ۲۲ حضرت شاہ محمد آفاقؒ ۲۶۱

باب ۲۳ حضرت خواجہ ابوسعیدؒ ۲۶۵

مزارات کے محل وقوع از عالم فقری ایم اے، ایل ایل بی ۲۷۳

Marfat.com

دیباچہ

دہلی کو دارالاولیاء اور بیت الفقراء ہونے کا فخر حاصل ہے۔
ہزاروں مشہور و معروف، صاحب نسبت اور صاحب اجازت اہل اللہ اس شہر میں بخواب نوشیں استراحت فرما رہے ہیں۔
اس کتاب میں ان **بائیس حضرات بابرکات** کے حالات درج کئے گئے ہیں جن کو بجا طور پر قطب زماں و مرشد دوراں کہا جا سکتا ہے اسی باعث دہلی کو "بائیس خواجہ کی چوکھٹ" کہا جاتا ہے۔
قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے بفرمان اپنے پیر و مرشد خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ دہلی میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ نے جس روحانی سلطنت کی بنیاد دہلی میں رکھی اس کے آثار آج تک نمایاں ہیں۔ زمین، زماں، زمانہ اور حالات و واقعات اس سلطنت کو مٹا نہ سکے۔
اس سلطنت کی بنیاد جن اصولوں پر رکھی گئی تھی، وہ اصول انسانیت کی فلاح کا ضامن ہیں۔

Marfat.com

ان بزرگوں کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ان میں سے کوئی "قطب الاقطاب" کوئی "محبوبِ الٰہی" کوئی "چراغ دہلی" کوئی "متوکل" کوئی "باقی باللہ" کوئی "فنافی اللہ" کوئی "محب النبی" کوئی "مخدوم" اور کوئی "علامہ" کہلایا۔

ان حضرات سے وہ سلسلے جاری ہوئے جو آج ہندوستان، پاکستان اور دور دراز ممالک کے شہروں، قصبوں اور گاؤوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں مَیں نے نہایت اختصار کے ساتھ ان بائیس بزرگان کے حالاتِ طیّبات، غرائب واقعات وحکایات، نادر اسرافات وتصرفات، ترکِ لذات، مراقبات ومشاہدات اور اوراد ووظائف ومعمولات، کلماتِ طیّبات وتعلیمات، کشف وکرامات اور مجاہدات وعبادات قلم بند کئے ہیں۔

یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔

اگر یہ کتاب ان بائیس بزرگان نے قبول فرمائی تو میرے لئے باعثِ فخر ہوگا۔

ظہور الحسن شارب
شارب انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک لٹریچر، شارب ہاؤس
جھالرہ، اجمیر شریف
۴ مئی ۱۹۶۴ء

Marfat.com

باب ۱

حقائق کا آئینہ

بُزرگانِ دین نے اپنی گفتار اور اپنے کردار سے ایک معیاری زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا اُن کا طریقۂ کار تھا۔

عشقِ الٰہی میں وہ ایسے سرمست و سرشار تھے کہ ان کو اپنی ہستی کا پتہ نہ تھا۔ تسلیم و رضا، توکل و قناعت، امید و بیم، محبت و اخوت، خلوص و خدمت، فقر و فاقہ، ایثار و استقامت ان کا شعار تھا۔

وہ اپنے درد اور اپنے درمان، اپنی دُعا اور اپنی دوا، اپنے سوز اور اپنے ساز، اپنی زندگی اور اپنی موت، اپنی فتح اور اپنی شکست کو خدا کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وہ عشقِ الٰہی کے اسیر تھے، دین کے نصیر تھے، وہ روشن ضمیر تھے، بے کسوں کے دستگیر تھے، کامل پیر تھے۔ وہ دُربیش بہا دبے نظیر تھے۔

طالبوں کی طلب جب اُن کو ان حضرات کے میخانے میں لاتی وہ ان کو تائب کر کے آلائشِ دنیا سے پاک و صاف کر دیتے تھے۔

Marfat.com

وہ جبر و تشدد کو نا روا سمجھتے تھے۔ محبت اور خلوص کے دل نشین ہتھیاروں سے غیروں کو اپنا کرتے تھے۔

وہ امیرِ شریعت تھے، جویائے حقیقت تھے، صاحبِ نسبت، صاحبِ اجازت تھے، شمع شبستانِ ہدایت تھے۔ چراغِ دودمانِ ولایت تھے۔

علم باطن اور علم ظاہر میں کامل تھے۔

مخلوق سے بے نیاز تھے، قومی اور نسلی امتیازات سے پاک وصاف تھے۔ مذہبی تعصبات سے آزاد تھے۔

وہ اہلِ صفا تھے، ولیٔ خدا تھے، عالم باعمل تھے، صاحبِ جود و کرم تھے۔

وہ شمس و قمر میں، جان و جگر میں، لعل و گہر میں، شام و سحر میں، برگ و شجر میں، آتشِ نمرود میں، گلزارِ ابراہیم میں خدا کا جلوہ کارفرما دیکھتے تھے۔

اُن کی زندگی نکاتِ طریقت کا دفینہ تھی، حقیقت و معرفت کا آئینہ تھی، وصول الی اللہ کا زینہ تھی، معرفتِ الٰہیہ کا سرچشمہ تھی۔

غرض اُنہوں نے اپنی روحانی طاقت، اپنے کردار اور اپنی گفتار، اپنے ایثار اور اپنے خلوص اور رواداری سے ایک نئے سماج کی تشکیل کی۔

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ
الْمِیْثَاقَ ۝ پ ۱۳ - رعد - ۳ ع

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے ساتھ جو عہد کر لیتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں اور اپنے اقرار کو نہیں توڑتے۔

حصہ اوّل

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲

قطب الاقطاب

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ قطبِ آفاق ہیں۔ شیخ علی الاطلاق ہیں۔ قطب المشائخ بالاتفاق ہیں۔

آپ قبلۂ اہلِ یقین ہیں۔ قدوۂ واصلین ہیں۔ مطلعِ انوار ربِ العالمین ہیں۔ سند الواصلین ہیں۔ دلیل السالکین ہیں۔

آپ خاندانِ چشت کے چشم و چراغ ہیں۔

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ کے دلبر ہیں۔ بابا فرید الدین گنج شکر کے رہبر ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت علاء الدین صابرؒ، حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ اور حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کے روحانی پیشوا ہیں۔

آپ اپنے وطن کو چھوڑ کر ہندوستان تشریف لائے اور خواجہ غریب نواز کی خدمت اور صحبت کو اپنے لئے باعثِ برکت سمجھا۔ اس صحبت اور خدمت کا

Marfat.com

آپ کو یہ صلہ ملا کہ آپ کو خواجہ غریب نواز کے جانشین، خلیفۂ اکبر اور سجادہ نشین ہونے کا فخر حاصل ہے۔ خواجہ غریب نواز نے دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی۔

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ نے نور و معرفت اور حق و صداقت کی جو شمع اجمیر میں روشن کی، اس شمع کو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے نہ تو تند و تیز ہواؤں سے بجھنے دیا اور نہ اُس کی روشنی کو کم ہونے دیا۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ اور ان کے جانشینان نے اس شمع کی روشنی کو برقرار رکھا۔ یہ شمع آج بھی پوری تابانی کے ساتھ روشن ہے۔ اس شمع کے پروانے ہر شہر اور ہر گاؤں میں ملیں گے۔

خواجگانِ چشت کو ہندوستان میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اس پر چشتیہ خاندان کے افراد جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ خواجگانِ چشت نے اپنی گفتار اور کردار سے ایک ایسا انقلاب پیدا کیا کہ جس کا اثر ہندوستانی تہذیب و تمدن، افکار و خیالات علم و ادب، شعر و شاعری، غرض زندگی کے ہر شعبہ پر ایسا گہرا پڑا کہ اس کے آثار اور خد و خال آج بھی نمایاں ہیں۔

قرابت داریاں

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ساداتِ حسینی سے ہیں۔ آپ سیدنا حضرت امام حسینؓ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔

نسب نامہ پدری

آپ کے شجرۂ نسب میں کافی اختلاف ہے[1]۔ آپ کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے[2]۔

---

[1] اختلاف کی تفصیلات "جواہر فریدی"، "سیر الاقطاب"، "خزینۃ الاصفیاء"، "مناقب المحبوبین" اور "مرآۃ الانساب" میں درج ہیں۔ [2] مرآۃ الانساب۔

Marfat.com

خواجہ قطب الدین بن سید موسیٰ بن کمال الدین بن سید احمد بن سید محمد بن سید احمد بن اسحاق حسن بن سید معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید عبداللہ جعفر معروف بن علی بن علی النقی بن سیدنا نقی الجواد ابو جعفر بن سیدنا علی رضا بن سیدنا موسیٰ کاظم بن سیدنا جعفر صادق بن سیدنا ابو جعفر بن سیدنا محمد باقر بن سیدنا علی اوسط امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کا شجرۂ نسب بموجب "سیر الاقطاب" ذیل میں دیا جاتا ہے۔[۵]

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بن سید موسیٰ بن سید احمد بن سید کمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق حسین بن سید المعروف بن سید احمد چشتی بن سید رضی الدین بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید جعفر بن امیر المومنین حضرت امام محمد نقی الجواد بن امیر المومنین حضرت امام علی موسیٰ رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن امیر المومنین امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

ولادتِ شریف آپ کی ولادت مبارک مژدۂ جانفزا ہے۔ امن وامان کا پیغام ہے۔ روحانی انبساط کا پیش خیمہ ہے۔ مخلوق کے لئے باعثِ برکت ہے۔ جب آپ شکمِ مادر ہی میں تھے اسی وقت سے آپ کی بزرگی اور عظمت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ——— آپ کی والدۂ محترمہ فرماتی ہیں کہ:

"دورانِ حمل جب میں تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتی تو بے

---

۵ سیر الاقطاب۔

Marfat.com

شکم میں سے ذکر (اللہ اللہ) کی آواز سننے میں آتی۔ یہ آواز
ایک ساعت تک رہتی تھی"
آدھی رات کے وقت آپ اس عالم فانی میں جلوہ گر ہوئے۔ نور نے آپ کے سارے گھر کو روشن کر دیا۔ نور کی اس روشنی سے آپ کی والدۂ محترمہ کو خیال ہوا کہ سورج نکل آیا ہے۔ آپ کی والدۂ محترمہ حیران تھیں۔ آپ کی والدۂ محترمہ نے دیکھا کہ حضرت قطب صاحب کا سر مبارک سجدے میں ہے اور آپ زبان فیض ترجمان سے اللہ اللہ فرما رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت قطب صاحب نے سر سجدے سے اُٹھایا۔ وہ نور کم ہوتا گیا۔
غیب سے آواز آئی :
ایں نور کہ دیدی سرے بود از اسرار الٰہی کہ اکنوں در دل
فرزندت نہادیم[1]
ترجمہ : یہ نور جو تو نے دیکھا ہے، اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے۔
جس کو اب ہم نے تیرے فرزند کے دل میں متمکن کر دیا ہے۔
آپ کی جائے پیدائش اوش ہے۔ اس اوش کو بغداد کے مضافات میں بتایا گیا ہے[2]۔ اس اوش کو فارس میں بھی بتایا گیا ہے[3]۔ بعض نے اوش کو قصبات ماوراء النہر میں لکھا ہے[4] اور بعض نے ولایت فرغانہ میں توابع اندجان لکھا ہے[5]۔ شہزادہ دارا شکوہ نے آپ کی جائے پیدائش اوش ولایت فرغانہ میں توابع اندجان لکھا ہے:
"۔۔۔ و مولد و اصل ایشاں از اوش فرغانہ است و آں قصبہ

---

[1] سیر الاقطاب۔ [2] صولتِ افغانی ص۶۹۲۔ [3] مرقعۂ خواجگان ص۶۶۔ [4] سیر العارفین
[5] مسالک السالکین۔

Marfat.com

الیست از توابع اندجان . . . ،،[1]

ترجمہ : اور جائے پیدائش اور خاندانی تعلق اوش فرغانہ (ولایت فرغانہ میں) سے ہے۔ اور وہ قصبہ ہے توابع اندجان . . . .،،

سنہ ولادت آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق کافی اختلاف ہے[2]۔ آپ کا سنہ ولادت ۵۶۹ ہجری ہے۔

نام نامی آپ کا اسم گرامی قطب الدین ہے بعض کا خیال ہے کہ آپ کا نام بختیار ہے اور قطب الدین قدرت کا عطا کردہ خطاب ہے[3]

دراصل آپ کے بختیار کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پیر و مرشد خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ آپ کو بختیار کہہ کر پکارتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ بختیار کہلانے لگے[4]

آپ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ سے بیعت ہیں۔ چونکہ آپ خاندان چشت میں بیعت ہیں، اس لئے آپ بھی چشتی کہلاتے ہیں۔

خطاب آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے آپ کو قطب الاقطاب کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

لقب آپ کا لقب کاکی ہے۔

آپ کے کاکی کہلانے کے چند وجوہات ہیں۔ جب قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی میں رہنا شروع کیا تو آپ نے ظاہری اسباب سے قطع تعلق کر لیا۔ آپ مع متعلقین نہایت عسرت سے گزارہ کرتے

---

[1] سفینۃ الاولیا۔ از شہزادہ دارا شکوہ ص ۹۴ [2] صولت افغانی میں آپ کا سنہ ولادت ۵۰۰ ہجری درج ہے۔ [3] سیر الاقطاب [4] مراۃ الاسرار۔ روضۃ الاقطاب ص ۲۰۔

Marfat.com

تھے۔ حضرت قطب صاحب عالمِ استغراق میں رہتے تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ خور د نوش کا انتظام فرماتی تھیں۔ ایک بقال جس کا نام شرف الدین تھا، آپ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ حضرت قطب صاحب کی اہلیہ محترمہ اس بقال کی بیوی سے قرض لے کر گزارہ کرتی تھیں اور کچھ آنے پر اس کا قرضہ ادا کر دیتی تھیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا ــــ ایک دن اس بقال کی بیوی نے آپ کو طعنہ دیا اور کہا "اگر وہ قرض نہ دے تو ان کا کام کیسے چلے۔ یہ بات حضرت قطب صاحب کی اہلیہ محترمہ کو ناگوار ہوئی۔ آپ نے اس سے قرض لینا بند کر دیا۔ جب یہ بات حضرت قطب صاحب کے علم میں آئی تو آپ نے ہدایت فرمائی کہ قرض نہ لیا جائے، بلکہ ضرورت کے وقت بقدرِ ضرورت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر حجرہ کی طاق سے روٹیاں اُٹھا لی جایا کریں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ ایسا ہی کرتیں۔ ایک دن آپ نے بقال کی بیوی کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ اس دن سے کاک نکلنا بند ہو گئے۔[1]

دارا شکوہ آپ کے کاکی کہلانے کی وجہ کے متعلق لکھتے ہیں:[2]

"۔۔۔ وکاکی ازاں جہت گویند کہ چوں در دہلی متوطن شدہ اند وفتوح از کس قبول نمی فرمودند وخود ہمیشہ مستغرق می بودند ویر فرزندانِ ایشاں عسرت می گذشت وآنہا داز زنِ بقالی کہ در ہمسایۂ ایشاں بود بعد از فاقہا جزوی قرض نمودہ اوقات گذاری خود می نمودند۔

روزے زنِ آں بقال گفت اگر من در ہمسائگی شما نمی بودم کارِ شما بہلاکت می رسید۔ ایں سخن بطبیعت ایشاں گراں آمد عہد کردند

---

[1] سیر العارفین۔ [2] سفینۃ الاولیاء۔ ص ۹۵، ۹۴

Marfat.com

کہ از د قرض نگیرند. روزی ایں قضیہ را بغرض بخواجہ رسانیدند
فرمودند کہ ہرگز من از کسے قرض نمی گیرم و در وقت حاجت بطاقی
کہ در حجرۂ ماست دست انداختہ بقدر حاجت نان پختہ بردارند
و صرف خود کنند و بہر کہ خواہند بدہند. بعد ازاں ہرگاہ کہ می خواستند
ازاں طاق می گرفتند۔ ایں نان را کاک می گویند"

ترجمہ : .... اور کاکی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب دہلی میں سکونت اختیار کی، آپ فتوحات کسی سے قبول نہ فرماتے تھے اور ہمیشہ استغراق میں رہتے تھے، اور آپ کے لڑکوں (متعلقین) کی عسرت سے گذر اوقات ہوتی تھی۔ وہ ایک بقال کی بیوی سے کہ وہ ان کے پڑوس میں رہتی تھی، فاقہ ہونے پر کچھ قرض لے لیتے تھے، اور اس سے اپنا وقت گزارتے تھے۔

ایک روز اس بقال کی بیوی نے کہا، اگر میں تمہارے پڑوس میں نہ ہوتی تو تمہارا بہت ہی بُرا حال ہوا ہوتا۔ یہ بات ان کو ناگوار گذری۔ انہوں نے عہد کیا کہ اس سے قرض نہ لیں گے۔ ایک دن یہ واقعہ خواجہ (خواجہ قطب صاحب) کے گوش گذار ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کبھی کسی سے قرض نہیں لیتا ہوں۔ ضرورت کے وقت اس طاق میں سے جو ہمارے حجرے میں ہے ہاتھ ڈال کر ضرورت کے مطابق پکی ہوئی روٹیاں نکال لیں اور خود صرف کریں، اور جس کو چاہیں دیں۔ اس کے بعد جب چاہتے اس طاق سے نان نکالتے۔ ان نانوں کو کاک کہتے ہیں۔

آپ کو کاکی کہنے کی ایک دوسری وجہ بھی بتائی جاتی ہے۔ ایک دن حضرت امیر خسرو نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے دریافت کیا کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو کاکی کیوں کہتے ہیں۔

Marfat.com

سلطان المشائخ نے جواب دیا:

"ایک دن آپ مع احباب حوض شمسی پر تشریف فرما تھے۔ ہوا سرد چل رہی تھی۔ یاروں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت کاکھائے گرم ملتے تو خوب ہوتا۔ آپ یہ سن کر پانی میں تشریف لے گئے، اور کاکھائے گرم پانی سے نکال کر یاروں کو عطا فرمانے لگے۔ اس روز سے آپ کاکی مشہور ہوئے"[1]

ابتدائی زندگی آپ اپنے والدین کے سایۂ عاطفت میں پرورش پا رہے تھے کہ آپ کے والد اور والدہ آپ پر نازاں تھے۔ گھر کی برکت کو وہ اپنے شیرخوار بچے سے منسوب کرتے تھے۔

زندگی کا پہلا صدمہ ابھی حضرت قطب صاحب کی عمر مبارک ڈیڑھ سال کی تھی کہ والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

آپ کی پرورش اب آپ کی پرورش کا پورا بار آپ کی والدۂ محترمہ پر تھا۔ انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت کو ایک مقدس فریضہ سمجھا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم والدہ کی آغوش میں ہوئی۔

بسم اللہ خوانی ۵۷۳/۱۱۷۷ء ہجری

جب حضرت قطب صاحب کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو آپ کی والدہ کو آپ کی بسم اللہ خوانی کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اتفاق سے ان ہی ایام میں حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ اوش میں مقیم تھے۔ آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے اوش میں

---

[1] روضۃ الاقطاب ص۱۸

Marfat.com

آئے ہوئے تھے۔ آپ کی برگزیدگی کا شہرہ سارے اوش میں تھا۔ حضرت قطب صاحب کی والدۂ ماجدہ نے حضرت خواجہ غریب نواز کا اوش میں قیام اپنے اور اپنے لڑکے حضرت قطب صاحب کے لئے فال نیک سمجھا۔ آپ نے طے کیا کہ خواجہ غریب نواز جیسے جلیل القدر بزرگ سے وہ اپنے لڑکے کی بسم اللہ پڑھوائیں گی۔ آپ نے حضرت قطب صاحب کو خواجہ غریب نواز کی خدمت بابرکت میں بسم اللہ خوانی کی غرض سے بھیجا۔

خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب کی تختی لکھنا چاہی۔ غیب سے آواز آئی کہ:

"اے خواجہ! ابھی لکھنے میں توقف کرو۔ قاضی حمید الدین ناگوری آتا ہے۔ وہ ہمارے قطب کی تختی لکھے گا اور تعلیم دے گا۔"

یہ آواز سُن کر خواجہ غریب نواز رک گئے۔

اتنے میں قاضی حمید الدین ناگوری آ گئے۔ خواجہ غریب نواز نے تختی ان کو دے دی۔ قاضی حمید الدین ناگوری نے حضرت قطب صاحب سے دریافت کیا کہ:

"تختی پر کیا لکھیں؟"

حضرت قطب صاحب نے جواب دیا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط

قاضی حمید الدین ناگوری یہ سُن کر سخت متحیر ہوئے۔ آپ نے دریافت کیا! یہ تو پندرھویں سیپارہ میں ہے۔ تم نے قرآن مجید کس سے پڑھا۔

حضرت قطب صاحب نے جواب دیا۔

"میری والدۂ ماجدہ کو پندرہ سیپارے یاد ہیں۔ وہ میں نے شکم مادر میں حق تعالٰی کی تعلیم سے یاد کر لئے۔"

Marfat.com

یہ سن کر قاضی صاحب نے تختی پر لکھا :

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا - اِلٰی آخِرِ السُّوْرَۃ

آپ نے حضرت قطب صاحب کو چار دن میں قرآن شریف یاد کرا دیا۔

مکتب میں داخلہ

جب حضرت قطب صاحب کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی والدۂ محترمہ نے آپ کو مکتب میں داخل کرانا چاہا۔ یہ ایک خوشی کا موقع تھا۔ اس خوشی میں آپ کی والدہ محترمہ نے دعوت کی، کچھ مٹھائی اور کچھ روپیہ دے کر حضرت قطب صاحب کو ایک خادم کے ہمراہ محلہ کے مکتب میں بھیجا۔ جب آپ خادم کے ساتھ محلہ کے مکتب میں جا رہے تھے تو راستے میں آپ کو ایک بزرگ ملے۔ ان بزرگ نے خادم سے دریافت فرمایا :

"اس سعیدِ ازلی کو کہاں لئے جاتے ہو؟"

خادم نے جواب دیا :

"محلہ کے معلم کے پاس لئے جا رہا ہوں۔"

یہ سن کر اُن بزرگ نے زور دیتے ہوئے کہا :

"اس کو مولانا ابا حفص کے پاس لے جانا چاہیے کہ وہ کامل ہیں اور اس لڑکے کی تعلیم ان سے ملاقہ رکھتی ہے۔"

اِن بزرگ کی رائے کے موافق آپ بجائے محلہ کے معلم کے مولانا ابا حفص کی خدمت میں پہنچے، جب آپ وہاں پہنچے تو ان بزرگ نے مولانا ابا حفص سے کہا :

"اس بچے کی تعلیم اچھی طرح سے کرو کہ اس سے بہت کام لینے ہیں ـــــ"

حضرت قطب صاحب کو مولانا ابا حفص کے پاس سپرد کر کے وہ بزرگ چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد مولانا ابا حفص نے خادم سے پوچھا!

Marfat.com

"کیا تو جانتا ہے یہ بزرگ کون تھے؟"

خادم نے جواب دیا:

"مجھے معلوم نہیں"

مولانا ابا حفص نے بتایا!

"یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے"[1]

تلاشِ حق قطب الاقطاب حضرت خواجہ صاحب نے تلاش حق کے جذبے سے متاثر ہو کر اپنے وطن کو چھوڑا۔ آپ ایک شہر میں پہنچے، اس شہر میں کچھ دن قیام کیا، آبادی سے کچھ فاصلہ پر ایک مسجد تھی۔ مسجد کے صحن میں ایک اونچا مینارہ تھا۔

حضرت قطب صاحب کو ایک ایسی دعا معلوم تھی کہ اگر اس دعا کو پچھلی رات میں بعد ادائے دوگانہ مینارہ پر پڑھا جائے تو دعا کے پڑھنے والے کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہو، آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، دوگانہ ادا کیا، پھر دعا پڑھی۔ مینارہ سے نیچے اترے اور حضرت خضر علیہ السلام کا انتظار کرنے لگے۔ مسجد میں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ آپ مسجد سے باہر آگئے۔ ایک بزرگ کو دیکھا۔ ان بزرگ نے حضرت قطب صاحب سے دریافت کیا۔

"تو اس سنسان میدان میں تن تنہا کیا کر رہا ہے؟"

حضرت قطب صاحب نے حضرت خضرؑ سے ملنے کا شوق اور آپ سے ملنے کے لئے دعا پڑھنے کا حال بتایا۔

یہ سُن کر ان بزرگ نے پوچھا:

---

[1] فرشتہ جلد دوم (حالاتِ قطب صاحب) صولتِ افغانی ص ۱۳۹ سیر العارفین ص ۱۷

Marfat.com

"کیا تو دنیا چاہتا ہے!"

حضرت قطب صاحب نے جواب دیا:

"نہیں!"

پھر ان بزرگ نے دریافت کیا:

"کیا تو کسی کا قرض دار ہے؟"

حضرت قطب صاحب نے جواب دیا:

"نہیں!"

ان بزرگ نے زور دیتے ہوئے کہا:

"پھر تو خضر کو کیوں تلاش کرتا ہے۔ وہ تو خود مثل تیرے سرگرداں ہے۔ چنانچہ اس شہر میں ایک بزرگ حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہیں۔ اس نے اُن سے (حضرت خضرؑ سے) ملنے کی بات بار خواہش کی مگر میسر نہ ہوئی۔"

گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک اور بزرگ مسجد سے باہر آئے اور پہلے بزرگ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ ان بزرگ نے حضرت قطب صاحب کا ہاتھ پکڑا اور پہلے بزرگ سے کہنے لگے:

"یہ نہ دنیا چاہتا ہے نہ کسی کا قرض دار ہے، یہ تو صرف آپ کی ملاقات کا متمنی ہے۔"

قطب صاحب نے جب یہ سُنا تو آپ کو خوشی ہوئی۔ آپ سمجھ گئے کہ پہلے بزرگ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور دوسرے بزرگ رجال الغیب میں سے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں بزرگ غائب ہو گئے۔[1]

---

[1] سیر العارفین - سیر الاولیاء۔

Marfat.com

بیعت ۱۱۸۶ء/ ۵۸۲ھ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ مرید ہونا چاہتے تھے۔ حضرت شیخ محمود اصفہانی ایک درویش کامل تھے۔ حضرت قطب صاحب کو آپ سے گہرا تعلق اور عقیدت تھی، قطب صاحب ان سے بیعت کرنا چاہتے تھے لیکن ہوتا تو وہ ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے ـــــ ان ہی دنوں میں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری بسلسلۂ سیر و سیاحت اصفہان پہنچے۔ حضرت قطب صاحب کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ اصفہان میں تشریف فرما ہیں تو آپ کو اُن سے ملنے کی خواہش ہوئی آپ ان کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ اُس وقت دو تائی[1] اوڑھے ہوئے تھے۔ وہ دوتائی آپ نے حضرت قطب صاحب کو مرحمت فرمائی[2]۔ دوتائی دینے کے معنی یہ ہوئے کہ خواجہ غریب نوازؒ نے حضرت قطب صاحب کو شرفِ مریدی بخشا۔ حضرت قطب صاحب کو خواجہ غریب نوازؒ کی جدائی گوارا نہ تھی۔ آپ ان کے ہمراہ رہنے لگے۔ سفر میں بھی خواجہ غریب نوازؒ کے ہمراہ رہتے[3]۔

پیرومُرشد کے ساتھ سفر

خواجہ غریب نوازؒ نے رختِ سفر باندھا۔ آپ اصفہان سے خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے قطب صاحب آپ کے ہمراہ تھے ـــــ اس سفر کے حالات کے متعلق حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ:

"جب دُعاگو (قطب صاحب) خواجہ معین الدینؒ کے ساتھ

---

[1] دوتہی۔ [2] سیر العارفین ص۸۔ [3] معین الہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص۶۶

Marfat.com

کعبہ کے سفر میں تھا۔ ایک دن صبح کی نماز کے بعد روانہ ہو کر ہم ایک شہر میں پہنچے۔ یہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی — یہ صومعہ کے اندر معتکف تھے۔ ایک غار میں مثل سوکھی لکڑی کے اپنی آنکھیں ہوا میں کھولے عالم حیرت میں کھڑے تھے۔ ایک ماہ تک ہم ان کے پاس رہے۔ اس عرصہ میں وہ صرف ایک مرتبہ عالم صحو میں آتے۔ ہم نے اُٹھ کر سلام کیا۔"

انہوں نے جواب دیا اور فرمایا:

"اے عزیز! تمہیں میرے اس حال سے صدمہ ہوا، مگر تمہارے اس ملال سے مکافات میں بخشش ہوگی۔ کیوں کہ اہلِ صفا فرماتے ہیں کہ جو درویش کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے۔"

الغرض انہوں نے بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ ہم بیٹھ گئے، پھر فرمانے لگے:

"میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں۔ تیس سال سے عالم تحیر میں مستغرق ہوں، نہ مجھے دن کی خبر ہے، نہ رات کی، خدائے تعالیٰ تمہاری وجہ سے آج مجھے عالم صحو میں لایا ہے۔ تمہیں دوبارہ آنے سے تکلیف ہوگی۔ مگر یہ بات اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے دنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ خلقت سے عزلت رکھنا۔ جو کچھ ملے اسے صرف کر دینا۔ اس میں سے کچھ نہ بچانا۔ کیوں کہ ذخیرہ جمع کرنا شومی ہے۔ سوائے حق تعالیٰ کے مشغول نہ ہونا تاکہ خستہ نہ ہو۔"

وہ بزرگ یہ نصیحت کر کے پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔

Marfat.com

حرمین شریف کی زیارت ۵۸۳ھ/۱۱۸۷ء

حضرت قطب صاحب ۵۸۳ھ میں خواجہ غریب نواز کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے۔ زیارتِ کعبہ سے مشرف ہوئے۔

بغداد میں آمد ۵۸۵ھ/۱۱۸۹ء

مدینہ منورہ سے خواجہ غریب نواز مع حضرت قطب صاحب بغداد شریف پہنچے۔ بغداد پہنچ کر آپ نے وہاں کچھ دن آرام کیا۔

خلافت

حضرت قطب صاحب کی بیعتِ خلافت سے مشرف ہونے کی تفصیل حسب ذیل ہے: [1]

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی نے چالیس روز متواتر سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع ارواحِ مشائخین کرام خواب میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا:

"اے معین الدین! قطب الدین خدا کا دوست ہے۔ اس کو خلافت دے اور خرقۂ گلیم پہنا۔"

ایک دن خواجہ غریب نواز نے فرمایا:

"آج رات میں نے حضرت ذوالجلال قادر باکمال کو خواب میں دیکھا۔ وہاں بھی یہ حکم ہوا کہ:

اے معین الدین! قطب الدین بختیار کاکی کو درویشی کا خرقہ اور خلافت عطا کر۔ کیوں کہ قطب الدین ہمارا دوست اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھی دوست ہے۔ ہم نے اسے برگزیدہ بندہ بنا دیا

---

[1] سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۵، ہشت سنابل صفحہ ۲۳، ۱۴۰، سیر العارفین صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳۔

Marfat.com

ہے اور اس کا نام اپنے دوستوں میں درج کیا ہے۔"

پس خواجہ غریب نواز نے ۵۸۵ ہجری میں حضرت قطب صاحب کو خواجہ ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں بیعتِ خلافت سے مشرف فرمایا۔

اس موقع پر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ داؤد کرمانی، شیخ برہان الدین محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد اصفہانی موجود تھے۔

شجرۂ طریقت حضرت قطب صاحب کا شجرۂ طریقت حسبِ ذیل ہے[1]:

قطب الدین وہو من، خواجہ معین الدین حسن سنجری وہو من خواجہ عثمان ہارونی چشتی وہو من حضرت حاجی شریف زندنی وہو من حضرت قطب الدین مودود چشتی وہو من حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی وہو من حضرت خواجہ ابو محمد چشتی وہو من حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی وہو من حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی وہو من حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری وہو من حضرت شیخ امین الدین ہبیرۃ البصری وہو من حضرت سدید الدین حذیفۃ المرعشی وہو من حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی وہو من حضرت ابو فضیل بن عیاض وہو من خواجہ عبدالواحد بن زید وہو من حضرت خواجہ حسن بصری وہو من امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

بغداد سے روانگی آخر کار خواجہ غریب نواز نے کوچ کیا۔ آپ ۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ء بغداد سے روانہ ہوئے۔ حضرت قطب صاحب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غریب نواز کے ہمراہ تھے۔ بغداد سے روانہ ہو کر خواجہ غریب نواز مع حضرت قطب صاحب چشت میں رونق افروز ہوئے، بعد ازاں خواجہ غریب نواز مع حضرت قطب صاحب ہرات پہنچے[2]۔

---

[1] سالک السالکین جلد دوم صد ۱۹۷، سیر الاقطاب۔
[2] سالک السالکین جلد دوم صد ۱۷۶۔ خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل صد ۱۵۸۔

Marfat.com

ہرات سے خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب سبزہ وار میں رونق افروز ہوتے ہیں۔[1]

سبزہ وار میں کچھ دن قیام کر کے حضرت قطب صاحب بہ ہمراہی خواجہ غریب نواز لاہور پہنچے۔ لاہور سے آپ اور خواجہ غریب نواز سماناہوتے ہوئے دہلی سے گزرے۔ دہلی سے روانہ ہو کر خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب اجمیر پہنچے۔ اس سفر کے متعلق حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ[2]

"لاہور سے روانہ ہو کر ۵۸۷ھ میں دو ماہ سفر میں رہنے کے بعد وارد اجمیر ہوئے ...."

بابا فرید الدین گنج شکر کی باریابی

کچھ دن اجمیر میں قیام کرنے کے بعد خواجہ غریب نواز غزنیں تشریف لے گئے۔ آپ کے مریدین و معتقدین بھی آپ کے ہمراہ ہو لئے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب کو اپنی والدۂ محترمہ سے رخصت ہوئے کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ آپ اوش تشریف لے گئے۔ جب خواجہ غریب نواز واپس اجمیر تشریف لے آئے تو حضرت قطب صاحب بھی ہندوستان روانہ ہوئے آپ ۱۱۹۴ء/۵۹۰ھ میں ملتان میں رونق افروز ہوئے۔

ان دنوں ملتان علم و فنون کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے عالم یہاں رہتے تھے۔ لوگ دور دراز سے تحصیل علم کی غرض سے ملتان آتے تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر تلاش علم میں ملتان آئے۔ آپ نے مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں قیام کیا۔

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ہند۔ [2] دلیل العارفین از حضرت قطب صاحب۔

Marfat.com

ایک دن کا واقعہ ہے کہ بابا فرید الدین گنج شکرؒ قبلہ رو بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے۔ اس کتاب کا نام "نافع" تھا۔ حضرت قطب صاحب جب ملتان میں رونق افروز ہوئے تو آپ اسی مسجد میں گئے، جہاں بابا فرید الدین گنج شکر مطالعہ میں مشغول تھے، جوں ہی حضرت بابا صاحب نے حضرت قطب صاحب کو دیکھا آپ بے چین ہو گئے۔ حضرت قطب صاحب کے روئے مبارک پر جو آپ کی نظر پڑی تو آپ ایک والہانہ جذبے سے متاثر ہو کر بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ آداب بجا لائے۔ تعظیم کے اظہار کے بعد بابا صاحب ایک طرف مؤدبانہ بیٹھ گئے۔

حضرت قطب صاحب نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ پھر بابا صاحب کی طرف مخاطب ہوئے:

آپ نے بابا صاحب سے دریافت فرمایا:

"تم کیا پڑھتے ہو؟"

بابا صاحب نے مؤدبانہ جواب دیا:

"کتاب نافع پڑھتا ہوں۔"

یہ جواب سن کر حضرت قطب صاحب نے زبانِ فیض ترجمان سے فرمایا:

"جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں نفع ہوگا۔"

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا:

"مجھے تو حضرت کی سعادتِ قدم بوسی نافع ہوگی۔"

یہ کہہ کر حضرت بابا صاحب والہانہ انداز میں اٹھے اور حضرت قطب صاحب کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔

حضرت قطب صاحب کی نظر کیمیا اثر اپنا کام کر چکی تھی۔ حضرت بابا صاحب کو اب حضرت قطب صاحب کی جدائی گوارا نہ تھی۔ ہر وقت حضرت قطب صاحب

Marfat.com

کی صحبت میں رہنے لگے۔ آپ کو حضرت قطب صاحب سے بے پناہ عقیدت ہو گئی۔

ملتان میں کچھ دن قیام فرما کر حضرت قطب صاحب دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت بابا صاحب نے بھی آپ کے ہمراہ دہلی جانا چاہا، لیکن حضرت قطب صاحب نے حضرت بابا فرید گنج شکر کی تکمیل تعلیم پر زور دیا۔ حضرت بابا صاحب تین منزل تک حضرت قطب صاحب کے ہمراہ آئے۔ وہاں سے رخصت ہو کر ملتان تشریف لے گئے۔ ملتان سے بلخ و بخارا تشریف لے گئے[1] آپ حضرت قطب صاحب سے ملنے کو بے چین تھے۔ دہلی پہنچ کر حضرت قطب صاحب کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

حضرت بابا صاحب کا بیعت ہونا ۵۹۰ھ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ پہلی ہی مجلس میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔[2] حضرت نظام الدین اولیاء نے بوقت بیعت حضرت بابا صاحب کی عمر پندرہ سال بتائی ہے[3]

حضرت بابا صاحب کا دہلی میں قیام

بابا صاحب کا دہلی میں کچھ عرصہ قیام رہا۔ اپنے پیر و مرشد حضرت قطب صاحب کا حکم پا کر آپ قندھار روانہ ہو گئے۔ وہاں آپ نے علم ظاہری حاصل کرنے میں انتہائی محنت کی۔ وہاں سے آپ بعد تحصیل علم ظاہری عراق، خراسان، ماوراء النہر، مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہوتے ہوئے اور مشائخین عظام سے ملتے اور روحانی فیوض حاصل کرتے ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت قطب صاحب کی خدمت بابرکت

---

[1] راحت القلوب [2] اقتباس الانوار اور سیر الاولیاء میں آپ کے بیعت سے مشرف ہونے کا سال ۵۹۰ھ درج ہے
[3] سیر الاولیاء صفحہ: ۶۱، ۶۰، سیر الاقطاب صفحہ: ۱۶۴، روضۃ الاقطاب صفحہ: ۵۹

Marfat.com

میں حاضر ہوتے۔

حضرت قطب صاحب کو بابا صاحب کی آمد سے بے حد خوشی ہوئی۔ بابا صاحب غزنی دروازہ کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت قطب صاحب کے فرمان کے مطابق عبادات، ریاضات اور مجاہدات میں لگے رہتے۔ اس زمانے میں آپ نے سخت سے سخت ریاضتیں کیں۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں روزانہ حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ دو ہفتہ کے بعد اپنے پیر و مرشد کے جمالِ پُرانوار سے مشرف ہوتے تھے[1]

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ ابھی ریاضات و مجاہدات میں مشغول تھے کہ اجمیر سے حضرت خواجہ غریب نواز دہلی تشریف لائے اور حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ خواجہ غریب نواز کا دہلی میں قیام دہلی والوں کے لئے باعثِ برکت تھا۔ اب روحانی فیض کا چشمہ ان سے قریب تھا۔ عرفان کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر قسم کی دولت تقسیم ہو رہی تھی۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ اپنا دامنِ مُراد بھر لے۔ ہر ایک کی قسمت تھی اور اس کا دامن تھا۔

حضرت قطب صاحب کے حصے میں وہ نعمت آئی کہ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ حضرت قطب صاحب نے اپنے مُریدوں کو خواجہ غریب نواز کے حضور میں پیش کیا۔ ہر ایک اپنی قابلیت اور استطاعت کے مطابق خواجہ غریب نواز سے فیض یاب ہوا۔ جب خواجہ غریب نواز جی بھر کے عرفان کی دولت لُٹا چکے تو آپ نے خود ہی حضرت قطب صاحب سے دریافت فرمایا:

"تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟"

---

[1] سالک السالکین۔ فرشتہ

Marfat.com

قطب صاحب نے عرض کیا :

"مسعود (بابا فریدالدین گنج شکرؒ) رہ گیا ہے۔ وہ چلہ میں بیٹھا ہے۔"

یہ سن کر خواجہ غریب نواز کھڑے ہو گئے اور قطب صاحب سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا :

"آؤ، اسے دیکھیں۔"

حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ چلہ میں بیٹھے ہوتے تھے۔ وہاں پہنچ کر چلہ کا دروازہ کھولا وہاں بابا صاحب بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ اتنے کم زور ہو گئے تھے کہ خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب کی تعظیم کے واسطے کھڑے نہ ہو سکے۔ باچشم پُرآب سرِ نیاز زمین پر رکھ دیا۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا یہ حال دیکھ کر خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے فرمایا :

"اے قطب! کب تک اس بے چارے کو مجاہدہ میں گھلاؤ گے۔
آؤ اسے کچھ عطا کریں۔"

یہ کہہ کر خواجہ غریب نواز نے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا داہنا ہاتھ پکڑا۔ حضرت قطب صاحب نے بایاں بازو پکڑا۔ اس طرح ہر دو بزرگوں نے بابا صاحب کو کھڑا کیا۔ خواجہ غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے بارگاہِ ایزدی میں بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے واسطے دعا فرمائی۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے عرض کیا :

"خدایا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا۔"

غیب سے ندا آئی :

Marfat.com

"ہم نے فرید کو قبول کیا۔ یہ وحیدِ عصر ہوگا"

حضرت خواجہ غریب نواز نے پھر حضرت قطب صاحب کو اس امر کی تاکید کی اور ہدایت فرمائی کہ :

"اسم اعظم جو خواجگانِ چشت میں سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے اسے تلقین کرو"

اس اسم اعظم کی برکت سے، حضرت بابا صاحب خدا رسیدہ ہو گئے۔ آپ پر علم لدنی کا انکشاف ہوا، اور حجابات کے پردے اٹھ گئے۔

خواجہ غریب نواز نے بابا صاحب کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت بابا صاحب کا خلافت سے سرفراز ہونا

حضرت قطب صاحب نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کو دستار، شال، اور خلافت کے دیگر لوازمات سے نوازا۔

بابا صاحب کے متعلق پیش گوئی

اس موقع پر خواجہ غریب نواز نے حضرت بابا صاحب کے متعلق پیش گوئی فرمائی۔

آپ نے حضرت قطب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا :

"قطب! بڑے شہباز کو دام میں لائے ـــــ اس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا"

اس محفل میں صوفیائے کرام، پیران عظام اور مشائخین والا احترام موجود تھے۔ قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علی کرمانی، سید نور الدین غزنوی، مولانا مبارک، شیخ نظام الدین ابوالموائد، مولانا شمس الدین ترک، خواجہ محمد مونیہ دوز اور دیگر اصحاب موجود تھے۔

ایک شاعر نے جو اس مبارک موقع پر موجود تھا، فی البدیہہ حسبِ ذیل اشعار پڑھے :

Marfat.com

بخشش کونین از چنین شد در بابِ تو — بادشاہی یافتن از بادشاہانِ جہاں
مملکت دنیا و دیں گشتہ مسلم بر ترا — عالم کُن گشتہ اقطاعِ تو اے شاہِ جہاں

سفرِ اوش اور واپسی

حضرت قطب صاحب اپنی والدۂ محترمہ سے ملنے کے لئے بے چین تھے۔ آپ ۶۰۲ھ میں اپنی والدۂ محترمہ کی قدم بوسی کی غرض سے اوش تشریف لے گئے۔[۱]

اوش سے آپ بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ احد الدین کرمانی سے ملے۔ ان کے علاوہ اور بھی دیگر مشائخین کبار سے ملے۔[۲]

بغداد میں آپ کو حضرت جلال الدین تبریزی سے معلوم ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ خراسان سے ہندوستان تشریف لے گئے ہیں اور دہلی میں قیام ہے۔

ملتان میں آمد ۱۲۱۴ء/۶۱۱ھ

جب حضرت قطب صاحب کو یہ خبر ملی تو آپ اپنے پیر و مرشد کی قدمبوسی کے شوق میں ہندوستان روانہ ہو گئے۔ شیخ جلال الدین تبریزی آپ کے ساتھ ہولئے۔ آپ مع شیخ جلال الدین تبریزی ملتان میں رونق افروز ہوئے۔ یہ زمانہ سلطان شمس الدین التمش کا تھا۔ قباچہ بیگ ملتان کا حاکم تھا۔ ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رشد و ہدایت فرما رہے تھے۔

قباچہ بیگ کی درخواست ۱۲۱۴ء/۶۱۱ھ

حضرت قطب صاحب نے دہلی کا قصد کیا۔

---

[۱] سالک السالکین جلد دوم [۲] سالک السالکین جلد دوم۔ فرشتہ جلد دوم۔

Marfat.com

قباچہ بیگ آپ کو ملتان میں روکنا چاہتا تھا۔ اس نے بصد عاجزی حضرت قطب صاحب سے عرض کیا کہ حضور ملتان میں سکونت اختیار فرمائیں۔

حضرت قطب صاحب نے اس کی یہ درخواست منظور نہ کی، آپ نے فرمایا:

"یہ مقام عالم غیب سے شیخ بہاء الدین ذکریا کے ذمہ لکھا گیا ہے۔

علاوہ ازیں میں اپنے پیر و مرشد خواجہ معین الدینؒ کی اجازت کے بغیر کہیں بھی سکونت پذیر نہیں ہو سکتا۔"[1]

روانگی ۶۱۱ھ/۱۲۱۴ء حضرت قطب صاحب دہلی روانہ ہو گئے۔ ملتان سے آپ لاہور پہنچے، اور لاہور سے آپ دہلی میں رونق افروز ہوئے۔ شیخ جلال الدین تبریزی یہاں سے واپس غزنی تشریف لے گئے۔

ملتان میں حضرت قطب صاحب سے لوگ بیعت کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت قطب صاحب نے اس وجہ سے منع فرمایا کہ ملتان کو حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی کی ولایت سے علاقہ ہے۔

حضرت قطب صاحب جب ملتان سے روانہ ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے ہمراہ ہو لیے۔ آپ نے ان لوگوں کو ملتان کی حدود سے باہر بمقام ہانسی شرف بیعت سے نوازا۔[2]

حضرت قاضی حمید الدینؒ ناگوری کا خواب

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے اسی زمانہ میں ایک خواب دیکھا:

آفتاب جہاں تاب نے دہلی میں آکر مملکت کو روشن کر دیا ہے اور

---

[1] فرشتہ جلد دوم۔ [2] سالک السالکین جلد دوم۔

Marfat.com

وہ ان کے گھر میں آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گا۔
جب اس خواب کی تعبیر لی تو معلوم ہوا کہ
آفتاب سے مراد ولی کامل ہے جو دہلی میں رونق افروز ہوگا اور
قاضی صاحب کے گھر میں سکونت پذیر ہوگا۔[1]

دہلی میں آمد

حضرت قطب صاحب نے دہلی پہنچ کر کیلوکرڈی میں قیام فرمایا۔ آپ کی جائے قیام کافی فاصلہ پر تھی۔ لوگوں کو اور خود بادشاہ کو وہاں آنے جانے میں کافی وقت لگتا تھا۔

سلطان کی درخواست

سلطان شمس الدین التمش نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے عرض کیا، کہ اگر آں حضرت بجائے کیلوکرڈی کے شہر دہلی میں رہنے لگیں تو وہ خود اور لوگ دور دراز سے آنے جانے کی تکلیف سے بچ جائیں گے۔ سلطنت کے کام میں بھی کوئی ہرج نہ ہوگا، اور لوگوں کو بھی سہولت پہنچے گی۔

حضرت قطب صاحب نے ازراہِ عنایت و کرم سلطان شمس الدین التمش کی درخواست منظور فرمائی۔ آپ کیلوکرڈی سے شہر دہلی تشریف لے آئے پہلے ایک نانبائی کے یہاں قیام فرمایا۔ یہ نانبائی حضرت قطب صاحب سے عقیدت رکھتا تھا۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری پھر آپ کو اپنے گھر لے آئے۔ کچھ دن بعد آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ پھر آپ نے مسجد اعز الدین کے قریب رہنا سہنا شروع کر دیا۔

دوسری درخواست

حضرت جمال الدین محمد بسطامیؒ دہلی میں شیخ الاسلام کے جلیل عہدہ پر فائز تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد سلطان

---

[1] سیر الاقطاب صفحہ ۱۵۔ سیر العارفین صفحہ ۱۴۔ [2] سالک السالکین۔

Marfat.com

شمس الدین التمش کی خواہش تھی کہ حضرت قطب صاحب یہ عہدہ قبول فرمالیں۔ جب سلطان التمش نے حضرت قطب صاحب سے اس امر کی درخواست کی تو آپ نے عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ سلطان التمش نے آخر کار شیخ نجم الدین صغریٰ کا اس عہدہ پر تقرر کیا۔[1]

آپ کا معروضہ

حضرت قطب صاحب کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کی قدم بوسی کا بے حد اشتیاق تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں ایک درخواست اجمیر بھیجی۔ اس درخواست میں آپ نے شوق قدم بوسی کا اظہار کیا اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے جواب دیا:

"اگرچہ در ظاہر بعد است اما در باطن قرب است ہمانجا باید بود۔۔۔۔"

ترجمہ: اگرچہ ظاہر میں دوری ہے، لیکن روحانی طور پر قریب ہو۔ وہیں رہو"

خواجہ غریب نواز کی دہلی میں آمد ۱۲۱۴ء/۶۱۱ھ

حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب کو دہلی آنے سے منع فرما دیا تھا۔ آپ بہ نفسِ نفیس دہلی تشریف لے گئے۔ آپ نے حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرما کر حضرت قطب صاحب کی عزت افزائی فرمائی۔ دہلی میں کچھ دن قیام فرما کر اور عرفان کی دولت لٹا کر

---

[1] سالک السالکین۔ [2] سفینۃ الاولیا، صہ ۹۵، سالک السالکین جلد دوم صہ ۲۹۹، خزینۃ الاصفیا جلد اول صہ ۲۶۸۔

Marfat.com

خواجہ غریب نواز اجمیر واپس تشریف لے آئے۔

دوسری مرتبہ ۱۲۲۴ء ۶۲۱ھ

اس مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز بغیر اطلاع دہلی میں رونق افروز ہوئے[1]

حضرت قطب صاحب کو سخت تعجب ہوا۔

اس مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز ایک کسان کی سفارش اور اپنے فرزند حضرت خواجہ فخرالدین کے لئے موضع ماندن کی معافی کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے تھے۔

حضرت قطب صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ سلطان شمس الدین التمش کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے کسان کا معاملہ کسان کے حق میں طے کرا دیا۔ خواجہ غریب نواز کو نہیں جانے دیا۔ آپ نے موضع ماندن کی معافی کا فرمان غریب نواز کے فرزند حضرت خواجہ فخرالدین کے حق میں حاصل کیا۔

بے رُخی

شیخ نجم الدین صغریٰ دہلی میں شیخ الاسلام تھے۔ خواجہ غریب نواز کے ان سے دیرینہ تعلقات تھے۔ خراسان میں ملاقات ہو چکی تھی۔ خواجہ غریب نواز سے دہلی میں سب ملنے آئے لیکن نجم الدین صغریٰ نہ آئے تو خواجہ غریب نواز کو تعجب ہوا کہ وہ کیوں نہ آئے۔ آپ خود ہی ان سے ملنے اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔

اس وقت شیخ نجم الدین صغریٰ ایک صوفہ تعمیر کرا رہے تھے۔ انہوں نے خواجہ غریب نواز کی طرف سے بے رُخی برتی۔ اس بے رُخی کے برتاؤ سے خواجہ غریب نواز کو رنج ہوا۔

---

[1] تفصیل "معین الہند" صفحہ ۱۰۴، ۱۰۷ میں درج ہے۔

Marfat.com

آپ نے شیخ نجم الدین صغریٰ سے فرمایا :

"اے نجم الدین! ایسی کیا تجھ پر بلا آئی کہ شیخ الاسلامی کے نشے میں انسانیت سے درگزرا، اور راہ و رسم دیرینہ اور وضع داری قدیم کو یک بارگی ترک کیا۔"

شیخ نجم الدین صغریٰ یہ سن کر شرمندہ ہوئے۔ آپ نے خواجہ غریب نواز کے قدموں پر سر رکھا۔ معذرت کے خواہاں ہوئے اور عرض کیا :

آپ سے رشک و حسد

"میں پہلے جیسے آپ کا مخلص تھا، ویسا ہی اب ہوں، مگر قطب الدین کاکی نے میری منزلت برباد کر دی ہے۔ جب سے وہ آپ کا مرید یہاں آیا ہے تمام مخلوق اس کی طرف رجوع ہے، میں برائے نام شیخ الاسلام ہوں، کوئی میری پرسش نہیں کرتا۔"

دراصل شیخ نجم الدین صغریٰ کو خواجہ غریب نواز سے شکایت تھی کہ [1]

"تو خلیفہ خود را دراں جا گذاشتی کہ ہمہ مردم شہر دہلی بر در ش چنداں ہجوم دارند کہ کسے مرا بیک برگ سبزے ہم یاد نمی کند۔"

ترجمہ : آپ نے اپنے خلیفہ کو اس جگہ چھوڑ دیا ہے۔ دہلی کی ساری مخلوق اس کے در پر جمع رہتی ہے اور مجھ کو ایک سبز پتے سے بھی کوئی یاد نہیں کرتا۔ کوئی میری پرسش نہیں کرتا۔

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۵۰

Marfat.com

اجمیر کو روانگی

یہ سن کر خواجہ غریب نواز مسکرائے۔ آپ نے شیخ نجم الدین صغریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"تو خاطر جمع رکھ۔ میں اس بارِ گراں کو جو تیرے دل پر ہے، اپنے ہمراہ اجمیر لے جاؤں گا۔"

دہلی سے روانگی کے وقت حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے فرمایا:[1]

"بابا قطب الدین تو ہمراہ ہم بیا کہ بعضے مرد ماں ایں جب از تو ناراض اند۔"

ترجمہ: بابا قطب الدین تم بھی میرے ہمراہ آؤ (چلو) کیوں کہ بعض لوگ تم سے یہاں خفا ہیں۔

خواجہ غریب نواز نے دہلی سے اجمیر کو روانہ ہوتے وقت حضرت قطب صاحب کو اپنے ہمراہ لیا پس حضرت قطب صاحب برکاب سعادت اپنے پیر و مرشد روانہ ہوئے۔ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ لوگ آپ کے پیچھے ہو لئے۔ حضرت قطب صاحب دہلی میں اس قدر ہر دل عزیز تھے کہ آپ کی جُدائی کسی کو گوارا نہ تھی۔ سلطان شمس الدین التمش کو جب یہ خبر ملی تو وہ خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کیا:

"حضور! قطب صاحب کو اجمیر نہ لے جائیں یہیں رہنے دیں۔"

خواجہ غریب نواز کو لوگوں کی دل شکنی پسند نہ تھی۔ جب آپ نے دیکھا کہ دہلی کے لوگ حضرت قطب صاحب کے جانے سے رنجیدہ ہیں تو آپ نے حضرت

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۵۷

Marfat.com

قطب صاحب سے فرمایا :

"بابا قطب! تم یہیں رہو۔ تمہارے جانے سے اہلِ شہر پریشان و بے قرار ہیں، میں نہیں چاہتا کہ اتنے لوگوں کے دلوں کو تمہاری آتشِ جدائی سے کباب کردوں۔ میں نے اس شہر کو تمہاری حمایت میں چھوڑا۔"

حسبِ فرمان پیر و مرشد حضرت قطب صاحب واپس آگئے، اور دہلی میں رہنے لگے۔

شوقِ قدم بوسی کچھ مدت دہلی میں قیام فرمانے کے بعد حضرت قطب صاحب اپنے پیر و مرشد کی قدم بوسی کے لئے بے چین ہوئے۔ آپ نے ایک عریضہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔

آپ کے پیر و مرشد کا جواب آیا کہ[1]:

"ما نیز می خواستیم تا آں فرزند ارجمند را بطلبم دریں اثناء مراسلہ رسید۔ می باید کہ زود بیائید کہ ایں ملاقات آخر لیست در دنیا۔"

ترجمہ: میں بھی چاہتا تھا کہ فرزند ارجمند کو بلاؤں کہ اسی اثناء میں مراسلہ ملا۔ تم کو چاہئے کہ جلد آؤ کہ یہ ملاقات اس دنیا میں آخری ہے۔

پیر و مرشد کی خدمت حضرت قطب صاحب یہ جواب ملتے ہی اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔ اجمیر پہنچ کر آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ خدمت بابرکت میں رہنے لگے

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۱۵۸

Marfat.com

آخری مجلس کے حالات حضرت قطب صاحب نے اس طرح تحریر فرمائے ہیں:[1]

"..... چوں خواجہ ایں تمام کرد بگریست۔ فرمود کہ اے درویش! مارا کہ ایں جا آوردہ اند مدفن ما ایں جا خواہد بود۔ میاں چند روز ما سفر خواہیم کرد"

ترجمہ:..... حضرت خواجہ یہ فرما کر رونے لگے۔ فرمایا کہ اے درویش اس سرزمین میں جو مجھے پہنچایا گیا ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ یہیں میری قبر بنے گی۔ چند دنوں میں ہم سفر کریں گے۔

تبرکات کی سپردگی اسی مجلس میں حضرت خواجہ غریب نواز نے احکام نافذ فرمائے۔ حضرت قطب صاحب تحریر فرماتے ہیں:[2]

شیخ علی سنجری حاضر بودند اورا فرمان شد کہ مثال نویس۔ بردست شیخ قطب الدین بختیار کاکی باید تا در دہلی رود کہ خلافت اورا دادیم کہ دہلی مقام اوست۔

بعدازاں مثال تمام شد۔ بردست دعاگو داد۔ روئے بر زمین آوردم۔ فرمان شد کہ نزدیک بیا۔ نزدیک ترشدم۔ دستار باکلاہ بر سرمن بدست خود نہاد، عصائے شیخ عثمان ہارونی رح ورداء۔ در پہ دعاگو کرد مصلحت و مصلا نیز داد۔

فرمود ایں امانتے است از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ از خواجگان چشت بمارسیدہ است من ترا دادم۔ باید کہ چنانچہ از ایشاں مابجا آوردیم شما نیز حق ایں بجا آرید۔ تا فردائے قیامت

---

[1] دلیل العارفین [2] دلیل العارفین۔

Marfat.com

بیان خواجگان مارا شرمندہ نگردانی۔

ترجمہ: شیخ علی سجزی حاضر تھے۔ ان کو حکم دیا کہ فرمان لکھا جائے اور ہمارے شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو دیا جائے تاکہ وہ دہلی جائیں۔ ہم ان کو خلافت دیتے ہیں، اور دہلی ان کے قیام کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر جب فرمان مکمل ہو گیا۔ دعاگو (قطب صاحب) کو عطا فرمایا۔ میں آداب بجالایا۔ حکم ہوا کہ نزدیک آ۔ میں اور نزدیک ہو گیا۔ دستار اور کلاہ اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر رکھا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا عصا اور خرقہ عنایت فرمایا۔ قرآن مجید اور مصلا بھی عنایت فرمایا۔ ارشاد فرمایا فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس امانت ہے جو خواجگان چشت کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے، میں تم کو یہ سونپ رہا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ جس طرح ہم نے ان چیزوں کو اپنے پاس رکھا ہے، تم بھی اسی طرح رکھو گے، تاکہ کل قیامت کے دن خواجگان کے سامنے مجھے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں[1] کہ اس کے بعد

"دعاگو سر بر زمین آورد۔ دوگانہ نماز گزارد۔

فرمود، برو۔ بخدا سپردم و ترا بمنزل گاہ عزت رسانیدم"۔

ترجمہ: دُعاگو (قطب صاحب) پھر آداب بجالایا۔ دو رکعت

---

[1] دلیل العارفین۔

Marfat.com

نماز شکرانہ ادا کی۔

ارشاد ہوا، جاؤ۔ میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا، اور مقام عزت اور بزرگی پر فائز کیا۔

پیرو مرشد کی نصیحت

حضرت قطب صاحب کے پیرو مرشد خواجہ غریب نواز نے آپ کو نصیحت فرمائی کہ چار باتیں بڑی خوبی کی ہیں۔ ان پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے۔ ان چاروں باتوں میں سے:

پہلی بات تو ایسی درویشی ہے کہ جس سے تونگری ظاہر ہو۔

دوسری بات بھوکوں کا پیٹ بھرنا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ غم کی حالت میں خوشی کا اظہار کرے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر کوئی دشمنی سے پیش آئے تو جواب میں دوستی کا مظاہرہ کرے۔

پیرو مرشد کی دعا

اس آخری مجلس کا واقعہ ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے فرمایا:

"آؤ"

حضرت قطب صاحب آگے بڑھے۔ قدم بوس ہوئے۔ خواجہ غریب نواز نے فاتحہ خیر پڑھ کر فرمایا:[1]

"رنجئے نہ خراشی۔ مرد شدہ باش"

ترجمہ: رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ مرد بن کر رہو۔

اجمیر سے واپسی

حضرت قطب صاحب اپنے پیرو مرشد سے رخصت ہو کر دہلی واپس تشریف لائے اور دہلی میں سکونت اختیار کر کے

---

[1] دلیل العارفین۔

Marfat.com

بقیہ عمر وہیں گذاری۔

عظیم صدمہ آپ کی روانگی کے بیس دن بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی واصل بحق ہوئے۔

آپ کا خواب جس دن آپ کو اپنے پیر و مرشد کی وفات شریف کی خبر موصول ہوئی آپ حالت غم و رنج میں مصلّے پر نماز پڑھ کر لیٹ رہے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کو خواب میں دیکھا، آپ قدم بوس ہوئے کیفیت حال دریافت کی۔ ارشاد ہوا کہ [1]

"خداوند تعالےٰ نے رحمتِ خاص سے نوازا اور فرشتوں اور ساکنانِ عرش کے نزدیک جگہ دی۔ میں یہیں رہتا ہوں۔"

ازواج و اولاد آپ کی پہلی شادی آپ کے وطن اوش میں ہوئی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا عقد ایک خاتون کے ساتھ کر دیا۔ تین روز بعد حضرت قطب صاحب نے بیوی کو طلاق دے دی۔ اس شادی سے آپ کے اوراد میں فرق آیا اور یہ بات آپ کو گوارا نہ ہوئی۔

حضرت قطب صاحب کا وِرد تھا کہ رات کو سوتے وقت تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے جو درود شریف آپ پڑھتے تھے وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ

شادی کے بعد آپ تین شب درود شریف نہ پڑھ سکے۔

تیسرے دن آپ کے ایک مرید نے جن کا نام رئیس احمد تھا، خواب دیکھا کہ

---

[1] دلیل العارفین صفحہ ۵۶۔

Marfat.com

ایک عالی شان محل ہے، خلقت کا ہجوم ہے، اور ایک شخص جس کی صورت نورانی ہے، محل میں بلا تکلف آجا رہے ہیں۔ لوگوں کا پیغام لے کر محل میں جاتے ہیں، اور پیغام کا جواب لے کر باہر آتے ہیں ——— انہوں (رئیس احمد) نے محل اور ان بزرگ کے متعلق ایک شخص سے معلوم کیا۔ اس شخص نے ان کو بتایا کہ سرورِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس محل میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ بزرگ جو آتے جاتے ہیں، ان کا نام حضرت عبداللہ بن مسعود ہے۔

رئیس احمد یہ سُن کر حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا، کہ ان کا پیغام بھی سرورِ عالم کو پہنچا دیں کہ وہ بھی دیدار فائض الانوار کا مشتاق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود یہ پیغام لے کر محل میں گئے اور وہاں سے جواب لائے کہ سرورِ عالم کا اشارہ ہے کہ

"ابھی اس شخص میں میرے دیدار کی اہلیت اور لیاقت نہیں ہے، میرا سلام قطب الدین اوشی کو پہنچا اور میری طرف سے کہنا کہ کیا بات ہے کہ جو تحفہ وہ ہر رات ہمارے پاس بھیجتے تھے اب تین رات سے نہیں بھیجا"

رئیس احمد کی آنکھ کھلی تو آپ سرورِ عالم کا یہ پیغام پہنچانے کے لئے بے چین تھے۔ آپ نے حضرت قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب سنایا ——— قطب صاحب نے جو سرورِ عالم کا پیغام سنا تو کھڑے ہو گئے، اور رئیس احمد سے پوچھنے لگے: "ہاں کیا فرمایا ہے؟"

رئیس احمد نے عرض کیا کہ سرورِ عالم نے فرمایا ہے کہ "جو تحفہ تم مجھے ہر شب بھیجا کرتے تھے وہ تین شب سے کیوں نہیں بھیجا۔

حضرت قطب صاحب فوراً سمجھ گئے کہ تحفہ سے کیا مراد ہے۔ شادی کی

Marfat.com

وجہ سے تین رات سے درود شریف ناغہ ہو گیا تھا۔ پس :

"خواجہ ہماں زنے کہ خواستہ بود بطلبیدہ وحہر او بدو رسانید وطلاق داد باز بہ اوراد و وظائف خود مشغول گشت"[۱]

ترجمہ : خواجہ نے (قطب صاحب) اس عورت کو جس سے آپ کی شادی ہوئی تھی بلایا اور اس کا مہر اس کے حوالے کیا، اور اس کو طلاق دے دی، اور پھر اپنے اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔"

اس کے بعد آپ نے ایک مدت تک شادی نہیں کی۔

دوسرا نکاح آپ نے دوسری شادی دہلی میں سکونت اختیار کرنے کے بعد کی۔ یہ شادی آپ نے آخری عمر میں کی[۲] آپ کے دو لڑکے ہوئے، ایک لڑکے کا نام احمد تھا اور دوسرے کا نام شیخ محمد تھا۔ شیخ محمد کا سات سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ جب اُن کے انتقال پر اُن کی والدہ کے رونے کی آواز حضرت قطب صاحب کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے شیخ بدرالدین سے پوچھا کہ "یہ رونے کی آواز ہمارے گھر سے کس وجہ سے آرہی ہے۔"

انہوں نے عرض کیا: "حضور کے صاحبزادے شیخ محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اُن کی والدہ رو رہی ہیں۔"

یہ سُن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ افسوس اُن کو خبر نہ ہوئی۔ اگر ان کو خبر ہوتی تو وہ خداوند تعالےٰ سے اس کی زندگی مانگتے اور اگر :

"می خواستم می یافتم"۔ اگر مانگتا تو ضرور پاتا۔

---

[۱] اقتباس الانوار [۲] ایضاً۔

Marfat.com

آپ اپنی اہلیہ محترمہ کو صبر کی تلقین فرما کر مراقبہ میں پھر مشغول ہو گئے[1]
آپ کی نسل آپ کے بڑے صاحبزادے خواجہ احمد سے چلی۔ آپ خواجہ احمد تماچی کے نام سے مشہور ہوتے۔ آپ بلند پایہ بزرگ تھے۔

مدفن وفات سے قبل ایک عید کے موقع پر حضرت قطب صاحب عیدگاہ سے واپسی پر ایک افتادہ اور غیر آباد زمین پر تشریف لائے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اب آپ کا مزارِ مبارک ہے۔ یہاں کچھ دیر تک آپ سوچ بچار میں رہے۔ جو لوگ ہمراہ تھے انہوں نے عرض کیا کہ "حضور کس فکر میں ہیں۔" آپ نے جواب دیا کہ:[2]

"مرا ازیں زمین بوئے دلہا می آید۔ مالک ایں زمین را حاضر کنید۔"

ترجمہ : مجھ کو اس زمین سے دلوں کی بو آتی ہے۔ اس زمین کے مالک کو حاضر کرو۔

مالکِ زمین حاضر ہوا۔ حضرت قطب صاحب نے اس زمین کو اپنے زرِ خاص سے خرید لیا اور اس زمین کو اپنے مدفن و مرقد مطہر کے لئے مقرر کر لیا۔[3]

جائے مدفن کی فضیلت اس جگہ کو جہاں حضرت قطب صاحب کا مزار مبارک ہے خاص فضیلت حاصل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اڑتے اڑتے ایک بار اس جگہ پہنچا، جہاں حضرت قطب صاحب کا جائے مدفن ہے۔ آپ کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ عرش سے فرش تک نور ہی نور ہے، اور نور کے طبق فرشتے آسمان سے لا رہے ہیں اور اس زمین پر ڈال رہے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے دریافت فرمایا کہ یہ خوب صورت جگہ

---

[1] فرشتہ جلد دوم صفحہ: ۲۸۰، ۲۸۱ [2] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ: ۱۵۹۔
[3] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۱۵۹۔ سیر الاولیاء۔ سالک السالکین۔

Marfat.com

اور یہ پُر فضا مکان کس مرد با صفا کا مسکن یا مدفن ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ [1]

"ایں سرزمین مسکن و مدفن خواجہ قطب الدین محبوب اللہ است
کہ در امت رسول اللہ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیدا خواہد بود وہم
دریں لقعہ خواہد آسود"

یہ سرزمین مسکن و مدفن اللہ کے محبوب خواجہ قطب الدین
کا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اُمت میں پیدا ہوں گے اور اس جگہ آسودہ ہوں گے۔

آخری ایام

ایک روز شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی تھی۔ صاحب حال اور اہلِ کمال درویش محفل میں شریک تھے۔ حضرت قطب صاحبؒ بھی بہ نفس نفیس تشریف رکھتے تھے۔ قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

عاشق رویت کجا بیند مکیں
بستہ رویت کجا یابد خلاص

حضرت قطب صاحب پر وجد طاری ہوا۔ قوال اس شعر کو کچھ دیر تک گاتے رہے۔ اس کے بعد قوالوں نے حضرت احمد جامؒ کی غزل گانا شروع کی —— جب صلاح الدین اور اس کے لڑکوں، کریم الدین اور نصیر الدین نے یہ شعر پڑھا ؎

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

تو حضرت قطب صاحب پر ایسا وجد طاری ہوا کہ آپ اس کیفیت میں بے ہوش ہو گئے۔
قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی آپ کو اسی حالت میں مکان پر

---

[1] روضۃ الاقطاب صفحہ: ۲۸۔

Marfat.com

لائے، قوال بھی ساتھ آئے۔ قوالی ہوتی رہی۔ جب آپ کو کسی قدر ہوش آتا تو آپ اس شعر کی تکرار کا حکم فرماتے اور پھر آپ پر وجد طاری ہو جاتا۔ چار روز تک آپ پر یہ کیفیت رہی۔ آپ بے ہوش تھے۔ نماز کے وقت آپ کو ہوش آجاتا۔ آپ نماز ادا کرتے، اور پھر وہی حالت ہو جاتی۔

تیسرے روز آپ کے ہر بُن مُو سے تسبیح اسم ذات کی آواز آتی تھی اور ہر بُن مُو سے خون کے قطرے ٹپکنے لگتے، جو قطرہ زمین پر گرتا اس سے نقش اللہ پیدا ہوتا اور اس دلکش نقش سے اللہ کی آواز آتی تھی۔ دوسرے روز ہر بُن مُو سے سبحان اللہ کی آواز آتی تھی اور خون کا قطرہ جو گرتا اس سے نقش سبحان اللہ ظاہر ہوتا۔[1]

قوالی جاری رہی۔ جب قوال پہلا مصرعہ پڑھتے تو حضرت قطب صاحب کے قالب سے روحِ مبارک غائب ہو جاتی اور جب قوال دوسرا مصرعہ پڑھتے، تو روحِ مبارک واپس آجاتی۔ جب آپ آہ کرنا یا نعرہ لگانا چاہتے تو قاضی حمیدالدین ناگوری آپ کا دہنِ مبارک بند کرتے اور کہتے کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کو جلا دیں۔ آپ کا دہن مبارک تو بند رہا، لیکن آپ کا جسم مبارک سوختہ وگداختہ ہو گیا۔[2]

آپ کی نبض دیکھ کر حکیم شمس الدین نے کہا:

"یہ مرض عشق ہے۔ آتش عشق نے دل وجگر کو بالکل جلا دیا ہے۔
اب علاج کی کوئی گنجائش نہیں۔"

آپ پر ۱۰ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو کیفیت طاری ہوئی تھی۔ چار شبانہ روز یہی حالت رہی۔ پانچویں شب میں جب کہ مصرعہ اولیٰ کی تکرار ہو رہی تھی قطب الاقطاب

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ: ۱۶۰، سالک السالکین جلد دوم، خزینۃ الاصفیاء
[2] روضۃ الاقطاب صفحہ: ۹۹۔ سالک السالکین جلد دوم

Marfat.com

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۲۳۵ء کو رحلت فرمائی۔

آپ کی وفات کی خبر وحشت اثر سے دہلی میں کہرام مچ گیا۔ سلطان شمس الدین التمش، دہلی کے فقراء، مشائخ، صوفی، عوام اور خواص غرض سب ہی نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

آپ کی وصیت

جنازہ جب تیار ہو گیا تو مولانا ابو سعید نے حضرت قطب صاحب کی وصیت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ:[1]

"حضرت خواجۂ ما وصیت فرمودہ کہ امامت جنازہ من کسے کند کہ از او ہنگامش بحرام نہ کشادہ باشد و سنت نماز عصر و تکبیر اولے گا ہے از و فوت نہ شدہ باشد۔"

ترجمہ: ہمارے خواجہ نے وصیت فرمائی ہے کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھائے کہ جس نے کبھی حرام نہ کیا ہو اور جس سے سنت عصر اور تکبیر اولے کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔

نمازِ جنازہ

جب حضرت قطب صاحب کی یہ وصیت لوگوں کو معلوم ہوئی تو لوگ حیران تھے کہ آخر وہ کون خوش قسمت شخص ہے کہ جو آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائے گا۔ کچھ دیر سکوت طاری رہا۔ آخر سلطان شمس الدین التمش آگے بڑھے۔ آپ نے کہا کہ:

"مجھے ہرگز منظور نہ تھا کہ کسی کو میرے حال سے آگاہی ہو۔ مگر حضرت قطب الاقطاب کی مرضی سے چارہ نہیں۔"

---

[1] سیر الاقطاب صفحہ: ۱۶۰۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش نے امامت کے فرائض انجام دئے۔

جلوسِ جنازہ

آپ کے جنازہ کے ساتھ لوگوں کی کثیر تعداد تھی۔ سلطان التمش نے نماز پڑھانے کے بعد ایک طرف سے جنازہ کو کاندھا دیا اور دوسرے اہل دہلی نے باقی تین طرف سے جنازہ کو کاندھا دیا۔ آپ کو اسی جگہ پہ دفن کیا گیا کہ جس جگہ کو آپ نے اپنی حیات ظاہری میں اپنی آخری آرام گاہ کے لئے منتخب فرمایا۔

آپ کا مزار پُرانوار مہرولی (قریب نئی دہلی) میں واقع ہے اور مرجع خاص و عام ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک ۱۲ اور ۱۴ ربیع الاول کو مہرولی میں بڑے تزک و احتشام سے ہوتا ہے۔ اجمیر میں بھی آپ کے چلہ پر انہی تاریخوں میں آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔

آپ کے بعض خلفاء

حضرت فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کو حضرت قطب صاحب کا خلیفہ اکبر اور جانشین ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ کے بعض خلفا حسب ذیل ہیں:

شیخ بدرالدین غزنویؒ۔ شیخ برہان الدین بلخیؒ۔ شیخ ضیاء رومیؒ۔ مولانا فخرالدین حلوائیؒ مولانا برہان الدین حلوائیؒ۔ شیخ محمد ساجیؒ۔ شیخ احمد بلخیؒ۔ شیخ حسینؒ۔ شیخ فیروزؒ۔ شیخ بدرالدین موتے تابؒ۔ شاہ خضر قلندرؒ۔ شیخ نجم الدین قلندرؒ۔ شیخ سعدالدینؒ۔ شیخ محمود بہاریؒ۔ مولانا محمد جاجریؒ۔ سلطان نصیرالدین غازیؒ۔ بابا بحری بحر دریاؒ۔

حضرت باباصاحب کا تبرکات پانا

حضرت باباصاحب اپنے پیرو مرشد حضرت قطب صاحب کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت باباصاحب اپنے پیرو مرشد حضرت

Marfat.com

قطب صاحب کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھے۔ آپ ایک دم اٹھے اور ہانسی جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت قطب صاحب کو حضرت بابا فرید صاحب سے انتہائی محبت تھی۔ آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا:

"اے فرید! البتہ تم جاؤ گے۔"

حضرت بابا صاحب نے عرض کیا۔

"جیسا حکم ہو بجالاؤں۔"

حضرت قطب صاحب نے فرمایا:

"جاؤ۔ میں کیا کروں۔ منشائے قدرت اسی طرح ہے کہ میری وفات کے وقت تم موجود نہ ہو، اور میں بھی حضرت خواجہ (حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ) کی وفات کے وقت موجود نہ تھا۔"

حضرت قطب صاحب نے اس قدر فرمایا اور پھر عجیب غور و خوض میں سرِ مبارک جھکا لیا ـــــ پھر آپ نے سر اُٹھایا، اور حاضرینِ مجلس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

"آؤ، ہم سب مل کر اس درویش کی دین و دنیا کی نعمت کی ترقی اور استقامت کے لئے سورۂ فاتحہ و اخلاص پڑھیں۔"

سب نے سورۂ فاتحہ و اخلاص پڑھی۔

حضرت قطب صاحب نے بھی فاتحہ پڑھی اور بابا فرید صاحب کے واسطے دُعائے خیر کی کہ:

"خداوند تعالیٰ تجھ کو مشائخ کبار میں سے بنائے اور استقامت کے درجہ تک پہنچائے۔"

Marfat.com

پھر حضرت قطب صاحب نے خاص مصلّے اور عصا بابا فریدالدین گنج شکرؒ کو عنایت کیا اور فرمایا :

"یں تمہاری امانت یعنی سجّادہ با خرقہ و دستار اور نعلین ، کہ جو دست بدست پیرانِ چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں قاضی حمیدالدین ناگوری کے سپرد کر دوں گا اور جب تم پانچویں روز (وفات کے) ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے ، وہ یہ امانتِ پیران تم کو پہنچا دیں گے اور خرقہ پہنا دیں گے ۔ میرے مقام کو خود اپنا مقام سمجھو اور تم اس جگہ ذوق و راحت کے ساتھ بیٹھو گے اور رشد و ہدایت کرو گے اور اپنے فیض سے خاص و عام کو فائدہ پہنچاؤ گے ۔"

قطب الاقطاب حضرت قطب صاحب نے جب یہ بات چیت ختم کی مجلس میں ایک شور برپا ہوا ۔ حاضرینِ مجلس رونے لگے ۔ سب نے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے واسطے دعائے خیر کی ۔[1]

وصیت

حضرت قطب صاحب نے جس محفلِ سماع میں وصال فرمایا ، اسی محفل میں حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری اور حضرت بدرالدین غزنوی کو وصیت فرمائی کہ تبرکاتِ پیرانِ عظام جو ان کے پاس ہیں وہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کو جب وہ ان کے وصال کے بعد یہاں آئیں ، دے دینا ۔ حضرت بابا فرید کی امانت ان تک پہنچا دینا ، اور نہایت عزت کے ساتھ حضرت بابا فرید صاحب کو خرقہ پہنانا ۔

---

[1] روضۃ الاقطاب صفحہ ۶۸

Marfat.com

حضرت قطب صاحب نے اس محفلِ سماع میں تبرکات، خرقۂ خاص، عصا، نعلین چوبیں، اور ردۂ تائی سوزنی حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اور حضرت بدر الدین غزنوی کو دکھائے۔

خواب جس رات حضرت قطب صاحب واصل بحق ہوئے، اسی رات بابا فرید صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت قطب صاحب اُن کو بُلاتے ہیں۔

یہ خواب بابا صاحب کے لئے کافی اشارہ تھا۔ آپ سمجھ گئے کہ حضرت قطب صاحب کا وصال ہوگیا۔ افتاں و خیزاں، پریشان و حیران آپ ہانسی سے روانہ ہوئے۔ آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہہ رہا تھا۔ اِدھر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں ایک آدمی بھیجا۔ بھم پر حضرت بابا صاحب کی حضرت قاضی صاحب کے فرستادہ آدمی سے ملاقات ہوئی۔ وہ خط جس میں حضرت قطب صاحب کی وفات کی اطلاع تھی، حضرت بابا صاحب کو ملا۔

حضرت بابا فرید صاحب چوتھے روز دہلی پہنچے۔ پانچویں روز حضرت قطب صاحب کے مزارِ پُرانوار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے حسبِ فرمان قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی تمام تبرکات حضرت بابا صاحب کے سپرد کیے۔

حضرت بابا فرید صاحب نے اپنے پیر و مرشد کا خرقہ پہنا۔ اس مصلے پر دوگانہ ادا کیا۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کے مکان میں قیام فرمایا[1]

---

[1] فرشتہ جلد دوم صفحہ ۳۸۲ - سیر الاولیاء صفحہ : ۷۳ - روضۃ الاقطاب صفحہ : ۶۹-

Marfat.com

کچھ دن دہلی میں قیام کر کے حضرت بابا فرید صاحب ہانسی تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا: [1]

نعمتے کہ حق در حق من عطا کردہ ہمراہ من است۔ چہ در شہر و چہ در بیابان۔"

ترجمہ: خدا تعالےٰ نے جو نعمت مجھے عطا کی ہے وہ میرے ساتھ ہے خواہ شہر ہو یا جنگل۔

سیرتِ پاک

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، نائب رسول فی الہند کے نائب ہیں۔ آپ خواجہ معین الدین حسن چشتی کے نائب خلیفۂ اکبر اور جانشین ہیں۔ آپ قطب مشائخ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ: [2]

"از اکابر اولیاء و اجلۂ اصفیا است۔"

ترجمہ: (آپ) اکابر اولیاء اور جلیل القدر صوفیائے کرام میں سے ہیں۔

آپ کی بزرگی اور برگزیدگی میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس میں کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں کہ:

"جمیع مشائخ العصر معتقد و حلقہ بگوش آں حضرت بودند و شانِ عظیم و رتبۂ رفیع داشت و مستجاب الدعوات بود تا ہر چہ از زبانِ مبارکش بر آمدے ہاں شدے و ہر کہ صحبت پاک آں حضرت اختیار کردے صاحب ولایت شدے بہر کہ نظر لطف نمودے

---

[1] روضۃ الاقطاب صفحہ ۶۹ [2] اخبار الاخیار۔

Marfat.com

از عرش تا ثریٰ ہماں ساعت ادراکشف شدے"۔ [1]

ترجمہ: اس زمانے کے تمام مشائخ آں حضرت کے معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔ بڑی شان والے اور بلند مرتبہ والے تھے۔ آپ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ جو کچھ زبانِ مبارک سے فرماتے ویسا ہی ہوجاتا۔ جو شخص آں حضرت کی صحبتِ پاک میں رہتا وہ صاحب ولایت ہوجاتا اور جس پر آپ نظر ڈالتے اسی وقت اس کو عرش سے تحت تحت الثریٰ تک منکشف ہوجاتا۔

عبادات آپ کو عبادت میں بہت لطف آتا تھا۔ آپ حافظِ قرآن تھے۔ روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ لوگوں سے چھپ کر آپ عبادت کرتے تھے۔ آپ فرائض پنج گانہ کی ادائیگی میں ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ تین سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے تھے [2] رات کو سوتے وقت تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔

گوشہ نشینی آپ عزلت اور گوشہ نشینی پسند فرماتے تھے، کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا آپ کا شعار تھا۔ خالق سے مشغول تھے اور مخلوق سے بے نیاز۔

حضرت محمد گیسو دراز نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ خاموش اور رنجیدہ رہتے تھے۔ آپ گریہ وزاری میں زیادہ وقت گزارتے تھے۔ دروازہ بند کیے تنہا بیٹھے رہتے۔ لوگوں سے الگ رہتے [3]

آپ کے متعلق شیخ نوربخش لکھتے ہیں کہ [4]

---

[1] سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۲۲ [2] مرآۃ الاسرار [3] جوامع الکلم [4] سلسلۃ الذہب

Marfat.com

"خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کان من الاولیاء السالکین والمرتاضین والمجاہدین بالخلوۃ والعزلۃ وقلۃ الطعام وقلۃ المنام وقلۃ الکلام والذکر بالدوام فی الاربعینات وفی الاحوال الباطنۃ شان کیسہ معین المکاشفین۔"

ترجمہ: خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ اولیائے سالکین اور برگزیدہ مرتاضین و مجاہدین میں سے تھے۔ خلوت اور گوشہ نشینی میں بسر کرتے، کم کھاتے، کم سوتے، کم بولتے، اور پوشیدہ طور پر ذکر میں مشغول رہتے۔ اپنے حالات کو چھپانے میں کوشاں رہتے۔

شب بیداری اوّل اوّل تو آپ کچھ دیر رات کو سوتے اور تھوڑا آرام فرماتے۔ لیکن آخر عمر میں رات کا آرام اور سونا آپ نے ترک کر دیا تھا۔ راتوں کو جاگتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر جلی و خفی میں مشغول رہتے[1]۔

فقر و فاقہ حضرت قطب صاحب کو اپنے فقر و فاقہ پر فخر تھا۔ آپ کی زندگی نہایت عسرت، سختی اور تنگی میں گزرتی تھی۔ آپ کے اہل و عیال کو اور آپ کے وابستگان کو اکثر فاقہ رہتا تھا۔ لیکن کسی پر یہ ظاہر نہ کرتے تھے کہ گھر میں فاقہ ہے[2]۔ فاقہ کی حالت میں بھی صبر و شکر کا دامن تھامے رہتے۔ ابتدائے حال میں آپ کے گھر میں دسترخوان، رکابی اور پیالہ تک نہیں تھا۔

نذرانہ سے انکار آپ نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے کچھ روپئے اور اشرفیاں

---

[1] سیر الاولیاء۔ [2] راحت القلوب۔

Marfat.com

آپ کی خدمت میں بھیجیں، اور آپ سے استدعا کی کہ یہ نذرانہ آپ قبول فرمائیں۔ آپ نے قبول نہیں کیا[1]

پیرانِ عظام کی پیروی آپ اپنے پیران عظام کی پیروی اپنے لئے باعث سعادت اور نجات سمجھتے تھے اور اس میں سخت کوشاں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سلطان التمش کا وزیر حاضرِ خدمت ہوا اور چھ گاؤں کا فرمان اور ایک کشتی طلائی اشرفیوں سے بھری ہوئی پیش کی۔ وزیر نے عرض کیا کہ سلطان التمش کی آرزو ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں۔ یہ آپ کے خادمان اور مخلصان کے واسطے ہے۔ اس وقت بابا فریدالدین گنج شکرؒ بھی حاضر تھے[2]

حضرت قطب صاحبؒ مسکرائے اور فرمایا:

"میرے پیروں نے ایسی چیزیں کبھی قبول نہیں کی ہیں۔ میں بھی قبول نہیں کر سکتا . . . اگر آج میں ان کی پیروی نہ کروں اور گاؤں اور اشرفیوں کو قبول کر لوں گا تو کل (قیامت کے دن) ان کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اور ان کے زمرہ میں کیوں کر شامل ہوں گا . . ."

استغراق آپ دن رات مراقبہ میں رہتے تھے[3] نماز کے وقت آنکھیں کھولتے تھے۔ غسل فرماتے تھے اور تازہ وضو کر کے نماز پڑھتے۔ آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی آپ کی زیارت کے لئے آتا تو اس کو انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اطلاع ہونے پر آپ ہوشیار ہوتے تھے۔ آپ کے کیف و وجد کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ سات شبانہ روز آپ عالم تحیر میں رہے۔ نماز کے

---

[1] تذکرۃ الاصفیاء [2] راحت القلوب [3] اسرار العارفین

Marfat.com

بعد ہوش میں آتے۔

توکّل آپ مخلوق سے کنارہ کش رہتے تھے۔ بابا فریدالدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قطب صاحب کا توکل واقعی توکل تھا۔ آپ بیس سال تک عالم توکل میں رہے۔ کسی سے کوئی سروکار نہ رکھتے تھے۔ باورچی خانے کا خرچہ اس طرح چلتا تھا کہ جب ضرورت ہوتی خادم حاضر خدمت ہوتا۔ آپ کسی طرف اشارہ کر دیتے۔ جس قدر ضرورت ہو لے لو۔ جب صوفیوں کے لئے ضرورت ہوتی تو آپ مصلّے کے نیچے سے اشرفیاں نکال کر خادم کو دے دیتے تھے۔ دن بھر کے خرچے میں یہ سب رقم خرچ ہو جاتی تھی۔ کوئی مسافر یا ضرورت مند آپ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہیں آیا۔

اخفائے حال حضرت قطب صاحب اپنے حال کو لوگوں پر ظاہر کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ زہد و ریاضت، عبادات و مجاہدات کو چھپاتے تھے[1] اپنے مریدوں کو بھی اس بات کی تلقین فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے آپ سے چلّہ کشی کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت نہیں دی، اور فرمایا:

> "اس کی ضرورت نہیں، کیوں کہ ان باتوں سے بھی شہرت ہوتی ہے، اور فقیروں کے لئے شہرت کا ہونا آفت ہے۔ ہمارے پیروں میں کسی نے ایسا نہیں کیا۔"

ذوقِ سماع آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ سماع سے آپ کی طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی تھی، سماع میں آپ پر کیفیت طاری ہوتی

---

[1] فوائد الفواد

Marfat.com

تو آپ کئی کئی روز بے خود اور بے ہوش رہتے تھے۔ بعض اوقات جب آپ پر وجد طاری ہوتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور صحن میں رقص کرنے لگتے۔ البتہ نماز کے وقت آپ کو ہوش آجاتا۔ آپ نماز ادا کرتے اور پھر پہلی سی حالت ہو جاتی۔

ایک دِن کا واقعہ ہے کہ محفلِ سماع ہو رہی تھی۔ حضرت قطب صاحب رونق افروز تھے۔ قوالوں نے یہ شعر پڑھا:

سرودِ چلیست کہ چندیں فسونِ عشق در وست
سرودِ محرم عشق است و عشق محرم اوست

یہ شعر سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ سات روز تک بے ہوش رہے، نماز کے وقت جب ہوش آتا تو آپ نماز ادا کر لیتے تھے۔[1]

آپ کا علمی ذوق قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک بلند پایہ مصنف بھی ہیں۔ ایک اچھے شاعر بھی ہیں۔ آپ کی تصانیف حسبِ ذیل ہیں:

دلیل العارفین: اس کتاب میں آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کے ملفوظات تحریر کئے ہیں۔

زُبدۃ الحقائق: یہ کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔

رسالہ: آپ نے ایک رسالہ بھی مرتب کیا ہے۔

مثنوی: ایک مثنوی بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔

آپ کا دیوان: یہ دیوان فارسی میں ہے اور شائع ہو چکا ہے۔ اس میں حضرت

---

[1] فوائد السالکین

Marfat.com

قطب صاحب کا تخلص کہیں "قطب الدین" ہے اور کہیں "قطب دین" ہے۔ آپ نے اپنی شاعری کو توحید و عرفان، اور حقیقت و معرفت کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

نمونۂ کلام حسب ذیل ہے :

اے لال در ثنائے صفاتت زبان ما
وے در صفات وحدت تو عقل نارسا
بے چون و بے چگونہ و بے مثل آمدے
در کنہ ذاتِ تو نرسد عقل انبیا
موجود از وجود تو باشد ہر آنچہ ہست
فانی شوند جملہ و باشد ترا بقا
سرگشتگانِ بادیۂ عشق خویش را
ہم خود دلیل باش کہ ہستی تو رہنما
از بحر خویش قطرۂ بر قطب دین فشاں
تو بادشاہ حسنی و او بندۂ گدا

ز وصلِ یار خود بشادانم امروز
کہ کردہ جائے اندر جانم امروز
بکام دل چشیدہ شربتِ وصل
خلاص از آتش ہجرانم امروز
نباشد احتیاجم با طبیبے
کہ کردہ یار خود درمانم امروز

Marfat.com

زمن دوری محو کز دست رفتم
انیسِ خلوتِ جانانم امروز
بگیر اے غم ز قطب الدین کنارہ
کہ شادی خیمہ زد در جانم امروز

آنی کہ ترا نیست مقام و منزل | چیزے غیر تو نیست مارا حاصل
در ہر دو جہاں ذات تو کی می گنجد | یارب تو چگونہ جائے کردی در دل

عاشق باید کہ زرد باشد رنگش | در جملہ کائنات آید ننگش
روزے صد بار اگر کند توبہ عشق | چون شیشہ دگر بار زند بر سنگش

آپ کی تعلیمات

حضرت قطب صاحب کی تعلیمات میں موجودہ مشکلات کا حل ملتا ہے۔ آپ کے ملفوظات بابرکات کو اپنے خلیفۂ اکبر و سجادہ نشین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ نے بطریق مجالس جمع فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی اس کتاب کا نام "فوائد السالکین" رکھا۔ ذیل میں چند مجالس کے حال سے حضرت قطب صاحب کی تعلیمات کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہوگا۔

مرشد کا فرض

حضرت قطب صاحب نے مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: [1]

"مرشد کو اس قدر قوت اور تفتیح خاطر چاہیے کہ جب طالب اس کی خدمت میں واسطے حصول بیعت کے حاضر ہووے اُسے

---

[1] فوائد السالکین

Marfat.com

واجب ہے کہ ایک ہی نگاہ میں تمام الائش دُنیا جو اس کے سینہ میں ہو من کل الوجوہ نکال ڈالے اور ایسا صاف کرے کہ کوئی کدورت، رنگ اور لگاؤ دنیاوی باقی نہ رہے بعدہٗ اُسے اپنی بعیت سے ممتاز فرما کر واصل الی اللہ کرے۔ اگر اِس قدر قوت پیر میں نہ ہو تو جاننا چاہئے کہ پیر اور مرید دونوں بادیۂ ضلالت میں ہیں"

صاحبِ سجّادہ

حضرت قطب صاحب نے حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ کی ایک درویش سے ملاقات کا حال بیان فرمایا۔ ان درویش نے حضرت ابوبکر شبلیؒ سے صاحب سجادہ کی خصوصیت ان الفاظ میں بیان فرمائی:

"اے شبلیؒ! سجادہ پردہ شکن ہووے اور دوسرے کا ہاتھ وہ شخص پکڑے جسے صاحبِ سجادہ ہونے کی طاقت ہو۔ اور طاقت اس کی یہ ہے کہ جس کا ہاتھ پکڑے اسے صاحبِ سجادہ بنا دے"

مردکی کمالیت

حضرت قطب صاحب نے فرمایا:

"اہلِ سلوک لکھتے ہیں کہ کمالیت مرد کی چار چیز سے پیدا ہوتی ہے، اوّل کم سونا، دوم کم بولنا، سوم کم کھانا۔ چہارم خلق سے کم صحبت رکھنی"

آپ نے پھر بابا فریدالدین گنج شکر سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے درویش! جب تک تھوڑا نہ کھائے اور کم نہ سوئے اور کم نہ بولے اور خلق سے صحبت کم نہ رکھے ہرگز جوہرِ درویشی حاصل نہ ہوگا۔ درویش کا گروہ وہ گروہ ہے جنہوں نے سونا اپنی ذات

Marfat.com

پر حرام کر لیا ہے اور صحبتِ خلق مار و فعی سے بد تر جانتے ہیں۔"

آلائشِ دُنیا آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے درویش! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تجرید اور تفرید میں بدرجۂ کامل اکمل تھے۔ جب انہیں آسمان پر لے گئے آواز آئی کہ انہیں الگ ہی رکھو کہ آلائش دنیا اُن کے ساتھ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت حیرت زدہ ہوئے۔ اسباب دنیوی اپنے کپڑوں میں دیکھنے لگے۔ خرقہ شریف میں ایک سوئی اور ایک کاسۂ چوبیں پایا۔ عرض کی، بار خدایا! اس کا کیا کروں — وحی ربّانی ہوئی پھینک دو۔ آپ نے اسے پھینک دیا۔ تب آسمان پر گذر ہوا۔"

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا[1]

"اے درویش! جب قلیل و کم مایہ چیز ہونے سے ایسے اولوالعزم پیغمبر پر اعتراض ہوا تو افسوس اس بزرگ کے حال پر جو دُنیا میں بالکل آلودہ ہو رہا ہے۔"

تسلیم و رضا حضرت قطب صاحب نے فرمایا:[2]

"حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر معاندین نے چھری رکھی اور گلا کاٹنے لگے۔ آپ نے شدت درد سے چاہا کہ فریاد کریں، اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لاتے اور کہا، اللہ تعالٰے فرماتا ہے اگر آپ نے اُف کی تو نام

---

[1] فوائد السالکین [2] فوائد السالکین

Marfat.com

آپ کا جریدۂ ہستی ابد سے محروم کر دیا جائے گا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس حکم کے سننے پر اُف تک نہ کی اور نہایت صبر کے ساتھ جان جانِ آفریں کو سونپی۔"

حضرت زکریا کا واقعہ

حضرت قطب صاحب نے پھر حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ:[1]

"اسی طرح جب آرہ حضرت زکریا علیہ السلام کے سرِ مبارک پر رکھا گیا اور چیرنے لگے آپ نے بھی شدت تکلیف سے آہ کرنی چاہی۔ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور وہی حکم خداوندی سنایا۔ آپ بھی خاموش ہو رہے۔ یہاں تک کہ جسم مبارک کے آرے سے دو ٹکڑے ہو گئے۔"

حضرت رابعہ بصری کا طریقہ

حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ:[1]

"رابعہ بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی رسم تھی کہ جس روز اُن پر بلا نازل ہوتی آپ نہایت خوش ہوتیں اور فرماتیں کہ دوست نے میری یاد کی اور جس روز بلا نازل نہ ہوتی فرماتیں اور بدرجۂ اتم رنج کرتیں کہ کیا سبب ہوا جو آج میری یاد نہ ہوئی۔"

حسنِ اعتقاد

مُریدوں کے حسنِ اعتقاد کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ:[1]

"بغداد شریف میں ایک درویش کو کسی اتہام میں پکڑ کر قاضی

---

[1] فوائد السالکین۔

Marfat.com

کے روبرو لائے۔ قاضی نے بعد تحقیقات کے حکم قتل کا سُنایا۔ جلاد یہ حکم سن کر درویش کو سیاست گاہ[ع] میں لے گیا اور موافق قاعدہ کے قبلہ رُخ کیا اور چاہا کہ قتل کرے۔ اس درویش نے منہ قبلہ سے پھیر کر رُخ بجانب مزار اپنے پیر کے کر لیا۔ جلاد نے کہا، وقت موت منہ بجانب قبلہ کرنا چاہیے۔ درویش نے کہا کہ تو اپنے کام میں مشغول ہو۔ میں نے منہ اپنے قبلہ کی جانب کر لیا ہے۔ وہ دونوں اسی حیص و بیص میں تھے کہ قاصد خلیفہ کا حکم لے کر آیا کہ ہم نے قصور اس درویش کا معاف کیا، لازم ہے کہ چھوڑ دیا جائے۔"

حضرت قطب صاحب نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"دیکھو، اس کی خوش عقیدگی نے صاف قتل سے بچا لیا۔"

تکبیر

ایک روز تکبیر کہنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ درویش گلی کوچے میں تکبیر کیوں کہتے ہیں، حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ:[له]

"یہ تو کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر گلی کوچے میں تکبیر کہی جائے اور نہ یہ طریقہ نیک ہے۔ البتہ واسطے شکرانہ نعمت کے تکبیر کہنا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تکبیر کہنے سے نعمت مزید ہوتی ہے۔" بعد ازاں ارشاد ہوا:[ك٥]

"تکبیر کے معنی حمد ہیں اور شکر نعمت میں حمد کرنی چاہیے۔"

خُدا کے خاص بندے

آپ نے فرمایا کہ:

"خدائے تعالیٰ کے ایسے بھی بندے

---

[٢٥] فوائد السالکین [ع] جہاں سزا دی جاتی ہے۔

Marfat.com

ہیں کہ جب اپنی جگہ ہوتے ہیں کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ اسی جگہ جاوے کہ وہ بزرگ اس کا طواف کریں"

کھانے کا ادب

ایک روز کا واقعہ ہے کہ مجلس ختم نہ ہوئی تھی کہ حضرت قطب صاحب کے سامنے کھانا لایا گیا۔ آپ نے کھانا شروع کر دیا۔ اتنے میں شیخ نظام الدین ابوالمؤید آئے اور آداب بجا لائے۔ حضرت قطب صاحب نے التفات نہ برتا۔ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو شیخ نظام الدین ابوالمؤید نے اس امر کی شکایت کی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے جواب دیا: [1]

"میں طاعت میں مشغول تھا۔ تجھے کیوں کر جواب دیتا، کیونکہ درویش کھانا واسطے قوت عبادت کے کھاتے ہیں۔ جب یہ نیت ہے وہ عین عبادت میں ہیں اور وقت طاعت جواب نہیں دیا جاتا۔ پس لازم ہے کہ جب کوئی کھانا کھائے تو سلام نہ کرے۔ بعد اکل طعام سلام کرے۔"

ارشاداتِ عالیہ

حضرت قطب صاحب کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

عارف: عارف وہ ہے کہ ہر لحظہ و ہر لمحہ اس پر عجیب حالات ظاہر ہوں اور وہ عالمِ سُکر میں غرق ہوں اگر اس وقت اس کے سینے میں زمین و زمان و ما فیہا داخل ہو جائیں اُسے ان کے اُترنے سے مطلق خبر نہ ہو۔

عارف وہ ہے کہ جس پر ایک ایک لمحہ میں ہزاروں عالم اسرار کھلیں اور وہ

---

[1] فوائد السالکین۔

Marfat.com

عالمِ شکر میں ایسا محو ہو کہ اگر ہژدہ ہزار[۱۸] عالم اس کے سینے میں داخل ہوں اور باہر آئیں لیکن اس مطلق خبر نہ ہو۔

راہِ سلوک : راہ سلوک میں درویشی دوسری چیز ہے۔ انبارداری دوسری چیز ہے۔

- راہ سلوک میں حوصلہ وسیع چاہئے تاکہ اسرار جگہ پکڑیں اور فاش نہ ہونے پائیں۔ کیوں کہ راز ستر دوست ہے۔
- سلطان راہِ سلوک وہ شخص ہے جو سر سے پاؤں تک دریائے محبت میں غرق ہے اور کوئی ایسی ساعت نہیں کہ اس کے سر پر عالم محبت سے بارش نہ ہوتی ہو

سالک : سالک کے لئے دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں۔

محبت : جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور تکلیف کے وقت فریاد کرے وہ محبت میں صادق نہیں بلکہ کاذب اور دروغ گو ہے۔

کامل : جو شخص کامل ہوتا ہے وہ کبھی دوست کا راز فاش نہیں کرتا۔

- کامل اکمل ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے کسی حالت میں بھی ستر دوست فاش نہیں ہوا، اور وہ دوسرے رازوں سے واقف ہوتے چلے گئے۔

درویش : درویش وہ ہے جو بوقتِ رہروی ہزاروں ملک پاؤں کے نیچے سے نکالے اور قدم آگے بڑھائے۔

- درویش کے ایک کلمہ میں آگ اور دوسرے میں پانی ہوتا ہے۔
- درویش جب کامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ حکم دیتا ہے وہی ہوتا ہے۔
- درویش کو مقام قرب اس وقت تک حاصل نہ ہوگا جب تک وہ سب یگانوں سے بیگانہ نہ ہو جائے اور تجرید اختیار نہ کرے اور آلائش دنیا سے پاک و صاف نہ ہو۔

جو درویش دنیا کو دکھانے کی غرض سے اچھا لباس پہنے وہ درویش نہیں

Marfat.com

بلکہ راہِ سلوک کا رہزن ہے۔

- جو درویش خواہش نفسانی سے پیٹ بھر کر کھانا کھائے وہ نفس پرست ہے درویش نہیں۔
- درویش کو مجرد رہنا چاہئے کہ اس سے اس کے مدارج کی ترقی ہوتی ہے۔
- درویش کا فاقہ بہ اختیار خود ہے۔
- حق تعالیٰ نے تمام مملکت درویش کے اختیار میں کی ہے۔
- درویش کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ عالم تجرد میں رہے۔ ہر روز ایک ملک سے گذرے اور ترقی کرتا رہے۔

درویشی : درویشی راحت نہیں بلکہ دنیا کی مصیبتوں میں مبتلا رہنا ہے۔

- درویشی میں سب سے مشکل کام یہ ہے کہ رات کو فاقہ سے رہے، تاکہ معراج کو پہنچے۔

درویشی کی نعمت سے کوئی نعمت بالاتر نہیں ہے۔

مرشد : پیر میں اتنی قوت ہونا ضروری ہے کہ مرید کے قلب کی سیاہی کو اپنی باطنی قوت سے صاف کر دے اور اس کو حق تعالیٰ تک پہنچا دے۔

مرید : مرید کو پیر کے حضور و غیبت میں یکساں رہنا چاہئے اور جب اُن کا وصال ہو جائے اس وقت زیادہ ادب کرنا لازم ہے۔

اگر حضوریٔ مرشد حاصل نہ ہو اور توبہ میں لغزش واقع ہو تو اپنے پیر کے کپڑے آگے رکھے اور اُن سے بیعت کرے۔

سماع : جو لذت سماع میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں ہے، اور وہ کیفیت ایسی ہے کہ بغیر سماع کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

انبیاء اور اولیاء : انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیائے کرام محفوظ ہیں۔

Marfat.com

عالمِ سکر میں بھی کوئی فعل اُن سے خلاف شریعت سرزد نہیں ہوتا۔
حسنِ عمل : جو شخص مقام حقیقت میں پہنچا، حسنِ عمل سے پہنچا۔
خوفِ الٰہی : خداوند تعالے کے خوف کا تازیانہ بندہ کی تادیب کے لئے ہے۔
جب دل میں جگہ پاتا ہے تو دل کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔
آدابِ مجلس : مجلس میں جب آئے جہاں خالی جگہ ہو بیٹھ جائے۔
کشف و کرامات : درحقیقت مرد وہی ہے کہ کشف و کرامات کے مرتبے میں اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے تاکہ سلوک کے کل درجات حاصل ہو جائیں۔

- کشف و کرامت کے اظہار سے بقیہ درجات سے محروم رہنا پڑے گا۔
- جو بات عقل میں نہ آئے اور عقل کی اس میں رسائی نہ ہو وہ کرامت ہے۔

اکسیر : نیک بزرگوں کے کلمات اکسیر کی خاصیت رکھتے ہیں۔

اوراد و وظائف

حضرت قطب صاحب کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں:

حاجت پوری ہونے کے لئے حاجت پوری ہونے کے واسطے سورۂ بقرہ پڑھنا چاہیئے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قطب صاحب کو خداوند تعالے سے کچھ حاجت تھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کی۔ ابھی ایک ہی روز ہوا تھا، آپ نماز پورے طور پر پڑھنے نہ پاتے تھے کہ آپ کا مقصد پورا ہو گیا[1]

---

[1] اسرار الاولیاء ص ۳۸ ۔

Marfat.com

قرآن شریف حفظ کرنے کے واسطے سورۂ یوسف کا ورد مفید ہے[1]

حج کا ثواب حج کی نیت سے جو شخص اول ماہ ذی الحجہ میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ اول رکعت میں سورۃ فاتحہ کی بعد پہلی آیت سورۃ انعام۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لِیَعْلَمُوْا تَعْلَمُوْنَ تک پڑھے، اور دوسری رکعت میں سُوْرَۃ فَاتِحَہ کے بعد قُلْ یَا اَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ ایک مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالےٰ حج کا ثواب اس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔[2]

آفت سے محفوظ رہنے کے واسطے حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ جو شخص اٰیَۃُ الْکُرْسِی پڑھ کر گھر سے باہر نکلے، اس کے متعلق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالےٰ اس کے گھر کو آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔[3]

معاش میں فراخی کے واسطے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی معاش میں تنگی ہو اسے چاہیے کہ اکثر اوقات یہ دعا پڑھتا رہے:[4]

یَا دَائِمَ الْعِزِّ وَالْمُلْکِ وَ الْبَقَاءِ یَا ذَوَا الْجَلَالِ وَالْجُوْدِ
وَالْفَضْلِ وَالْعَطَاءِ یَا وَدُوْدُ ذُوا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ

کشف و کرامات قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ یہ نظر اختصار

---

[1] فوائد السالکین صفحہ ۳۶ [2] راحت القلوب صفحہ ۹۶۔ بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ حضرت قطب صاحب کے ارشاد میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ منقول ہے [3] بروایت حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، راحت القلوب صفحہ ۸۳ [4] راحت القلوب صفحہ ۸۳، ۸۴۔ بروایت بابا فرید الدین گنج شکرؒ۔

Marfat.com

چند کرامتیں پیش کی جاتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تو آپ اور قاضی حمید الدین ناگوری سماع سنتے تھے۔ جب اس کی اطلاع سلطان شہاب الدین کو ہوئی تو وہ بہت برانگیختہ ہوا۔ اس نے کہا:

"اگر پھر مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے سماع سنا ہے تو اسی وقت دار پر کھنچوا دوں گا یا شل مین القضاۃ جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا۔"

حضرت قطب صاحب نے یہ سن کر فرمایا:

"اچھا اگر وہ سلامت رہے گا تو ہمیں دار پر کھنچوا دے گا، یا جلا کر خاک کر دے گا۔"

اس مہینے میں سلطان شہاب الدین خراسان کی طرف چلا گیا[1] چند روز کے اندر ہی اندر اس کا انتقال ہو گیا۔[2]

حضرت قطب صاحب ملتان میں مقیم تھے۔ قباچہ بیگ (ناصر الدین قباچہ) ملتان کا حاکم تھا۔ ایک دن وہ حضرت قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:

"مغلوں کا لشکر ملتان فتح کرنے آیا ہے۔ مجھے مقابلہ و مجادلہ کی قوت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد کیجئے۔"

حضرت قطب صاحب نے اس کو ایک تیر دیا اور ہدایت کی کہ:

"مغرب کی نماز کے بعد برج حصار پر برآمد ہو کر یہ تیر بذریعہ کمان دشمن کی طرف پھینک دینا اور خدا کی قدرت کا تماشہ

---

[1] سالک السالکین جلد دوم۔ سیر الاقطاب صفحہ ۱۵۲، ۱۵۲ [2] سیر العارفین صفحہ ۱۴۷

Marfat.com

دیکھا۔"

قباچہ بیگ نے ایسا ہی کیا۔ تیر کا گرنا تھا کہ مغلوں کے لشکر نے راہِ فرار اختیار کی اور واپس چلا گیا۔[1]

ایک روز قاضی حمیدالدین ناگوری کے یہاں مجلس سماع تھی ——— حضرت قطب صاحب بھی رونق افروز تھے۔ سماع ختم ہونے پر قاضی صاحب نے حضرت قطب صاحب سے عرض کیا کہ حاضرین مجلس کو کھانا ملنا چاہیے۔ حضرت قطب صاحب نے اپنی آستین جھاڑی۔ پس حاضرین مجلس کے سامنے دو دو کاک مع گرم حلوے کے موجود تھے۔[2]

ایک دن قاضی حمیدالدین ناگوری کے یہاں مجلسِ سماع ہو رہی تھی۔ قاضی صاحب وجد میں تھے۔ قاضی صادق اور قاضی عماد کا دہلی کے بڑے علماء میں شمار تھا۔ یہ دونوں حضرات مجلس میں پہنچے۔ اس وقت حضرت قطب صاحب کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ ریش مبارک برآمد نہیں ہوئی تھی۔ ان دونوں حضرات نے حضرت قطب صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

"اہلِ تصوف کے مذہب میں امرد کا محفلِ سماع میں ہونا خلاف قاعدہ ہے۔"

یہ سن کر حضرت قطب صاحب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔ ہاتھوں کا پھیرنا تھا کہ اسی وقت ڈاڑھی برآمد ہوئی۔

آپ نے ان دونوں حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"میں امرد نہیں ہوں بلکہ مرد ہوں۔"

---

[1] سیر العارفین ص ۱۴۷۔ فرشتہ جلد دوم ——— سالک السالکین جلد دوم [2] ایضاً

Marfat.com

وہ دونوں عالم یہ کرامت دیکھ کر سخت حیران اور شرمندہ ہوتے۔[1]

ایک دن سلطان شمس الدین التمش حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ دین و دنیا گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک مقام پر جلوہ افروز ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں :

"اے شمس الدین اس مقام پر حوض تیار کرانا کہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے۔"

سلطان التمش نے خواب سے بیدار ہو کر حضرت قطب صاحب کو اطلاع کرائی کہ اس نے ایک خواب دیکھا ہے اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ حضرت قطب صاحب نے جواب میں سلطان التمش سے کہلا بھیجا کہ :

"ماجرائے خواب مجھے معلوم ہے۔ میں اس مقام پر جاتا ہوں، جہاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض تیار کرانے کا حکم فرمایا ہے۔ تم جلد میرے پتہ پر چلے آؤ۔"

سلطان التمش ایک جگہ پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت قطب صاحب نماز ادا کر رہے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سلطان التمش آداب بجا لایا۔ اس نے جس جگہ سرورِ عالم کو خواب میں دیکھا تھا اسی جگہ گھوڑے کے سم کے نشان پائے۔ پانی جاری تھا۔ اسی جگہ حوضِ شمسی کی تعمیر کرائی۔

سلطان شمس الدین التمش کی داد و دہش کا بڑا شہرہ تھا۔ مشہور شاعر ناصری شاہی دربار میں باریابی کی غرض سے دہلی، حضرت قطب صاحب کی خدمت

---

[1] خزینۃ الاصفیاء جلد دوم۔ سیر الاقطاب ص ۱۵۲۔

Marfat.com

بابرکت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا:

"جاؤ بہت انعام پاؤ گے۔"

ناصری نے چھپن[۵۶] اشعار کا ایک قصیدہ سلطان کی تعریف میں لکھا اور دربار میں پیش کیا۔ سلطان نے کچھ التفات نہ برتا۔ ناصری سخت پریشان ہوا۔ اس نے اپنے دل میں حضرت قطب صاحب سے مدد چاہی۔ مدد کا چاہنا تھا کہ سلطان نے ناصری کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"ہاں قصیدہ پڑھو۔"

اس نے قصیدہ پڑھا۔ قصیدہ کا مطلع یہ ہے:

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ

تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

سلطان شمس الدین التمش قصیدہ سن کر بہت خوش ہوا۔ ناصری کو چھپن[۵۶] ہزار روپے بطور انعام دئے۔ روپیہ لے کر ناصری خوش خوش حضرت قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سب روپے آپ کے سامنے رکھ دئے۔ آپ نے اس میں سے کچھ قبول نہیں فرمایا۔ وہ واپس وطن چلا گیا[۱]

آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے فیض کا چشمہ جاری ہے۔ سلطان المشائخ اکثر آپ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن مزار شریف کو جاتے ہوئے آپ کو یہ خیال آیا کہ آنے جانے والوں کی آپ کو خبر بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ جب آپ مزار اقدس کے قریب پہنچے تو مزار شریف سے یہ آواز آئی:[۲]

مرا زندہ پندار چوں خویشتن

من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

---

[۱] جواہر فریدی ص۱۸۱ [۲] سیر الاولیا ص۵۰۱

Marfat.com

ایک فاسق و فاجر آدمی حضرت قطب صاحب کے پائیں دفن کیا گیا۔ لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ جنت کی سیر کر رہا ہے۔ اس سے دریافت کیا کہ کس عمل کے بدلے اسے جنت ملی۔ اس شخص نے جواب دیا:

"جب عذاب کے فرشتے میری قبر میں آئے تو آپ کی (حضرت قطب صاحب کی) روحِ مبارک کو تکلیف ہوئی پس خداوند تعالیٰ نے مجھ سے عذاب کو دُور کر دیا اور مجھ کو بخش دیا"[1]

آپ کا فیضِ باطنی جاری ہے۔ آپ کے تصرفاتِ باطنی سے لوگ اب بھی مستفیض ہو رہے ہیں۔

---

[1] افضل الفوائد

Marfat.com

باب ۳

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری جامع کمالاتِ معنوی و صوری ہیں، آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے اُستاد ہیں۔ آپ ایک بہت بڑے عالم تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔

خاندانی حالات : آپ بخارا کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

والدِ ماجد آپ کے والدِ ماجد کا نام عطاء اللہ محمود ہے۔ آپ بخارا کے بادشاہ تھے۔ اسی لئے آپ سلطان عطاء اللہ محمود کہلاتے تھے۔

نسب نامہ پدری آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے :[1] شیخ محمد بن سلطان عطاء اللہ محمود بن سلطان احمد

---

[1] برہان العاشقین

Marfat.com

بن سلطان محمد بن شیخ یوسف بن شیخ طیب بن شیخ اسمٰعیل بن طاہر بن یعقوب بن اسحٰق بن اسمٰعیل بن قاسم بن محمد بن امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ بن قحافہ بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ (کہ جدِ ششم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)

ولادت شریف : آپ ۴۶۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام محمدؒ ہے۔

خطاب آپ مدینہ منورہ میں حاضر تھے۔ آپ کو "قاضی حمیدالدین ناگوری" کا خطاب بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا۔ آپ اسی خطاب سے مشہور ہوئے۔

ابتدائی زندگی آپ نے اپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔

تخت نشینی آپ کے والد ماجد نے کچھ تو ضعیفی کی وجہ سے اور کچھ محبت کی وجہ سے آپ کو تخت پر بٹھا کر خود حکومت سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس وقت حضرت قاضی صاحب کی عمر باون سال کی تھی۔ آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

پہلا صدمہ آپ کی شریکِ حیات بی بی ماہرو نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت قاضی صاحب کے لئے یہ صدمہ ایسا تھا کہ جس سے ان کی زندگی اور ان کے خیالات میں کافی تبدیلی واقع ہوئی۔

زندگی میں کایا پلٹ بیوی کے انتقال کے بعد حضرت قاضی صاحب اکثر تنہائی میں بیٹھ کر موت اور زندگی کے فلسفہ

Marfat.com

کے متعلق سوچا کرتے تھے۔ اب آپ کو محسوس ہوا کہ دنیا ناپائیدار ہے۔ یہاں کی ہر چیز فانی ہے، پھر خالق سے کیوں دل نہ لگایا جائے جس کو فنا نہیں۔ آپ انہیں خیالات میں رہتے تھے۔ ایک دن شکار کے لئے نکلے۔ آپ نے ایک ہرن کا پیچھا کیا آپ نے اس کے ایک تیر مارا۔ وہ زخمی ہوا۔ جب آپ اس ہرن کے قریب پہنچے تو اس ہرن نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے عزیز! تو بندۂ پروردگار ہے۔ مجھ بے گناہ کو کیوں مارا ہے۔ اپنے پروردگار کو کیا جواب دے گا"

آپ محل واپس آئے تخت و تاج کو ٹھکرا کر تلاشِ حق میں نکلے۔

کرمان میں قیام بخارا سے روانگی کے وقت آپ کے والد ماجد بھی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ آپ کرمان پہنچے۔ کرمان میں آپ نے خواجہ ابوبکر کرمانی کے یہاں قیام فرمایا۔ کرمان میں آپ کی دوسری شادی خواجہ ابوبکر کرمانی کی لڑکی بی بی حمیرا سے ہوئی۔

تلاشِ حق آپ نے اپنے اہل و عیال کو کرمان میں چھوڑا اور خود مع والد بزرگوار کے تلاش حق میں نکلے۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو حکم ہوا کہ محمد بن عطا یعنی حضرت قاضی صاحب کو علم لدنی تعلیم کرو۔ حضرت خواجہ خضرؑ نے بارہ برس تک آپ کو اپنی خدمت میں رکھا اور تعلیم دی۔ جب تعلیم پوری ہو گئی، خضر علیہ السلام نے آپ کو بغداد جانے کا حکم دیا۔

بیعت و خلافت جس وقت آپ بغداد پہنچے۔ آپ کے پاس اپنی چار تصانیف تھیں۔ بغداد میں آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے سرورِ عالم کا جبۂ مبارک آپ کو عطا فرمایا۔ آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے ۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۲۲۵ء کو رحلت فرمائی۔

آپ کی وفات کی خبر وحشت اثر سے دہلی میں کہرام مچ گیا۔ سلطان شمس الدین التمش، دہلی کے فقراء، مشائخ، صوفی، عوام اور خواص غرض سب ہی نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

آپ کی وصیت

جنازہ جب تیار ہو گیا تو مولانا ابو سعید نے حضرت قطب صاحب کی وصیت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ:[1]

"حضرت خواجہ ما وصیت فرمودہ کہ امامت جنازہ من کسے کند کہ از او بند شش بحرام نہ کشادہ باشد و سنت نماز عصر و تکبیر اولے گاہے از و فوت نہ شدہ باشد"

ترجمہ: ہمارے خواجہ نے وصیت فرمائی ہے کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھائے کہ جس نے کبھی حرام نہ کیا ہو اور جس سے سنت عصر اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔

نمازِ جنازہ

جب حضرت قطب صاحب کی یہ وصیت لوگوں کو معلوم ہوئی تو لوگ حیران تھے کہ آخر وہ کون خوش قسمت شخص ہے کہ جو آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائے گا۔ کچھ دیر سکوت طاری رہا۔ آخر سلطان شمس الدین التمش آگے بڑھے۔ آپ نے کہا کہ:

"مجھے ہرگز منظور نہ تھا کہ کسی کو میرے حال سے آگاہی ہو۔ مگر حضرت قطب الاقطاب کی مرضی سے چارہ نہیں۔"

---

[1] سیر الاقطاب صفحہ: ۱۶۰۔

Marfat.com

اوش پہنچ کر ہمارے قطب کو تعلیم کرد۔"

آپ فوراً اوش روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو بسم اللہ پڑھائی۔ حضرت قطب صاحب کو پندرہ پارے یاد تھے۔ آپ نے باقی پندرہ پارے حضرت قطب صاحب کو پڑھائے۔ حضرت قطب صاحب کی تعلیم کے بعد آپ بغداد روانہ ہو گئے۔

دہلی میں آمد

بغداد سے آپ دہلی روانہ ہوئے۔ راستے میں پشاور میں قیام فرمایا۔ پشاور سے اپنے اہل و عیال اور والد ماجد کو ہمراہ لے کر دہلی تشریف لائے۔ دہلی میں آپ نے ایک دھوبی کا مکان خریدا اور اس میں رہنے لگے۔

والد ماجد کا انتقال

آپ کے والد ماجد کا انتقال دہلی میں ہوا۔

دہلی میں سماع کی محفل

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت قاضی صاحب نے دہلی میں سماع کی محفل منعقد کیں۔ قاضی سعد اور قاضی عماد نے اعتراض کیا۔ بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ پہلے حضرت قاضی صاحب بغداد جا کر سماع جاری کرائیں، پھر دہلی میں بھی اعتراض کی گنجائش نہیں رہے گی۔

بغداد کو روانگی

حضرت قاضی صاحب بغداد روانہ ہوئے۔ بغداد پہنچ کر آپ نے اپنے ایک مرید کے یہاں قیام فرمایا۔ بغداد میں سماع کی سخت ممانعت تھی۔ آپ نے اپنے مرید کے یہاں شہنائی سنی۔ آپ کو تواجد ہوا۔ جب اس کی خبر شہر میں پھیلی، وہاں ایک شور برپا ہوا، حضرت قاضی صاحب نے اپنے مرید کے یہاں ایک محفل سماع کرائی، اور اس میں مفتی، قاضی اور شہر کے

Marfat.com

دیگر لوگوں کو بلایا۔ بحث و مباحثہ کے بعد حضرت قاضی صاحب کی رائے سے سب نے اتفاق کیا کہ اہل حق کو سماع حلال ہے اور نا اہل کو سماع حرام ہے۔ اس دعوت میں حضرت قاضی صاحب نے بہتر (۷۲) مزامیر جمع کئے تھے، اور مکان کے صحن میں ان پر سر پوش رکھ کر رکھ دیئے تھے۔ جب قاضی صاحب نے ان مزامیر کی طرف توجہ کی وہ آواز دینے لگے۔ حاضرین پر وجد طاری ہوا۔ سب نے اقرار کیا کہ سماع اہل کے واسطے مباح ہے۔ اور اہلیت ایک ایسی چیز ہے جس کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو سماع کا اہل ہوتا ہے وہ اس کے اہل کو پہچان لیتا ہے۔ عام لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

واپسی دہلی بغداد سے حضرت قاضی صاحب دہلی واپس آئے ——— حضرت قطب صاحب اور آپ سماع سنتے تھے۔ حضرت قاضی صاحب کا اقتدار بعض لوگوں کو ناگوار تھا۔ انہوں نے سماع کی آڑ میں آپ کی مخالفت شروع کی۔ قاضی سعد اور قاضی عماد کو حضرت قطب صاحب کی ایسی بددعا لگی کہ ان دونوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

آپ کا ناگور کا قاضی ہونا سلطان شمس الدین التمش نے آپ کو ناگور کا قاضی مقرر کیا۔ آپ نے اس عہدہ کو قبول کیا۔ تیس سال تک آپ نے قضاء کے عہدے کو زینت بخشی۔ آپ نے قصبہ رجل آباد کیا۔ بہ فرمان سرورِ عالم آپ حرمین شریف چلے گئے اور قضاء کا عہدہ اپنے دوسرے لڑکے مولانا ظہیر الدین صاحب کو سپرد فرمایا۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے دہلی واپس تشریف لائے۔

ازواج و اولاد آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی بی بی ماہرد سے ہوئی تھی۔ آپ کی دوسری شادی بی بی حمیرا سے ہوئی۔

Marfat.com

ان سے سات لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں :

مولانا ناصح الدین۔ مولانا احمد ظہیر الدین۔ شیخ علیم الدین۔ شیخ حسام الدین۔ شیخ وجیہہ الدین۔ شیخ عبداللہ۔

لڑکیاں : بی بی الہدیہ۔ بی بی صاحب دولت۔

وفاتِ شریف نمازِ تراویح میں آپ نے قرآن شریف ختم کیا۔ نماز کے بعد سجدہ کیا، اور سجدہ میں انتقال فرمایا۔ لوگ یہ سمجھے رہے کہ آپ سجدہ میں ہیں۔ آپ کی وفات کا حال بہت دیر میں معلوم ہوا۔ آپ نے ۹۔ رمضان ۶۴۳ھ میں وصال فرمایا[1] بوقتِ وفات آپ کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال کی تھی۔ آپ کا مزار مبارک مہرولی میں واقع ہے۔

آپ کے خلفاء آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں :

شیخ احمد نہروانی۔ شیخ معین الدین قصاب۔ شیخ شاہی موئی تاب۔ شیخ محمود موئینہ دوز۔

سیرتِ پاک حضرت قاضی صاحب، صاحبِ دل ہونے کے علاوہ صاحبِ علم بھی تھے۔ آپ علم ظاہر و باطن میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ دہلی میں سماع کا بستر آپ ہی نے بچھایا تھا۔[2]

آپ کا علمی ذوق سماع کے بارے میں آپ نے بہتر (۷۲) رسالے لکھے ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں :

طوالع الشموس شرح اسمائے حسنہ۔ لوامع۔ لوائح۔ مطالع شرح چہل حدیث۔ کتاب ہفت لجاب۔ رسالہ (قاضی حمید الدین ناگوری)

---

[1] سفینۃ الاولیاء، گلزار ابرار [2] فوائد الفواد ص ۱۹۵

Marfat.com

آپ کی تعلیمات

آپ کی تعلیمات، اسرار حقیقت و معانی طریقت کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

خدا کے ساتھ معاملہ

آپ نے فرمایا کہ: [1]

"جس شخص کا خدا کے ساتھ معاملہ نہیں ہے، اس کی بات کسی کے دل میں اثر نہیں کرتی۔ تو معلوم کر کہ نماز میں تکبیر مقام ہیبت ہے۔ قیام مقام قربت ہے۔ قرأت مقام مکالمت ہے۔ رکوع مقام خوف ہے۔ سجود مقام مشاہدہ ہے۔ قعود مقام الفت ہے۔"

چار قبلے

آپ نے فرمایا کہ: [2]

"قبلے چار ہیں:

۱۔ قبلہ جوارح ہے جو تمام مومن مسلمانوں پر فرض ہوا۔ جس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔ قبلہ دل ہے کہ اصحاب طریقت کو اس سے توجہ ہے اور اس میں ان کی مشغولی ہے۔

۳۔ قبلہ پیر ہے کہ مریدوں کی توجہ شیخ کی جانب ہو۔

۴۔ قبلہ وجہ اللہ ہے اور تمام قبلوں کو محو کرنے والا ہے اور رسل و انبیاء و جملہ اخص اولیاء کی توجہ اس جانب ہے۔"

بعض اقوال

آپ کے بعض اقوال حسب ذیل ہیں:

فراموشی نفس یادِ حق ہے۔ پس وہ دل نہیں مرتا جو اس صفت

---

[1] رسالہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری [2] رسالہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری۔

Marfat.com

سے متصف ہو جس کو یادِ حق نہیں ہے، وہ فانی ہو گا۔[1]

- ہر چیز کی غایت ہے، اور غایت عبادت کی عقل ہے۔ اس واسطے کہ عبادت بے علم رنج بیہودہ ہے اور علم بے عقل دردِ سر ہے، اور محبت روزِ قیامت یہی عقل ہے۔
- احوالِ درویش بساری محبت و خضوع ہے۔ جب درویشوں کو محبت غالب ہوتی ہے۔ دوست کی تجلی میں اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ اس وقت دوسرے کسی کا خیال نہیں رہتا۔[2]
- روزہ، مجازی کھانے پینے سے باز رہنا ہے۔ روزہ حقیقی خواب و بیداری میں اور اٹھتے بیٹھتے عبادت میں رہنا ہے۔

کرامات بغداد سے دہلی آتے ہوئے آپ کو ایک جوگی جس کا نام گیان ناتھ تھا ملا۔ اس نے آپ کو کسی گھاس کی جڑ پیش کی، جس سے اکسیر بنتی تھی۔ حضرت قاضی صاحب نے وہ جڑی دریا میں پھینک دی۔ جوگی نے افسوس کیا۔ آپ نے دریا میں ہاتھ ڈال کر اس جڑی کو نکال دیا۔ پھر آپ نے اس سے آنکھیں بند کرنے کو فرمایا جب اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں، وہ عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھ سکتا تھا۔ ہر چہار طرف سونا نظر آتا تھا، وہ جوگی بہت متاثر ہوا، اور آپ سے بیعت ہوا۔

ایک مرتبہ دہلی میں بارش نہیں ہوئی۔ بادشاہ نے مشائخ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت قاضی صاحب نے سماع کی فرمائش کی۔ بادشاہ نے کھانے اور سماع کا انتظام کیا۔ کھانے کے بعد سماع شروع ہوا۔ ایسی بارش ہوئی کہ لوگ کہنے لگے کہ اب رک جائے تو بہتر ہے۔[3]

---

[1] انوار الاولیاء۔ [2] انوار الاولیاء۔ [3] خیر المجالس (اردو ترجمہ) صفحہ ۳۔

Marfat.com

باب ۴

حضرت شیخ بدرالدین غزنوی

حضرت شیخ بدر الدین غزنوی مقبول بارگاہِ ایزدی ہیں۔ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ غزنی کے رہنے والے ہیں۔

آپ کا خواب

آپ نے ایک رات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آں حضرت مع صحابہ کرام اور مشائخ عظام تشریف فرما ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر ایک درویش کے سپرد کیا اور فرمایا:

"اے بدرالدین! تو اس درویش کا مرید ہو۔ وہ درویش جوان تھے، اور ابھی ڈاڑھی نکل رہی تھی۔ اُن درویش کا نام خواجہ قطب الدین ہے۔"

پیر کی تلاش

خواب سے بیدار ہو کر آپ نے یہ ارادہ کیا کہ جو درویش خواب میں دکھائے گئے ہیں۔ انھیں تلاش کریں گے۔ پیر کی تلاش

Marfat.com

آپ کو شہر بہ شہر لئے پھری۔ اس تلاش میں آپ حیران و سرگرداں پھرتے رہے۔ اپنا گھر چھوڑا، اپنا وطن چھوڑا، اپنے ماں باپ، عزیز و اقربا کو چھوڑا۔ آپ غزنی سے روانہ ہوئے۔ اس سفر کا حال آپ نے خود ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاؒ سے بیان کیا۔ آپ نے ان کو بتایا کہ:

"میں غزنی سے لاہور آیا تو ان دنوں لاہور بالکل آباد تھا۔ کچھ مدت میں وہاں رہا۔ پھر وہاں سے میرا ارادہ سفر کا ہوا۔۔۔ ایک دل یہ چاہتا تھا کہ دہلی جاؤں، اور کبھی چاہتا تھا کہ واپس غزنی جاؤں۔ میں شش و پنج میں تھا۔ لیکن دل کی کشش غزنی کی طرف زیادہ تھی، کیوں کہ وہاں ماں باپ، بھائی اور خویش و اقربا رہتے تھے۔ اور دہلی میں ایک داماد کے سوا اور کوئی نہ تھا۔"

فال

آپ کچھ طے نہ کر سکے کہ کدھر جائیں۔ آخرکار آپ نے یہ طے کیا کہ قرآن شریف کی فال دیکھنا چاہئے اور جیسا کچھ فال میں نکلے گا اس کے مطابق قدم اٹھانا چاہئے۔ آپ خود فرماتے ہیں: [1]

"مختصر یہ کہ میں نے قرآن شریف سے فال دیکھنے کا ارادہ کیا۔ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلے غزنی کی نیت سے دیکھا تو عذاب کی آیت نکلی۔ پھر دہلی کی نیت سے دیکھا تو بہشتی ندیوں اور بہشت کے اوصاف کی آیت نکلی، اگرچہ دل تو غزنی کی طرف جانے کو چاہتا تھا۔ لیکن فال کے مطابق دہلی آیا۔"

---

[1] فوائد الفواد (اردو ترجمہ) صفحہ ۹۴۔

Marfat.com

آخر کار دہلی پہنچے۔ آپ فرماتے ہیں : [1]

دہلی میں آمد

"جب شہر میں پہنچا تو سنا کہ میرا داماد قید میں ہے۔ میں بادشاہ کے دروازے پر آیا تاکہ اس کے حال کی اطلاع دوں۔ میں نے دیکھا۔ تو گھر سے نکلا ہی تھا۔ ہاتھ میں کچھ روپے لئے ہوئے تھا۔ مجھ سے لغل گیر ہوا اور نہایت خوش ہوا۔ مجھے اپنے گھر لے گیا اور روپے میرے   کئے۔ میری دل جمعی ہوئی۔"

آپ نے خواجہ قطب الدین کے متعلق دریافت کیا۔ آپ کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ درویش جن کا نام خواجہ قطب الدین ہے اور جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا، دہلی میں تشریف رکھتے ہیں۔ ایک مشہور درویش ہیں اور حضرت خواجہ قطب الدین اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ایک ہی جگہ ساتھ رہتے ہیں۔ پھر آپ نے عمر کے متعلق دریافت کیا۔ آپ کو بتایا گیا کہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ضعیف ہیں۔ ان کی عمر قریب ایک سو تیس سال کی ہے ــــ لیکن خواجہ قطب الدین صاحب کی جوانی کا آغاز ہے۔ قریب سترہ سال کے ہوں گے، ڈاڑھی نکل رہی ہے۔

یہ سُن کر آپ کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ وہ درویش جن کو انھوں نے خواب میں دیکھا تھا یہی بزرگ ہیں۔ آپ حضرت قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بے چین تھے۔ کچھ لوگوں سے آپ کو حضرت قطب صاحب کی خانقاہ کا پتہ معلوم ہوا۔ آخر کار آپ خانقاہ پہنچے۔ خانقاہ میں اس وقت سماع ہو رہا تھا۔

---

[1] فوائد الفوائد (اردو ترجمہ) ص۶۰۔

Marfat.com

حضرت قطب صاحب تشریف رکھتے تھے[1]۔

بیعت و خلافت

آپ بھی جاکر باادب بیٹھ گئے۔ جب سماع ختم ہوا تو آپ نے سرِ نیاز زمین پر رکھا۔ شوقِ قدم بوسی کا اظہار کیا، اور پھر نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ:

"بندہ بدرالدین حضرت کا مرید ہونا چاہتا ہے۔"

حضرت قطب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ[2]

"اے بدرالدین! تو میرا مُرید، اُسی رات سے ہو گیا تھا جس رات تو نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے میرے سپرد کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اسے مُرید بنالے، میں نے اسی رات اللہ تعالےٰ کے روبرو تجھے مُرید کر لیا تھا اور بارگاہِ الٰہی میں میں نے عرض کی تھی کہ بدرالدین غزنوی کو قبول کر۔"

بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوا تھا کہ 'اے قطب الدین! ہم نے تیری دُعا قبول کر لی ہے، ہم نے بدرالدین غزنوی کو قبول کر لیا ہے اور اپنا دوست بنا لیا ہے ....'

آپ حضرت قطب صاحب کی فیض ترجمان سے یہ سُن کر بہت خوش ہوئے آپ یہ چاہتے تھے کہ خواجگانِ چشت کی رسم ادا کی جائے۔ عالمِ رویا کے علاوہ اس عالم میں بھی بیعت کا شرف بخشا جائے اور کلاہِ چہار ترکی عطا کی جائے۔ آپ نے حضرت قطب صاحب سے اس کے متعلق عرض کیا۔ حضرت قطب صاحب نے آپ

---

[1] سیر العارفین ص۱۵۷۔ [2] سیر العارفین ص۱۵۷۔

Marfat.com

کی درخواست منظور فرمائی۔ آپ کو شرفِ بیعت سے نوازا، طاہ چہارترکی آپ کو مرحمت فرمائی۔ پھر آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: [1]

"اے بدرالدین آسمان کی طرف دیکھ۔"

آپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔

حضرت قطب صاحب نے دریافت فرمایا کہ:

"اے بدرالدین تو نے کچھ دیکھا؟"

آپ نے جواب دیا کہ:

"میں نے عرش و کرسی کو دیکھا ہے۔"

پھر حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ:

"تو کس کا مرید ہے؟ آسمان کی طرف دیکھ کہ لوحِ محفوظ میں کیا لکھا ہوا ہے؟"

آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ:

"وہاں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ میں آپ کا مرید ہوں۔"

پھر ارشاد ہوا کہ:

"زمین کی طرف دیکھ۔"

آپ نے زمین کی طرف دیکھا اب آپ تحت الثریٰ تک دیکھ سکتے تھے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر ستر (۷۰) سال کی تھی۔

آپ پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر درجۂ کمال کو پہنچے۔

حضرت قطب صاحب نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ اپنے پیر و مرشد سے

---

[1] سیر العارفین صفحہ ۱۵۸۔

Marfat.com

آپ نے خرقہ بھی پایا۔ وصال سے قبل حضرت قطب صاحب نے آپ سے فرمایا کہ :[1]

"اے بدرالدین ! جو نعمت ہم نے اپنے پیر سے حاصل کی تھی وہ تجھے عنایت کی، اور اللہ تعالیٰ سے التماس کی ہے کہ تو میرا محبوب بنے !"

پیر و مرشد کی نصیحتیں

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے آپ کو چند نصیحتیں فرمائیں جس پر آپ ساری عمر کاربند رہے۔ وہ نصیحتیں حسب ذیل ہیں :

"ہمارے پیروں کی پیروی کرو۔ فقر و فاقہ کو اختیار کرو۔ فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانو۔ دنیا والوں سے میل جول نہ رکھو، دنیا سے باز رہو، گدڑی پہنو۔ ہر وقت خدا کی یاد میں مشغول رہو —— اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرو۔ دولت مندوں سے زیادہ درویشوں کی عزت کرو۔ فقیروں کے ہاتھ خود اپنے ہاتھ سے دھوؤ۔"

آپ کے سپرد خدمت

حضرت قطب صاحبؒ نے خانقاہ کی امامت آپ کے سپرد فرمائی۔ آپ نے اس خدمت کو بہ حسن و خوبی انجام دیا۔

صدمہ

دہلی آنے کے کچھ دنوں بعد آپ کو یہ معلوم ہو کر سخت صدمہ ہوا کہ مغلوں نے غزنی کو برباد کر دیا اور آپ کے والدین، بہن، بھائی اور خویش و اقربا کو شہید کیا۔[2]

پیر و مرشد کی خدمت

آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے[3] اپنے پیر و مرشد کی خدمت

---

[1] سیر العارفین صفحہ ۱۶۰۔ [2] فوائد الفواد صفحہ ۔ [3] فوائد الفواد صفحہ ۱۱۱

Marfat.com

کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔

پیرومرشد کا ادب جب آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تو باادب بیٹھتے، اور سر جھکا لیتے۔ آپ کے پیرومرشد آپ کا یہ ادب دیکھ کر فرماتے[1]

بحقیقت چراغ کشتہ شود
چوں بروں رفت از سرش روغن

ایک واقعہ ایک مرتبہ قاضی منہاج الدین کو حضرت شیخ بدرالدین غزنوی کے گھر بلایا گیا۔ قاضی صاحب نے آنے کا وعدہ کیا۔ وعظ سے فارغ ہو کر حسب وعدہ آپ آئے۔ حضرت شیخ بدرالدین کے گھر پر محفل سماع منعقد ہوئی۔ یہ محفل بہت پرکیف تھی۔ قاضی صاحب پر وجد طاری ہوا، اور آپ نے دستار اور جامہ وغیرہ سب پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے[2]

قاضی صاحب کی چھیڑ چھاڑ قاضی منہاج الدین آپ کو "شیر سرخ" کہا کرتے تھے[3]

دعا کے لئے التماس حضرت نظام الدین اولیاء نے ایک رات حضرت شیخ بدرالدین غزنوی سے خواب میں دعا کرنے کی درخواست کی۔ التماس امر کے واسطے دعا کرنے کی درخواست کی کہ آپ کو قرآن شریف یاد ہو جائے[4]

آرزو آپ کو اپنے پیرومرشد قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا خلیفہ اکبر، جانشین اور قائم مقام بننے کی آرزو تھی[5] آپ کی یہ آرزو

---

[1] فوائد الفوائد صہ ۱۲ [2] فوائد الفوائد صہ ۱۵۵ [3] فوائد الفوائد صہ ۱۵۶ [4] فوائد الفوائد صہ ۷
[5] فوائد الفوائد صہ ۱۵۲

Marfat.com

پوری نہ ہوئی۔

مجلسِ وعظ آپ کی مجلس وعظ میں ہر طبقے کے لوگ ہوتے تھے۔ آپ کی مجلس میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ، حضرت سید مبارک غزنوی، حضرت شیخ ضیاء الدین مرید غریب، مولانا محمد جاجرمی اور قاضی حمیدالدین ناگوریؒ نے شرکت فرمائی ہے[۵]

آخری ایام وفات سے قبل آپ شیخ امام الدین ابدالؒ کو جو حضرت شیخ ضیاء الدین مرید غریب کے بھتیجے ہیں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اُن کو گدڑی عطا کی اور ان کے لئے دعائے خیر کی۔[۶]

آپ ہر سال نماز درازئ عمر پڑھا کرتے جو رجب کے آخر میں پڑھی جاتی ہے۔ جس سال آپ کا وصال ہوا، آپ نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ جب نماز ادا نہ کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ عمر باقی نہیں ہے[۷]

وفات شریف آپ کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک حضرت خواجہ قطب صاحب کے قریب ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔

سیرتِ مقدس آپ حافظ قرآن تھے اور ایک قرآن دن کو اور ایک قرآن رات کو ختم کرتے تھے[۸] آپ ایک بلند پایہ درویش تھے۔ ایک اچھے عالم تھے۔ رات کو جاگتے تھے۔ درویشوں کی خدمت کو آپ غنیمت سمجھتے تھے۔ آپ دو سو مشائخین سے ملے اور ان سے روحانی فیض پایا[۹] ان کی نگاہ لطف و کرم سے آپ مالا مال ہوئے۔ آپ کی بزرگی اور برگزیدگی کے سب معترف اور معتقد

---

[۵] سیرالعارفین ص۱۵۹، روضۃ الاقطاب ص۱۰۔ [۶] سیرالعارفین ص۱۶۲۔ لطائف اشرفی بیان طوائف صوفی ص۳۶۸۔
[۷] فوائدالفواد ص۱۰۔ [۸] سیرالعارفین ص۱۵۹۔ [۹] سیرالعارفین ص۱۵۶۔

Marfat.com

تھے۔ آپ وعظ بہت کہتے تھے۔

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ باوجود ضعف اور کمزوری کے آپ سماع میں خوب رقص کرتے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ باوجود عمر اور کمزوری کے آتنا رقص کیوں کرتے ہیں؟

آپ نے جواب دیا کہ[1]

"او از خود نمی رقصد عشق می رقصاند"

ترجمہ: وہ خود نہیں ناچتا ہے (بلکہ) عشق نچاتا ہے۔

آپ کو شاعری کا بھی شوق تھا۔ آپ کی غزل کا ایک شعر حسبِ ذیل ہے:[2]

نوحہ می کردم نوحہ گر در مجمعے
آہ زیں سوزم برآمد نوحہ گر آتش گرفت

قولِ زرّیں

آپ نے فرمایا کہ:[3]

"بے چارہ عاشق جو جمالِ ذوالجلال کا مشتاق ہے، وہ حور دل کو کیا کرے"

کرامات

آپ کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے والد ماجد نے آپ سے کہا کہ:

"اگر مجھے حضرت خواجہ خضرؑ کو دکھاؤ تو بہت اچھا ہو"

ایک دن وعظ ہو رہا تھا اور آپ کے والد بزرگوار بھی وہاں تشریف رکھتے تھے۔ ایک اونچی جگہ پر جہاں کوئی نہیں بیٹھ سکتا تھا، ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت

---

[1] روضۃ الاقطاب ص۲۰، [2] فوائد الفوائد ص۱۵۵ [3] سیر العارفین ص۱۶۳

Marfat.com

بدرالدین غزنوی نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ دیکھئے وہ حضرت خواجہ خضرؑ ہیں۔ آپ کے والد نے وعظ کے بعد ملنا مناسب سمجھا۔ جب وعظ ختم ہوا تو اس جگہ کوئی بھی نہ تھا۔[1]

ایک مرتبہ دہلی میں بارش بہت کم ہوئی۔ سلطان شمس الدین التمش آپ سے دُعا کا طالب ہوا۔

آپ نے فرمایا کہ :[2]

"جب تک بدرالدین زندہ ہے، کبھی دہلی میں قحط نہیں پڑے گا۔
اور نہ ہی بارش کی کمی ہوگی۔"

آپ کے یہ فرماتے ہی بارش ہونے لگی۔

آپ ہر جمعرات کو مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ جاتے تھے اور خانہ کعبہ اور حضرت محمد مصطفےٰؐ کے روضۂ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔[3]

---

[1] سیرالاولیاء (فارسی) صـ ۱۶۵، ۱۶۶۔[2] سیرالعارفین صـ ۱۶۰۔[3] سیرالعارفین صـ ۱۶۲۔

Marfat.com

Marfat.com

هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝

پ ۱۸ - مومنون - ۴ ع

مَطْلَبْ: وہ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں -

حصہ دوم

Marfat.com

Marfat.com

باب ۵

حضرت شیخ نجیب الدین متوکّل

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل صاحبِ دل تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ سندِ اولیاء اور حجت مشائخ وقت تھے۔ آپ مشاہدات و مقالاتِ عالی میں یکتا تھے۔ تمام مشائخ وقت آپ کے کمالات صوری و معنوی کے مقر تھے۔ آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے حقیقی بھائی مُرید اور خلیفہ تھے۔

خاندانی حالات

آپ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے۔ فرخ شاہ کابل کے بادشاہ تھے۔ جب غزنی خاندان کا عروج ہوا، فرخ شاہ کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی۔ کابل پر غزنی خاندان کا قبضہ ہوا۔ اس انقلاب کے بعد بھی فرخ شاہ نے کابل نہیں چھوڑا۔ ان کی اولاد بھی کابل میں رہی۔ چنگیز خاں نے غزنی کو تباہ و برباد کیا۔ حضرت نجیب الدین متوکل کے جد بزرگوار کابل کی لڑائی میں شہید ہوئے[1]

---

[1] سیر الاولیاء صفحہ۔

Marfat.com

آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب فاروقی مع تیس لڑکوں کے لاہور تشریف لائے۔ لاہور سے آپ قصور تشریف لے گئے۔ قصور کا قاضی آپ کے خاندان کی بزرگی، اور عظمت سے واقف تھا۔ اس نے آپ کے آنے کی اطلاع بادشاہ کو دی۔ بادشاہ نے آپ کو کھتوال میں قاضی مقرر کیا۔ آپ وہاں رہ کر اپنے فرائض انجام دینے لگے۔[1]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد ماجد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد میں ملتان تشریف لائے۔ آپ ملتان سے قصبہ کوتھوال میں رونق افروز ہوئے اور وہاں قاضی کے عہدے کے فرائض انجام دینے لگے۔ وہاں آپ نے شادی کی۔[2]

والد ماجد آپ کے والد کا نام شیخ جمال الدین سلیمان ہے ـــ آپ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ علم و فضل میں آپ کو دستگاہ حاصل تھی۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام بی بی قرسم خاتون ہے۔ آپ مولانا وجیہہ الدین خجندی کی لڑکی تھیں۔[3] آپ ایک پاک نہاد، پاک سیرت اور پاک باطن خاتون تھیں، آپ سے کرامتیں سرزد ہوئی ہیں۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ عبادت میں مشغول تھیں۔ ایک چور گھر میں داخل ہوا۔ اس پر آپ کی والدۂ ماجدہ کی ایسی دہشت بیٹھی کہ وہ اندھا ہو گیا۔ چور بہت گھبرایا۔ اس نے آواز دی کہ:

"میں چور ہوں اور چوری کے لئے اس گھر میں آیا ہوں۔ البتہ

---

[1] سیر الاولیاء۔ [2] سیر العارفین از مولانا جمال الدین صاحب۔ [3] جواہر فریدی صـ ۱۹۱۔

Marfat.com

یہاں کوئی ہے جس کی دہشت نے مجھے اندھا کیا۔ عہد کرتا ہوں کہ اگر بینائی آجائے تو پھر چوری نہ کروں گا۔"

آپ کی والدہ صاحبہ نے یہ سن کر اس چور کے لئے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا سے اس کی آنکھوں میں روشنی آگئی۔ صبح وہ چور پھر آیا اور مع اہل وعیال کے مسلمان ہوگیا۔[1]

بھائی آپ کے دو حقیقی بھائی اور ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی کا نام اعزالدین محمود ہے، ان سے چھوٹے حضرت بابا فریدالدین مسعود ہیں۔ سب سے چھوٹے آپ خود ہیں۔

نسب نامہ پدری آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے:
شیخ نجیب الدین بن شیخ جمال الدین سلیمان فاروقی بن شعیب فاروقی۔ بن شیخ احمد بن شیخ یوسف فاروقی بن شیخ محمد فاروقی بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد المعروف بہ فرخ شاہ کابلی فاروقی بن شیخ نصیرالدین فاروقی بن سلطان محمود المعروف بہ شہنشاہ فاروقی بن شیخ شادمان شاہ بن سلطان مسعود شاہ فاروقی بن شیخ عبداللہ فاروقی بن شیخ واعظ اصغر فاروقی بن شیخ ابوالفتح کامخ فاروقی بن شیخ اسحٰق فاروقی بن حضرت ابراہیم فاروقی بن ناصرالدین فاروقی بن شیخ عبداللہ فاروقی بن امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب۔

ولادت شریف آپ قصبہ کوتھوال میں پیدا ہوئے۔

---

[1] جواہر فریدی ص ۱۹۱

Marfat.com

نام نامی آپ کا نام نجیب الدین ہے۔

لقب آپ کا لقب توکّل ہے۔ آپ کے متوکل کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ باوجود اہل وعیال کے توکّل میں یگانہ روزگار تھے۔ تنگ دستی اور عسرت میں گذر ہوتی تھی۔ ظاہرا اسباب پر نگاہ نہ رکھتے تھے۔ آپ کا توکّل مثالی تھا۔

دہلی میں آمد آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ہمراہ دہلی آئے۔ حضرت بابا صاحب دہلی سے اجودھن تشریف لے گئے، لیکن آپ حضرت بابا صاحب کے حکم کے مطابق دہلی میں رہنے لگے۔

بیعت وخلافت آپ اپنے بڑے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر سے بیعت ہیں اور حضرت بابا فرید گنج شکر سے آپ نے خرقۂ خلافت پہنا۔

مسجد میں امامت دہلی میں ایتم نامی ایک شخص رہتا تھا۔ اس نے ایک مسجد تعمیر کی اور اس مسجد کی امامت حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے سپرد کی اور اس شخص نے اپنی لڑکی کی شادی بڑے تزک و احتشام سے کی اور کافی روپیہ خرچ کیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا کہ جتنا کہ اس شخص نے شادی میں خرچ کیا ہے اگر اس کا نصف خدا کی راہ میں خرچ کرتا تو نہ معلوم کیا سے کیا ہو جاتا ـــــ یہ بات اس شخص کو ناگوار گذری۔ اس نے آپ کو امامت سے برطرف کر دیا۔[1]

حضرت بابا صاحب کو اطلاع آپ نے اجودھن جا کر اپنے بڑے بھائی حضرت بابا فرید الدین مسعود

---

[1] سیر الاولیاء ص ۱۶۹

Marfat.com

گنج شکر کو اس واقعہ کی اطلاع کی حضرت بابا فرید نے یہ سن کر فرمایا :

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا

اس کے بعد آپ نے فرمایا : [1] "اگر تیری گیا ایتکری پیدا ہوگا"

اسی زمانے میں ایتکری نام کا ایک شخص وہاں آیا۔ اس نے اس خاندان کی بہت خدمت کی۔

حضرت نظام الدین اولیاء کی آپ سے عقیدت

حضرت نظام الدین اولیاء جب دہلی تشریف لائے، آپ کے پڑوس میں سکونت اختیار کی۔ ان کو آپ سے کافی عقیدت تھی۔ اپنی والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد حضرت محبوب الٰہی زیادہ وقت آپ کی صحبت میں گذارتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے آپ سے قاضی بننے کی دعا کرانی چاہی لیکن آپ نے دعا نہ کی اور فرمایا کہ :

"تم قاضی نہ بنو گے، بلکہ اور ہی کچھ بنو گے۔"

ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہی نے آپ سے مرید ہونا چاہا۔ آپ نے مرید کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ اگر مرید ہونا ہے تو حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی یا حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر میں سے کسی کے مرید ہو جائیں

بی بی فاطمہ سام کی خدمت

آپ ایک نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔ ان کو آپ سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی اور آپ بھی ان کو بہن سمجھتے تھے اور ان کے حال پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ جب آپ کے یہاں فاقہ ہوتا، دوسری صبح سیر بھر کی یا آدھ سیر کی روٹیاں پکا

---

[1] سیر الاولیاء ص

Marfat.com

کر کسی کے ہاتھ وہ بھیج دیتی تھیں۔ ایک مرتبہ اس نے صرف ایک روٹی بھیجی۔ آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ:

"پروردگار! جس طرح تو نے اس عورت کو ہمارے حال سے واقف کیا ہے، شہر کے بادشاہ کو بھی واقف کر تاکہ کوئی بابرکت چیز بھیجے۔"

پھر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ:

"بادشاہوں کو وہ صفائی کہاں نصیب ہے کہ واقف ہوں۔"[1]

ایک سفر کا واقعہ

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر نے اجودھن میں سکونت اختیار کرنے کے بعد آپ کو والدہ ماجدہ کے لانے کے لئے بھیجا۔ آپ گئے۔ راستے میں آپ نے درختوں کے سائے میں بیٹھ کر آرام کیا۔ پانی کی ضرورت ہوئی۔ جب آپ پانی لے کر واپس آئے۔ والدہ صاحبہ کو اس جگہ نہ پایا۔ آپ سخت حیران اور پریشان ہوئے والدہ صاحبہ کو ہر جگہ تلاش کیا لیکن کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر کار نا امید ہو کر وہاں سے چلے اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں پہنچ کر سارا قصہ عرض کیا۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے یہ سن کر فرمایا کہ کھانا پکائیں اور صدقہ دیں۔

ایک مدت کے بعد آپ کا پھر اسی جنگل سے گذر ہوا جب آپ اسی پیڑ کے نیچے آئے آپ کو خیال ہوا کہ اس گاؤں کے چاروں طرف جا کر دیکھیں، شاید والدہ صاحبہ کا پتہ لگ جائے، آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ کو آدمی کی چند ہڈیاں ملیں۔ آپ نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہی ہڈیاں والدہ صاحبہ کی ہوں اور ممکن ہے

---

[1] فوائد الفواد صـ۱۹۹

Marfat.com

ان کو کسی شیر یا کسی درندے نے ہلاک کر دیا ہو۔ ان ہڈیوں کو جمع کیا اور ایک تھیلے میں رکھا۔ وہ تھیلے لے کر آپ حضرت بابا فرید گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر نے یہ سن کر فرمایا کہ وہ تھیلی دکھاؤ اور اس کو جھاڑا۔ ایک ہڈی بھی برآمد نہ ہوئی۔[1]

حضرت خواجہ خضرؑ سے ملاقات

ایک دن عید کے موقع پر آپ عیدگاہ سے گھر واپس تشریف لا رہے تھے۔ لوگ آپ کو گھیرے ہوئے تھے، اور آپ کے ہاتھ پاؤں چوم رہے تھے۔ کچھ درویشوں نے جنہوں نے آپ کو پہلے نہ دیکھا تھا، دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں، جب ان کو آپ کا نام معلوم ہوا، ان درویشوں نے آپس میں طے کیا کہ ان کے یہاں چل کر کھانا کھانا چاہیے۔ وہ درویش آپ کے پاس آئے، اور کہا کہ ان سب کے لئے کھانے کا انتظام کیجئے۔ آپ نے ان کو مرحبا کہا اور بٹھا دیا، اس روز آپ کے گھر میں فاقہ تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر کچھ ہو تو پکالو۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ گھر میں کچھ بھی نہیں ہے، آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ چادر سر سے اُتار کر دے دو تاکہ روٹی اور شوربا بازار سے خرید لائیں، چادر دیکھی اس میں چند پیوند لگے ہوتے تھے۔ اسے کون خریدتا۔ پھر آپ نے سوچا کہ اپنا مصلا فروخت کر دیں۔ مصلا دیکھا اس میں بھی کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ مجبور ہو کر آپ نے وہی کیا، جیسا کہ عادت فقراء ہے کہ اگر درویش صاحب خانہ کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ پانی کا کوزہ ہاتھ میں لے کر پایانِ مجلس کھڑا ہو جائے۔ آپ نے ان سب درویشوں کو پانی پلایا۔ ان درویشوں نے پانی کا کوزہ ہاتھ میں لے کر

---

[1] فوائد الفواد ص۱۰۱ - سیر الاولیاء ص۸۹

Marfat.com

تھوڑا تھوڑا پانی پیا، اور آپ سے رخصت ہوئے۔

ان درویشوں کے جانے کے بعد آپ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے دل میں کہا:

"ایسا عید کا دن جاوے اور میرے اطفال کے منہ پر کچھ طعام نہ جاوے اور مسافر آئیں اور نامراد جاویں۔"

آپ انہیں خیالات میں کھوئے ہوئے تھے کہ ایک شخص یہ شعر پڑھتا ہوا ظاہر ہوا۔

با دل گفتم ولا خضر را بینی
دِل گفت مرا اگر نمائی بینم

آپ سمجھ گئے کہ یہ حضرت خواجہ خضر ہیں۔ تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ کیا شکایت کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ دل سے لڑائی اس بابت تھی کہ گھر میں کچھ نہیں۔ حضرت خضر نے پھر آپ سے کچھ کھانا لانے کو کہا۔ آپ نے عذر پیش کیا۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ جو کچھ گھر میں ہو لے آؤ۔ آپ گھر میں گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک خوان کھانے سے بھرا ہوا رکھا ہے۔ بیوی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک شخص یہ خوان رکھ کر چلا گیا۔ آپ اس میں سے کچھ کھانا لے کر اوپر آئے۔ جب اوپر آئے تو وہاں کوئی نہ تھا۔[1]

آپ نے اپنے دِل میں کہا: "یہ سعادت جو مجھ کو ملی ہے بے نوائی اور بے سرو سامانی کی برکت سے ہے۔"

آپ کی اولاد آپ کے تین لڑکے تھے۔ ایک لڑکے کا نام شیخ اسمٰعیل ہے دوسرے کا شیخ احمد، اور تیسرے کا نام شیخ محمد ہے۔

---

[1] خیر المجالس ص ۵۲، ۵۳۔ سیر الاولیاء ص ۱۶۳۔ روضۃ الاقطاب ص ۸۰۔

Marfat.com

وفات شریف آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں انیس مرتبہ حاضر ہوئے۔ آپ ہر مرتبہ رخصت ہوتے وقت حضرت بابا فرید گنج شکر سے اپنے لئے دُعا کرایا کرتے تھے کہ آئندہ پھر خدمت میں حاضر ہوں۔ آخری بار جب آپ دعا کے خواستگار ہوتے، حضرت بابا فرید گنج شکر خاموش ہو گئے۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے خلافت نامہ عطا فرمایا، آپ کو تاکید کی کہ ہانسی میں حضرت مولانا جمال الدین کو اور دہلی میں قاضی منتخب کو خلافت نامہ دکھائیں۔ آپ کو اس بات کا سخت تعجب ہوا کہ آپ کا یعنی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کا نام حضرت بابا فرید گنج شکر نے نہیں لیا۔ آپ سمجھے اس میں کوئی مصلحت ہوگی۔ جب آپ دہلی آئے، آپ کو معلوم ہوا کہ سات رمضان کو آپ کا وصال ہو گیا۔

آپ کا مزار دہلی میں شیخ نجیب الدین شیر سوار کے نام سے مشہور رہے[1]۔ آپ کا مزار بی بی زلیخا کے مزار کے قریب دہلی میں ہے۔

سیرت پاک آپ ایک بلند پایہ درویش تھے۔ آپ نے توکل کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں:[2]

"میں نے اس جیسا کوئی آدمی اس شہر میں نہیں دیکھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ آج دن کون سا ہے، یا مہینہ کون سا ہے، یا غلہ کس بھاؤ بکتا ہے یا گوشت کس نرخ بکتے ہیں۔ غرضیکہ کسی چیز

---

[1] جواہر فریدی ص ۳۴۹۔ [2] فوائد الفواد ص ۱۷۔

Marfat.com

سے اسے واقفیت نہ تھی۔ صرف یادِ الٰہی میں مشغول رہتا۔"

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے ایک مرتبہ آپ سے فرمایا کہ:

"تو بھی ابدال میں سے ہے۔"[1]

علمی ذوق آپ نے بارہا چاہا کہ "جامع الحکایات" لکھیں۔ آخرکار حمید نامی ایک شخص نے کتابت شروع کی، وہ کتاب جلد ہی ختم ہوئی۔[2]

اقوال پکا مومن وہ شخص ہے کہ جو دوستی حق کو اولاد کی دوستی پر ترجیح دے۔[3]

جب دنیا ہاتھ سے جائے فکر نہ کر کہ رہنے والی نہیں ہے۔

وِرد و وظیفہ آپ حسبِ ذیل دُعا پڑھا کرتے تھے:[4]

ایمنوا فی عباد اللہ رحمکم اللہ

کرامت آپ کے بدایوں میں ایک بھائی تھے۔ آپ ہر سال ان سے ملنے بدایوں جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دونوں بھائی شیخ علی سے جو وہاں ایک امیر خاندان کے فرد تھے، ملنے گئے۔ آپ نے ادب کی وجہ سے فرش تک پہنچنے سے دو چار قدم پہلے ہی اپنے جوتے اُتار لئے۔ پس پہلے آپ نے زمین پر پیر رکھے اور پھر فرش پر جو مصلا تھا۔ شیخ علی اس بات سے رنجیدہ ہوا اور کہا کہ یہ بوریا مصلےٰ ہے جس پر دونوں بھائی بیٹھ گئے۔ شیخ علی کے سامنے ایک کتاب رکھی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون سی کتاب ہے۔ شیخ علی نے بربنائے رنجش کوئی جواب نہ دیا۔

آپ نے پھر کہا:

---

[1] فوائد الفواد صفحہ ۹۹ ۔ جواہر فریدی صفحہ ۲۳۱ [2] فوائد الفواد صفحہ ۲۱، ۲۲ [3] سیر الاولیا صفحہ ۸۲ [4] فوائد الفواد صفحہ ۱۰۳

Marfat.com

"اگر اجازت ہو تو کتاب کو دیکھوں۔"

اجازت لے کر آپ نے وہ کتاب کھولی۔ جب کتاب کھولی، اس میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ:

"آخر زمانے میں ایسے مشائخ ہوں گے کہ خلوت میں گناہ کرتے ہوں گے اور مجلس میں اگر ان کے فرش پر کسی کا پیر پڑ جائے تو قیامت کر دیں گے۔"

آپ نے وہ کتاب شیخ علی کو دی۔ شیخ علی وہ عبارت دیکھ کر پشیمان ہوا، اور اس نے آپ سے معذرت چاہی۔

Marfat.com

باب ٦

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوبِ الٰہی

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب رب العالمین ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے جانشین ہیں۔ خواجۂ راستین ہیں۔ نظام الحق والشرع والہدیٰ والدین ہیں۔

خاندانی حالات

حضرت محبوب الٰہی کے خاندان کے افراد بخارا کے رہنے والے تھے[1] آپ کے دادا حضرت سید علی اور آپ کے نانا حضرت سید عرب بخارا سے ہجرت کر کے مع اہل وعیال لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں چند روز قیام کر کے بدایوں تشریف لے گئے، اور وہیں سکونت اختیار کی۔ بدایوں اس زمانے میں صوفیوں اور عالموں کا مرکز تھا۔ حضرت سید علی اور حضرت

---

[1] سیر الاولیاء صفحہ ۹۴

Marfat.com

سید عرب نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ دینی عزت اور دولت کے علاوہ یہ حضرات دنیاوی ثروت و حشمت سے بھی مالامال تھے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام خواجہ سید احمد ہے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کو ارادت و خلافت اپنے والد حضرت خواجہ سید علی سے ملی تھی۔ آپ نے چند روز قضاء کے عہدے کو زینت بخش کر ترک و تجرد اختیار کیا۔ آپ بالکل گوشہ نشین ہو گئے۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ سید عرب کی صاحبزادی ہیں۔ آپ صبر و شکر اور تسلیم و رضا میں یکتا تھیں۔ آپ زہد و ورع۔ اور علم و حلم کے واسطے مشہور تھیں۔

نسب نامہ پدری آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بن سید احمد بن سید علی البخاری بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید علی بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر بن امام علی ہادی النقی بن امام، محمد تقی الملقب بہ جواد بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام علی الملقب بہ زین العابدین بن حضرت سیدنا امام حسین بن حضرت امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

نسب نامہ مادری آپ کا نسب نامہ مادری حسب ذیل ہے:

حضرت بی بی زلیخا بنت خواجہ سید عرب البخاری بن سید ابوالمفاخر بن سید محمد اظہر بن سید حسین بن سید علی بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر بن امام علی

Marfat.com

ہادی نقی بن امام محمد تقی الملقب بہ جواد بن حضرت امام علی رضا بن
حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر الصادق بن حضرت
امام محمد باقر بن حضرت امام علی الملقب بہ زین العابدین بن حضرت
سیدنا امام حسین بن حضرت امام اولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

نسب پس آپ سادات سے ہیں۔ والد ماجد اور والدہ محترمہ کی طرف سے آپ سید النسب حسینی ہیں۔

ولادت باسعادت آپ ۲۷ صفر ۶۳۶ھ میں آخری چہار شنبہ کے دن بعد طلوع آفتاب اس عالم میں رونق افروز ہوئے۔

نام نامی آپ کا نام نامی محمد نظام الدین ہے۔

خطاب آپ کے خطابات حسب ذیل ہیں:

سلطانُ المشائخ ۔ محبُوبِ الٰہی

بچپن کا صدمہ حضرت محبوبِ الٰہی کی ابھی بہت ہی کم عمر تھی کہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید احمد کا وصال ہو گیا[1] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس وقت آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی، اس وقت حضرت محبوب الٰہی کی عمر پانچ سال کی تھی۔[2]

آپ کی تعلیم آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا۔ وہاں آپ نے حضرت مولانا شادی مقری سے ایک ہی پارہ پڑھا اور اس ہی پارہ کی برکت سے آپ نے تمام قرآنِ شریف ختم کیا[3] اس کے بعد آپ نے

---

[1] سیر الاولیاء [2] سیر العارفین [3] فوائد الفوائد۔

Marfat.com

کی ہیں پڑھنا شروع کیں۔ آپ نے مشہور کتاب "قدوری" حضرت مولانا علاء الدین اصولی سے پڑھی۔ جب کتاب ختم ہوئی تو مولانا علاء الدین اصولی نے تمام علماء و اولیاء کی موجودگی میں دستار اپنے ہاتھ میں لی اور کھول کر حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا: "قریب آؤ اور اس دستار کو اپنے سر پر باندھو۔"

اُستاد کے حکم کے موافق آپ نے دستار اپنے سر پر باندھی۔

آپ نے مولانا شمس الدین سے جو شمس الملک کے خطاب سے مشہور ہیں، "مقاماتِ حریری" حفظ کی۔ مولانا شمس الملک ادب و لغت میں دوسرا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ شہر کے بہت سے علماء و فضلاء ان کے شاگرد تھے[1]

آپ نے تمام علوم ظاہری یعنی فقہ، حدیث، تفسیر، کلام، معانی، منطق، حکمت، فلسفہ، ہیئت، ہندسہ، لغت، ادب اور قرأت وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ ساتوں قرأتوں کے ساتھ آپ نے قرآن شریف یاد کیا۔ دہلی پہنچ کر آپ نے مولانا کمال الدین محدث سے "مشارق الانوار" کی سند حاصل کی۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی خدمت بابرکت میں اجودھن رہ کر قرآن شریف کے چھ پارے پڑھے۔ تین کتابیں اور بھی پڑھیں جن میں سے ایک میں قاری اور دو میں سامع تھے۔ ان کتابوں کے علاوہ آپ نے "عوارف" کے چھ باب بھی پڑھے اور تمام تمہید ابو شکور سالمی بھی اجودھن رہ کر پیر و مرشد کی خدمت میں پڑھی۔

علمی فضیلت

آپ نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ اسی کمال کے باعث آپ علماء و فضلاء کے طبقے میں "نظام الدین بحاث محفل شکن" کے

---

[1] اخبار الاخیار۔

Marfat.com

خطاب سے مشہور ہوئے۔

دہلی میں قیام

حضرت محبوب الٰہی بعد تحصیل علوم ظاہری بدایوں سے ہجرت کر کے دہلی میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ اور ہمشیرہ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ دہلی میں آپ نے مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ دہلی میں حضرت محبوب الٰہیؒ کئی سال تک تحصیل علم میں مشغول رہے۔ آپ نے مولانا امین الدین احمد صاحب محدث کی صحبت سے کافی فیض اٹھایا۔

آپ جب دہلی تشریف لائے تو آپ نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے بھائی اور خلیفہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے پڑوس میں مکان کرائے پر لے کر رہنا شروع کیا۔

دوسرا صدمہ

دہلی میں آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے لئے یہ صدمہ جانکاہ تھا۔ اب شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی صحبت آپ کی مونس اور ہمدم تھی۔

مجذوب سے ملاقات

ایک روز آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے وہاں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی[1] آپ نے ان مجذوب سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے دعا کریں کہ وہ قاضی ہو جائیں۔

ان مجذوب نے جواب دیا:

"نظام الدین! قاضی ہونا چاہتے ہو، اور میں تم کو دین کا بادشاہ دیکھتا ہوں۔ تم ایسے مرتبے پر پہنچو گے کہ تمام عالم تم سے فیض لے گا۔"

---

[1] جواہر فریدی۔

Marfat.com

قاضی بننے کی خواہش

ایک دن آپ نے حضرت شیخ نجیب الدین متوکل سے بھی عرض کیا کہ وہ ان کے قاضی بننے کے واسطے دُعا فرمائیں. حضرت نجیب الدین نے حضرت محبوب الٰہی کو مخاطب کرکے فرمایا :

"تم انشاءاللہ تعالیٰ قاضی نہ ہو گے بلکہ ایک ایسی چیز بنو گے کہ جس کو میں جانتا ہوں."

بابا فریدالدین گنج شکر سے غائبانہ ارادت

حضرت محبوب الٰہی کی عمر بارہ سال تھی۔ آپ بدایوں میں مقیم تھے اور علم لغت کے حاصل کرنے میں مشغول تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے استاد حضرت مولانا علاءالدین اصولی کے پاس ایک شخص ملتان سے آیا، اس شخص کا نام ابوبکر خراط تھا۔ اس کو ابوبکر قوال بھی کہتے تھے۔

آپ کے استاد نے اس شخص سے اس طرف کے مشائخین اور اولیاء کا حال دریافت فرمایا۔ اس شخص نے حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کی بہت تعریف کی۔ اس نے کہا کہ اس نے ان کو قوالی بھی سنائی ہے۔ ان کی عبادت اور ریاضت بیان سے باہر ہے۔ ان کی کنیزوں تک کا یہ حال ہے کہ کام کی حالت میں بھی ذکر کرتی رہتی ہیں۔ اس خطے کو انہوں نے اپنے فیض و کرم سے منور کر دیا ہے۔

حضرت محبوب الٰہی یہ سنتے رہے۔ پھر ابوبکر قوال نے اجودھن کا حال بیان کیا کہ وہاں حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رہتے ہیں۔ وہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو ایک ماہ تمام پایا۔ انہوں نے اپنے نور معرفت سے تاریک دلوں کو روشن کر دیا ہے۔ لوگوں کے دلوں کو انہوں نے مسخر کر لیا ہے۔ بہت لوگ ان کے حلقہ بگوش ہیں۔

حضرت محبوب الٰہی نے جب حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی یہ تعریف سنی

Marfat.com

تو آپ کے دل میں محبت کا ایک جذبہ موجزن ہوا۔ غائبانہ طور پر آپ کو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر سے ارادت پیدا ہوئی۔ قدم بوسی کا شوق ہوا، اس محبت، ارادت اور عقیدت میں روز بروز ترقی ہوتی رہی۔ حضرت محبوب الٰہی کا اب یہ ورد ہوگیا کہ آپ ہر نماز کے بعد دس بار شیخ فرید اور دس بار مولانا فرید کہتے تھے۔ یہ الفت باطنی چھپنے والی نہیں تھی۔ آپ کے دوستوں کو بھی اس کا علم ہوگیا۔ اب جب وہ آپ کو قسم دیتے تو شیخ کی محبت یعنی بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی محبت کی قسم دیتے۔

آپ جب بدایوں سے دہلی میں سکونت اختیار کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے تو ایک شخص جس کا نام عوض تھا، آپ کے ساتھ ہولیا۔ جب راستے میں کوئی خوف یا کوئی خطرہ پیش آتا تو وہ بے ساختہ کہتا:

"یا پیر حاضر باش کہ ما در پناہ تو می رویم"

ترجمہ: اے پیر موجود رہئے کہ ہم آپ کی پناہ میں جا رہے ہیں۔

حضرت محبوب الٰہی نے جب یہ کلمات سُنے تو آپ نے اس شخص سے دریافت فرمایا کہ:

"یہ تمہارے پیر کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں، جن کی پناہ اور مدد چاہتے ہو"

اس شخص نے جواب دیا:

"میرے پیر وہی ہیں، جنہوں نے تمہارے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور تم کو اپنی محبت کا فریفتہ بنایا ہے یعنی حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر"

یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی کا اخلاص اور اعتقاد اور بڑھ گیا۔

دہلی میں آپ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کی صحبت میں زیادہ وقت گذارتے

Marfat.com

تھے۔ وہاں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے اوصاف و محاسن و محامدُسن کر حضرت محبوب الٰہی کے ذوق و شوق اور اشتیاق قدم بوسی میں اور اضافہ ہوگیا۔ وقت گزرتا رہا اسی حالت میں تین سال گزر گئے۔

زِندگی میں کایا پلٹ

آپ رات جامع مسجد میں بسر کرتے تھے۔ ایک روز جب صبح ہوئی تو مؤذن نے مینار پر چڑھ کر یہ آیت پڑھی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ

ترجمہ: کیا مومنوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکرِ الٰہی کے واسطے جھک جائیں۔

حضرت محبوب الٰہی نے جب یہ آیت سُنی تو آپ کے اوپر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ آپ کے حال میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی۔ آپ کا سینہ انوارِ الٰہی کی تجلیوں سے معمور ہوگیا۔ دنیا کی محبت جاتی رہی۔ اب آپ کی دنیاوی مراد، تمنا یا آرزو نہ تھی۔ ترک و تجرید آپ کا شعار ہوگیا۔

اجودھن کو روانگی

آپ پر شوقِ ارادت غالب تھا۔ آپ بغیر کسی زادِ راہ اجودھن روانہ ہو گئے۔ ہانسی پہنچ کر آپ کو قافلہ کا انتظار کرنا پڑا۔ جب قافلہ جمع ہوا آپ بھی اس کے ساتھ ہو لئے۔ قافلہ کا سردار جب کوئی خطرہ محسوس کرتا، کھڑا ہو جاتا اور بلند آواز سے کہتا کہ:

"حضرت پیر دستگیر شفیع وقت رہئے۔

ترجمہ: اے حضرت پیر دستگیر ہمارے شفیع وقت رہئے۔

حضرت محبوب الٰہی نے میر کارواں سے دریافت فرمایا کہ:

"تمہارے پیر کون ہیں جن کو تم پکارتے ہو اور مدد طلب

Marfat.com

کرتے ہو؟"
اس شخص نے جواب دیا کہ:
"میرے پیر حضرت قطب العالم شیخ فریدالدین گنج شکر ہیں۔
میں انہیں یاد کرتا ہوں۔"
یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی کی حضرت بابا فریدالدین گنج شکر سے عقیدت میں، اور اضافہ ہوگیا۔

اجودھن کے راستے میں سرسہ پڑتا تھا۔ سرسہ سے دو راستے جاتے تھے۔ ایک راستہ ملتان کو جاتا تھا اور دوسرا راستہ اجودھن کو۔ سرسہ پہنچ کر حضرت محبوب الٰہی تین روز رُکے۔ کبھی ملتان کا خیال ہوتا اور کبھی اجودھن کا۔ تیسرے دن رات کو آپ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آں حضرت نے فرمایا:
"اے نظام الدین! اجودھن کا راستہ پکڑو۔"
اب آپ بغیر کسی پس وپیش کے "فرید فرید" کہتے ہوئے اجودھن کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں

آپ راستہ طے کرتے ہوئے، آخر کار منزلِ مقصود پر پہنچے۔ بدھ کے دن ۱۱۔ رجب المرجب ۶۵۵ھ میں آپ اجودھن میں داخل ہوئے[۱] بعد نماز ظہر حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

---

[۱] فرشتہ نے جمعرات کا دن لکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے آپ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا :

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

ترجمہ : اے کہ تیرے فراق کی آگ نے دلوں کو کباب کر دیا
(اور) تیرے اشتیاق کے سیلاب نے جانوں کو خراب کر دیا۔

حضرت محبوب الٰہی پر دہشت کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ اپنا حال عرض نہ کر سکے، آپ اس قدر ہی کہنے پائے تھے کہ "اشتیاق پائے بوسی غظیم غالب تھا" حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے یہ حال دیکھ کر زبان فیض ترجمان سے فرمایا :

"لِکُلِّ دَاخِلٍ دَهْشَة"

حضرت محبوب الٰہی اس واقعہ کا خود ذکر فرماتے ہیں : [1]

"جب میں جناب شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنجناب نے آثار دہشت میرے اندر ملاحظہ کیے" فرمایا :

مرحبا خوش آمدی وصفا آوردی واز نعمت دینی و دنیوی انشاءاللہ برخوری۔

ترجمہ : شاباش۔ خوب آئے۔ انشاءاللہ دین اور دُنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو گے۔

بیعت اور خلافت حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے اسی روز حضرت محبوب الٰہی کو وہ ٹوپی دی، جو آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ ٹوپی کے علاوہ آپ کو اور تبرکات بھی عطا کیے، خرقہ، نعلین چوبیں مصلّے

---

[1] فوائد الفوائد۔ فرشتہ صفحہ ۲۹۲

Marfat.com

اور عصا آپ کے سپرد فرمایا۔ پھر حضرت محبوب الٰہی سے مخاطب ہو کر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے فرمایا کہ :

"اے نظام الدین! میں چاہتا تھا کہ ولایت ہندوستان کسی اور کو دوں مگر تم راستے ہی میں تھے کہ مجھ کو غیب سے ندا پہنچی کہ ابھی ٹھہرے رہو۔ نظام بدایونی آنے ہیں اور وہی اس ولایت کے لائق ہیں۔ انہیں کو دینا چاہئے"۔

اس وقت حضرت محبوب الٰہی کی عمر شریف بیس سال کی تھی۔

اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق آپ اجودھن میں رہنے لگے۔ ایک دن حضرت محبوب الٰہی نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا :

"میرے واسطے کیا حکم ہے، اگر ارشاد ہو، پڑھنے پڑھانے کو موقوف کر کے اوراد و نوافل میں مشغول ہوں"۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے جواب دیا :

"میں کسی کو پڑھنے پڑھانے سے منع نہیں کرتا۔ یہ بھی کرو، وہ بھی کرو۔۔۔ درویش کو قدرے علم ضروری ہے"۔

آپ کا شجرہ بیعت حسب ذیل ہے :

شجرۂ بیعت

نظام الدین وہو من حضرت بابا فرید الدین مسعود وہو من حضرت قطب الدین بختیار کاکی وہو من حضرت خواجہ معین الدین سنجریؒ وہو من حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی وہو من حضرت حاجی شریف زندانی چشتیؒ وہو من حضرت قطب الدین مودود چشتیؒ وہو من حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ وہو من خواجہ ابو محمد چشتیؒ وہو من خواجہ احمد ابدال چشتیؒ وہو من حضرت

Marfat.com

خواجہ ابو اسحاق شامی چشتیؒ وہو من حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری وہو من شیخ امین الدین ہبیرۃ البصریؒ وہو من حضرت شیخ سدید الدین حذیفۃ المرعشی وہو من حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی وہو من حضرت خواجہ ابو فضیل بن عیاضؒ، وہو من حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید وہو من حضرت حسن بصری وہو من امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

پیر و مرشد کی خدمت میں

اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں سات ماہ اور کچھ دن رہ کر آپ ان کے فیوض علمی اور روحانی تصرفات سے مالا مال ہوئے۔ دہلی کو روانگی سے قبل حضرت بابا صاحب نے خرقۂ خاص جو آپ کو خواجگان چشت سے پہنچا تھا آپ کو پہنایا تھا اور اسی روز ۲. ربیع الاول ۶۵۶ھ کو آپ کو خلافت نامہ عطا فرمایا۔ خلافت عطا کرنے کے بعد حضرت بابا فرید گنج شکر نے آپ کو یہ دعا دی۔

اَسْعَدَکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ وَرَزَقَکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا

ترجمہ : دونوں جہان میں خدا تعالے تجھ کو نیک بخت کرے، اور علم نافع و عمل مقبول روزی فرمائے۔

یہ دعا دے کر آپ کو تاکید کی کہ مجاہدہ میں بہت کوشش کرنا۔ آپ کو دہلی رخصت کرتے وقت حضرت بابا فرید گنج شکر نے ارشاد فرمایا کہ:

" مولانا نظام الدین کو بحکم الٰہی میں نے ہندوستان کی ولایت بخشی۔ اور اس ملک کو ان کی پناہ میں چھوڑا اور اپنا صاحب سجادہ کیا۔"

Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے خلافت نامہ عطا فرماتے وقت
حضرت محبوب الٰہی کو تاکید فرمائی تھی کہ وہ خلافت نامہ ہانسی میں مولانا جمال الدین
کو اور دہلی میں قاضی منتخب کو دکھالیں۔ حضرت محبوب الٰہی اپنے پیرو مرشد سے
رخصت ہو کر مولانا جمال الدین کے پاس ہانسی پہنچے اور ان کو حضرت بابا فرید
گنج شکر کا عطا کردہ خلافت نامہ دکھایا۔ مولانا جمال الدین بہت خوش ہوئے ا
خلافت نامہ پر یہ شعر لکھ دیا :

ہزاراں درود و ہزاراں سپاس
کہ گوہر سپردند بگوہر شناس

ترجمہ : ہزاروں درود اور ہزاروں شکر کہ گوہر سپرد کیا گوہر شناس کے۔

واپسی دہلی اجودھن سے دہلی واپس آکر آپ باصد رعنائی وزیبائی پیرانِ چشت
کی مسند پر متمکن ہوئے اور خلق اللہ کو رشد و ہدایت کرنے میں مشغول ہوئے
آپ تیس برس اپنے پیرو مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی حیات میں
اجودھن حاضر ہوئے اور ان کی وفات کے بعد سات مرتبہ روضۂ مبارک کی زیارت
سے مشرف ہوئے۔

ریاضات و مجاہدات دہلی واپس آکر آپ نے اپنے پیرو مرشد کے فرمان
کے مطابق ریاضت و مجاہدہ میں وقت گزارا۔ آپ
دنیا کی تمام مرادوں، آرزوؤں اور تمناؤں سے الگ ہو گئے اور یادِ الٰہی میں مشغول
رہنے لگے۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

سکونت میں تبدیلی آبادی میں رہنے سے آپ کو عبادات میں مخلوق کے
اژدہام سے خلل کا اندیشہ تھا۔ آپ ایسی جگہ رہنا
چاہتے تھے کہ جہاں سکون و اطمینان کے ساتھ عبادت میں مشغول رہیں۔ آپ اس فکر

Marfat.com

ں تھے کہ کہاں جائیں اور کہاں رہیں کہ ایک روز آپ حوض رانی کے پاس ایک باغ میں فروکش ہوئے۔ بعد ادائیگی نماز آپ نے دعا مانگی :

" خداوندا ! میں اپنے اختیار سے کہیں رہنا نہیں چاہتا۔ جس جگہ تیری بہتری ہو۔ وہاں مجھ کو رکھ۔"

ابھی آپ دُعا میں ہی مشغول تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی :

"تیری جگہ غیاث پور ہے۔"

آپ بفرمانِ الٰہی غیاث پور میں رہنے لگے۔

غیاث پور ایک چھوٹا سا گاؤں تھا لیکن کچھ عرصہ میں ہی امراء و روساء اور عمائدین شہر کی آمدورفت اس طرف بڑھ گئی تھی۔ آپ نے غیاث پور سے سکونت ترک کرکے شہر میں رہنے کا خیال کیا۔ کیوں کہ وہاں لوگوں کی آمدورفت کم تھی۔ اتفاقاً آپ کی ایک خوب صورت نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا :

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی   کہ انگشت نمائے عالمی خواہی شد
امروز کہ زلفت دلِ خلقے بربود   در گوشہ نشستنت نمی دارد سود

اس نوجوان نے محبوب الٰہی کی خدمت میں عرض کیا کہ :

"۔۔۔ یہ کیا قوت اور کیا حوصلہ ہے کہ خلق سے جدا ہو کر گوشہ خلوت ڈھونڈتے پھریں ۔۔۔۔"

حضرت محبوب الٰہی نے اپنا ارادہ بدل دیا، اور مصمم ارادہ کیا کہ اب کہیں اور نہیں جائیں گے۔ غیاث پور ہی میں رہیں گے۔ آپ نے باقی عمر غیاث پور ہی میں گزاری۔ ضیاء الدین وکیل عمادالملک نے وہاں ایک شاندار عمارت تعمیر کرائی۔[۵]

---

۵ سیر الاولیاء۔ روضۃ الاقطاب

Marfat.com

آخری ایام

حضرت محبوب الٰہی نے حیاتِ ظاہری کے آخری دنوں میں کھانا پینا بہت ہی کم کر دیا تھا۔ وفات شریف سے چالیس روز پہلے آپ نے کھانا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ ایک روز شوربا آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ نے پینے سے انکار کیا اور فرمایا:

"جس کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق ہوں اس کو طعام دُنیا سے کیا کام۔"

آپ نماز کئی کئی مرتبہ ادا فرماتے اور دریافت فرماتے کہ نماز ادا کی ہے یا نہیں خداوند تعالیٰ کے سامنے بار بار سجدہ کرتے تھے اور بہت روتے تھے[1] یہ مصرعہ آپ کے وردِ زبان تھا:

میرویم و میرویم و میرویم

ترجمہ: ہم جاتے ہیں اور ہم جاتے ہیں اور ہم جاتے ہیں۔

گھر میں کسی قسم کی کوئی چیز نہیں رکھی۔ اقبال کو حکم دیا کہ سب غلہ فقراء کو تقسیم کر دے[1]

تبرکات کی تقسیم

وقت رخصت جب قریب پہنچا تو آپ نے ایک مصلیٰ خاص، دستار اور پیراہن مولانا برہان الدین غریب کو دے کر دکن کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ایک دستار، پیرہن اور مصلیٰ شیخ یعقوب کو عطا فرما کر گجرات کی طرف جانے کی اجازت دی. مولانا شمس الدین یحییٰ کو بھی آپ نے ایک دستار مصلیٰ اور پیرہن عطا فرمایا[2]

حضرت نصیر الدین چراغ رح بھی اس روز خدمت میں حاضر تھے لیکن اس روز

---

[1] فرشتہ [2] سیر العارفین۔

Marfat.com

آپ کو کچھ عطا نہ کیا۔ سب کو تعجب تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے بدھ کے روز بعد نماز ظہر حضرت نصیر الدین چراغؒ کو طلب فرمایا اور عصا، مصلّا، تسبیح، نعلین چوبیں اور خرقہ اور حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کے دیگر تبرکات آپ کے سپرد فرمائے پھر حضرت نصیرالدین چراغ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ :

"تم کو دہلی میں رہ کر لوگوں کی جفا و قضا اٹھانی چاہیئے"۔

وفات شریف آپ چار مہینے اور کچھ دن بیمار رہے اور اٹھارہ ربیع الثانی ۷۲۵ھ بروز بدھ بعد طلوع آفتاب جوار رحمت میں داخل ہوئے۔

آپ کے جنازہ کی نماز شیخ الاسلام حضرت رکن الدین ملتانی نے پڑھائی۔

جنازۂ مبارک کو جب دفن کے واسطے لے جارہے تھے، قوال شیخ سعدی کی مشہور غزل گا رہے تھے، جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

سرو سیمارا بصحرا می روی
نیک بد عہدی کہ بے مانی روی

قوال جب اس شعر پر پہنچے :

اے تماشہ گاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشہ می روی

جسم اقدس میں جنبش پیدا ہوئی۔ حال اور وجد جنازۂ مبارک پر طاری ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت مولانا رکن الدین نے سماع بند کرا دیا۔[۱]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے جنازہ سے ہاتھ نکالا اور فرمایا :

---

[۱] سبع سنابل

Marfat.com

"من نمی روم"

ترجمہ : میں نہیں جاتا ہوں۔

آپ کے خلیفۂ اکبر اور جانشین حضرت نصیرالدین چراغ نے عرض کیا:

شیخا شیخا باش، دست درکش قدم سید درمیان است۔

حضرت محبوب الٰہی نے اسی وقت ہاتھ کھینچ لیا۔

آپ کا مزار پُر انوار غیاث پور (دہلی کے قریب جس کو اب نظام الدین کہتے ہیں) میں واقع ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بڑے تزک و احتشام سے ہوتا ہے۔

آپ کے خلفاء حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ آپ کے خلیفۂ اکبر اور جانشین ہیں۔ آپ کے خاص خاص خلفا حسب ذیل ہیں:

حضرت امیر خسرو۔ مولانا شمس الدین محمد بن یحییٰ۔ شیخ قطب الدین منور۔ مولانا فخرالدین نذاوی۔ مولانا حسام الدین ملتانی۔ خواجہ ابوبکر مندہ۔ مولانا شہاب الدین امام۔ امیر حسن بن علا السنجری مولانا برہان الدین غریب۔ مولانا وجیہہ الدین یوسف کلاکھڑی عرف چندیری۔ مولانا علاءالدین نیلی۔ مولانا فخرالدین مروزی۔ مولانا فصیح الدین۔ مولانا کریم الدین سمرقندی۔ خواجہ موئدالدین۔ مولینا ضیاءالدین برنی۔ قاضی محی الدین کاشانی۔

سیرت پاک آپ نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔ تمام عمر تجرد میں گزار دی۔

پیرو مرشد سے محبت آپ کو اپنے پیر دستگیر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر سے انتہائی محبت تھی۔ آپ کا اخلاص خلوص، فرمانبرداری اور حسن اعتقاد آپ کی سعادت کی دلیل ہے اور اس کی بدولت

Marfat.com

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے آپ کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ آپ کے دل میں اپنے پیر و مرشد کی طرف سے اخلاص و اعتقاد روز بروز بڑھتا رہا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر اکثر فرمایا کرتے تھے[1]

"....لیکن یہ غریب مولانا نظام جس روز سے میرے پاس آیا ہے اور مرید ہوا ہے اس کے اخلاص و اعتقاد میں خلل واقع نہیں ہوا"

ایک مرتبہ آپ کے پیر و مرشد نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ[2]

"مرید و فرزند کو راسخ ایسا ہونا چاہئے جیسے کہ نظام ہیں"

آپ نے اپنے پیر و مرشد کو ایک خط میں ایک رباعی لکھی تھی۔ اس رباعی سے آپ کے خلوص محبت اور اعتقاد کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کچھ دن بعد آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے وہ رباعی پڑھنے کو کہا۔ جب آپ نے وہ رباعی پڑھی تو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ ذوق و شوق کی حالت میں رقص کرنے لگے۔ وہ رباعی یہ ہے:

زاں روئے کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مرد مک دیدہ نشانند مرا
لطف و کرمت زغایتے فزودہ است	ورنہ من کیم و خلق چہ دانند مرا[3]

شانِ محبوبی ولی کامل جب قطبیت اور فردانیت کے درجوں سے گذر جاتا ہے اور مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتا ہے اس وقت وہ مظہر اسرار الٰہی ہو جاتا ہے اور اس کا ارادہ خداوند تعالٰے کا ارادہ ہو جاتا ہے۔[4]

---

[1] فوائد الفواد [2] راحت القلوب [3] فوائد الفواد میں دوسرا شعر اس طرح ہے:
لطفِ عاست عنایت فزمودہ است ۔ ورنہ چہ کیم خلق چہ دانند مرا [4] سیر الاولیاء

Marfat.com

حضرت محبوب الٰہی غوثیت اور فردانیت کے مراتب سے گذر کر مرتبہ محبوبی پر پہنچے تھے۔[1] مرتبہ محبوبی کی شان آج بھی آپ کے مزار پُرانوار سے ظاہر ہے، آپ کے پاس سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ عود کا گمان ہوتا تھا۔

فقر و فاقہ آپ کا ابتدائی زمانہ بہت ہی عسرت اور تنگی میں گذرا۔ اس زمانے میں آپ کے پاس ایک جیتل (ایک سکہ) بھی نہ تھا کہ جس سے دو تین روٹیاں خرید لیتے۔[2]

فتوحات ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے یہاں آشِ جو پک رہا تھا۔ ناگاہ ایک فقیر جو گدڑی پہنے ہوئے تھا آپ کے پاس آیا، اور آپ سے کہا کہ جو کچھ پکا ہو لاؤ۔ آپ نے آشِ جو کی پکتی اور جوش کھاتی ہوئی ہانڈی اس گدڑی پوش فقیر کے سامنے لاکر رکھ دی۔ اس فقیر نے بغیر انتظار کئے ہوئے ویسے ہی کھانا شروع کیا۔ کھانے کے بعد اس نے ہانڈی کو زمین پر دے مارا اور حضرت محبوب الٰہی سے مخاطب ہو کر کہا:

"مولانا نظام الدین! نعمت باطنی سے تم کو بابا فرید الدین نے سرفراز کیا ہے اور تمہارے فقرِ ظاہر کی ہانڈی میں نے توڑ دی۔"

اس روز سے فتوحات اس قدر شروع ہوئیں کہ شمار اور حساب سے باہر ہیں۔[3] آپ پر چاروں طرف سے فتوحات کے دروازے کشادہ ہوتے۔

لنگر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے آپ کو دعا دی تھی کہ:

"خدا کرے ستر (۷۰) من نمک روزانہ تمہارے باورچی خانے میں خرچ ہو۔"[4]

---

[1] بحر المعانی [2] روضۃ الاقطاب [3] خیر المجالس [4] تذکرۃ الاتقیاء

Marfat.com

آپ کے پیر و مرشد کی یہ دعا قبول ہوئی۔ آپ کے باورچی خانے میں روزانہ ستر من نمک خرچ ہوتا تھا۔ ستر اونٹ پیاز دلہن کے چھلکے روز آپ کے باورچی خانے سے نکلتے تھے۔

دنیا سے نفرت آپ دنیا اور اہلِ دنیا سے بے تعلق تھے۔ شاہانِ وقت کو آپ کی زیارت کی تمنا رہتی۔

سخاوت آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا، شام تک سب خرچ ہو جاتا[1] ایک مرتبہ غیاث پور میں آگ لگی۔ بہت سے مکانات جل گئے۔ حضرت محبوب الٰہی کو لوگوں کی اس تکلیف اور بربادی سے صدمہ ہوا۔ آپ نے خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ جن لوگوں کے مکانات جل گئے ہیں، ان کو دو خوان کھانا۔ دو پانی کے مٹکے اور دو اشرفیاں پہنچا دی جائیں۔ خواجہ اقبال نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے یہاں سے بہت سے لوگوں کی پرورش ہوتی تھی اور بہت سے طلباء اور بہت سے حافظوں کو امداد دی جاتی تھی۔ آپ کی سخاوت اور دریا دلی پر شاہانِ وقت کو تعجب ہوتا تھا۔

ذوقِ سماع آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک جگہ سے گزر رہے تھے، وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کنوئیں پر چرس سے پانی کھینچ رہا ہے اور اپنے ساتھی سے چلا کر کہتا ہے:

"باہر رے بھیا باہر"

حضرت محبوب الٰہی نے جب یہ الفاظ سنے، آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ جو لوگ آپ کے ہمراہ تھے وہ راستے میں یہی پڑھتے رہے[2]

---

[1] خیر المجالس [2] سبع سنابل

Marfat.com

عظمت و بزرگی حضرت محبوب الٰہی سے ایک دفعہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا:

"تم فلک الفقراء المساکین ہو"

ایک مرتبہ مولانا وجیہہ الدین پائلی کی کوئی مشکل حضرت خواجہ خضر نے حل کردی۔ مولانا نے حضرت خواجہ خضر سے دریافت کیا کہ:

"اگر آئندہ مجھ کو مشکل درپیش ہو تو مجھ سے کہاں ملاقات ہوگی"

انہوں نے جواب دیا:

"حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے مطبخ میں"

ایک روز خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین سنجری کی مردان غیب سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے ایک نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ:

"اے خواجہ! آپ نے دنیا کے شہروں میں ایک شور برپا کردیا ہے"

خواجہ غریب نواز نے یہ سن کر تعجب سے فرمایا:

"میں نے؟"

اس ابدال نے عرض کیا:

"نہیں"

پھر آپ نے دریافت کیا:

"قطب الدین نے"

اس ابدال نے جواب دیا:

"نہیں"

پھر آپ نے دریافت فرمایا تو:

Marfat.com

"کیا فریدالدین نے"
اس ابدال نے جواب دیا:
"نہیں"
پھر آپ نے دریافت فرمایا:
"نظام الدین نے"
اس ابدال نے کہا:
"جی ہاں۔ انہوں نے"
حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ:
"وہ تو مجھ سے چوتھے درجے میں ہیں"
اس ابدال نے عرض کیا:
"آپ کے فرزندوں سے جو بات ہو گی وہ بھی آپ ہی کی طرف منسوب کی جائے گی" [1]

عبادات آپ رات کو حجرے میں تنہا رہتے تھے۔ کسی کی مجال نہیں تھی کہ حجرے میں داخل ہو۔ حجرے کا دروازہ رات کو بند رہتا تھا۔ صبح کے وقت آپ کی آنکھیں مست و مخمور نظر آتیں۔ رات کو جاگنے کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سرخ رہتیں [2] حضرت امیر خسروؒ کا یہ شعر اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تو شبانہ می نمائی بہرے کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

علمی ذوق آپ نے اپنے پیر و مرشد کی مجالس کے حالات قلم بند فرمائے ہیں۔ اس کتاب کا نام آپ نے "راحت القلوب" رکھا۔ اس میں بابا

---

[1] سراج الہدایت [2] اخبار الاخیار

Marfat.com

فریدالدین گنج شکر کے ملفوظات بابرکات آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

آپ کا مذاق سخن آپ کی حسب ذیل نعت سے ظاہر ہے۔

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دُعا گو سلام برخواں
بگرد شاہِ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں
بہ باب رحمت گہے گذر کُن بہ باب جبریل گہے جبیں سا
سلام ربی علی نبی گہے بہ باب سلام برخوان
بشوز من صورتِ مثالی نماز بگذار اندر آں جا
بہ لحن خوش سورۃ محمد تمام اندر قیام برخواں
بند بچندیں ادب طرازی سر ارادت بخاک آں کو
صلوٰۃِ وافر بہ روحِ پاک جناب خیرالانام برخواں
بہ لحن داؤد ہم نوا شو بہ نالۂ درد آشنا شو
بہ بزم پیغمبراں غزل را زعبدِ عاجز نظام برخواں

آپ کی تعلیمات

آپ کی تعلیمات اسرار الٰہی کے اشارات ہیں۔ یہ ایسے غیبی جواہرات ہیں، جو انمول ہیں۔ ذیل میں آپ کی چند مجالس کا حال پیش کیا جاتا ہے۔

ترکِ دُنیا

حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا: [1]

"ہمت بلند رکھنی چاہئے اور دنیا کی آلائشوں میں نہیں پھنسنا چاہئے، حرص و شہوت چھوڑ دینی چاہئے۔"

---

[1] فوائد الفوائد (اردو ترجمہ) ص۴

Marfat.com

ایک دوسری مجلس میں آپ نے فرمایا : [1]

"اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور رات کو جاگتا ہے اور حاجی ہو تو بھی اصل اصول یہ ہے کہ دُنیا کی راستی اس کے دل میں نہ ہو۔"

تلاوتِ قرآن

آپ نے فرمایا کہ [2]

"جب پڑھنے والے کو کسی آیت کے پڑھنے سے ذوق اور راحت حاصل ہو تو اسے بار بار پڑھنا چاہیئے۔ تلاوت اور سماع کی حالت میں جو سعادت حاصل ہوتی ہے، اس کی تین قسمیں ہیں : انوار احوال اور آثار۔ وہ تین عالم یعنی ملک، ملکوت اور جبروت سے نازل ہوتی ہیں اور وہ تین مقامات ارواح، قلوب اور جوارح پر نازل ہوتی ہیں۔ انوار ملکوت سے ارواح پر۔ احوال جبروت سے قلوب پر اور آثار ملک سے جوارح پر۔"

صدقہ

صدقے کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ : [3]

"جب صدقے میں پانچ شرطیں ہوں تو بے شک صدقہ قبول ہوتا ہے۔ ان میں سے دو عطا سے پہلے، دو عطا کے وقت اور ایک بعد میں ہوتی ہے۔ عطا سے پہلے کی دو شرطیں یہ ہیں کہ جو کچھ دے وہ حلال کی کمائی ہو، دوسرے کسی نیک مرد کو دے جو اسے بُرے کام میں خرچ نہ کرے۔

عطا کے وقت کی دو شرطیں یہ ہیں کہ اول تواضع اور ہنسی

---

[1] فوائد الفوائد صـ ۶۹ [2] فوائد الفوائد صـ ۲۸، ۲۹۔ [3] فوائد الفوائد صـ ۲۹۔

Marfat.com

خوشی سے دے۔ دوسرے پوشیدہ دے۔ بعد کی شرط یہ ہے کہ جو دے اس کا نام تک نہ لے بلکہ بھول جائے۔"

صبر و رضا

صبر و رضا کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ: [1]

"صبر اس بات کا نام ہے کہ جب کوئی خلافِ طبع بات بندے کو پہنچے تو اس کی شکایت نہ کرے لیکن رضا اس بات کا نام ہے کہ مصیبت سے کسی طرح کی اسے کراہت نہ ہو۔ ایسا معلوم ہو کہ گویا اس پر مصیبت نازل ہی نہیں ہوئی۔"

توکّل

توکّل کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: [2]

"توکّل کے تین مرتبے ہیں: پہلا مرتبہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو اپنے دعوے کے لئے وکیل کرے اور وہ وکیل اس شخص کا دوست بھی ہو اور عالم بھی تو وہ موکل بالکل بے کھٹکے ہو گا کہ میں ایسا وکیل رکھتا ہوں جو دعوے کے کاموں میں بھی دانا ہے اور میرا دوست بھی ہے۔ اس صورت میں توکل بھی ہو گا اور سوال بھی۔ یہ توکل کا پہلا درجہ ہے کہ توکل بھی اور سوال بھی۔

دوسرا مرتبہ توکّل کا یہ ہے کہ ایک شیر خوار بچہ ہو جس کی ماں اُسے دودھ پلاتی ہو، اسے توکّل ہی ہو گا۔ سوال نہ ہو گا۔ بچہ یہ نہیں کہتا کہ مجھے فلاں وقت دودھ دینا۔ صرف روتا ہے، لیکن تقاضا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کہتا ہے کہ مجھے دودھ دے۔ اس کے دل میں شفقتِ مادری کا پورا بھروسہ ہوتا ہے۔

توکّل کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ کہ وہ مردہ نہ حرکت کرتا ہے نہ سوال۔ جس طرح نہلانے والا چاہے

---

[1] فوائد الفواد ص۱۳۱۔ [2] فوائد الفواد ص۱۴۲۔

Marfat.com

اسے حرکت دے اللہ دھوئے، یہ درجہ بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔

طاعت کی قسمیں

آپ نے فرمایا کہ:

"طاعت لازمی اور متعدی ہے۔ لازمی وہ ہے جس کا نفع صرف کرنے والے کی ذات کو پہنچے اور یہ نماز، روزہ، حج، درود اور تسبیح ہے۔

متعدی وہ ہے جس سے اوروں کو فائدہ پہنچے۔ انفاق، شفقت، غیر کے حق میں مہربانی کرنا وغیرہ۔ اسے متعدی کہتے ہیں، اس کا ثواب بے شمار ہے۔ لازمی طاعت میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے تاکہ قبول ہو۔ لیکن متعدی طاعت خواہ کسی طرح کی جائے ثواب مل جاتا ہے۔"

دعا کرنے کا طریقہ

آپ نے فرمایا کہ: [1]

"دعا کے وقت کئے ہوئے گناہوں کا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے اور نہ ہی کی ہوئی عبادت اور طاعت کا۔ اگر ایسا کرے اور دعا قبول نہ ہو تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ اگر گناہ کا خیال دل میں لائے تو دعا کے ایقان میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ پس دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھنی چاہئے، اور یقین رکھنا چاہئے کہ یہ دعا ضرور قبول ہو جائے گی۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"دونوں ہاتھ دعا کے وقت کھلے رکھنے چاہئیں اور سینے کے

---

[1] فوائد الفواد ص۵۔

Marfat.com

برابر- اور یہ بھی آیا ہے کہ دونوں ہاتھ ملا کر رکھنے چاہئیں۔ اور بہت اوپر- ایسی شکل اختیار کرنی چاہئے کہ ابھی کوئی چیز ملے گی۔"

ایمان کامل

آپ نے فرمایا کہ[1]:

"حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھنی چاہئے۔"

پھر آپ نے فرمایا کہ:

"آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کی نگاہ میں تمام خلقت مچھر سے بھی کم حقیقت نہ معلوم ہو۔"

مشغولیٔ حق

مشغولی حق کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ:[2]

"اصل کام یادِ حق ہے اور اس کے سوا جو ہے سب یاد حق کا مانع ہے۔"

اقسامِ رزق

آپ نے فرمایا کہ:[3]

"مشائخ کا قول ہے کہ رزق چار قسم کا ہوتا ہے:

(۱) رزق مضمون (۲) رزق مقسوم (۳) رزق مملوک (۴) اور رزق موعود- رزق مضمون وہ ہے جو کھانے پینے وغیرہ کی چیزیں اور آدمی سے ہو- اس رزق کا اللہ تعالیٰ ضامن ہوتا ہے۔"

رزق مقسوم وہ ہے جو ازل میں اس کے حصہ میں آچکا ہے، اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔

---

[1] فوائد الفواد ص۸۲ [2] فوائد الفواد ص۸۴، [3] فوائد الفواد ص۸۵

Marfat.com

رزق مملوک وہ ہے جو ذخیرہ کیا جاتے۔ مثلاً روپیہ، پیسہ، کپڑا اور اسباب۔
رزق موعود وہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے نیک بندوں سے کیا ہے :

تحمل

تحمل کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ :
"لوگ آپس میں تین طرح کا سلوک کرتے ہیں :
اوّل وہ لوگ جن سے کسی کو نہ فائدہ پہنچتا ہے اور نہ نقصان، ایسے لوگ بمنزلہ جمادات ہیں۔
دوسرے وہ جن سے فائدہ پہنچتا ہے، لیکن نقصان نہیں پہنچتا۔
تیسرے ان دونوں سے اچھے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر انہیں دوسروں کی طرف سے نقصان پہنچے تو وہ اس کا بدلہ نہیں لیتے بلکہ برداشت کرتے ہیں، جو صدیقوں کا کام ہے۔"

سماع

آپ نے فرمایا : [1]
جب چند چیزیں موجود ہوں تو سماع سننا چاہیئے۔ وہ چیزیں یہ ہیں۔ مسمع۔ مسموع۔ مستمع اور آلاتِ سماع ... مسمع کہنے والے کو کہتے ہیں جو بالغ اور مرد ہو۔ نہ کہ لڑکا یا عورت۔
مسموع جو کچھ وہ گاتے وہ فحش اور فضول نہیں ہونا چاہیئے۔ مستمع وہ جو سُنے۔ سننے والا بھی یادِ حق سے پُر ہو اور اس وقت باطل

---

[1] فوائد الفواد ص۲۔

Marfat.com

خیال نہ ہو۔ سماع کے آلات چنگ اور رباب وغیرہ ہیں۔ یہ مجلس میں نہیں ہونے چاہئیں۔ ایسا سماع حلال ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا:

"سماع ایک موزوں آواز ہے۔ یہ حرام کیوں کر ہو سکتی ہے۔ نیز اس میں قلب کو حرکت ہوتی ہے۔ اگر وہ حرکت یادِ حق کی وجہ سے ہو تو مستحب ہے اور اگر بُرے خیال سے ہو، تو حرام ہے"

اقوال

آپ کے چند اقوال حسب ذیل ہیں:

اصل دانائی یہ ہے کہ دنیا کو ترک کیا جائے۔

- درویش کو چاہئے کہ نہ خوشی سے خوش ہو نہ غمی سے غمناک۔
- جب ایک مرتبہ پیٹ بھر جائے تو پھر اور نہیں کھانا چاہئے۔ البتہ دو شخصوں کو کھانا جائز ہے۔ ایک وہ جس کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہوں، اور وہ اُن کی خاطر ان کے ساتھ مل کر اور کچھ کھالے اور دوسرے وہ جو روزہ رکھتا ہے اور سمجھتا ہو کہ سحری کے وقت شاید کچھ نہ مل سکے۔
- مرد جب علم سیکھتا ہے تو اسے شرف حاصل ہوتا ہے اور جب طاعت کرتا ہے تو اس کے کام کی بہتری ہوتی ہے۔ اس موقع پر پیر کو چاہئے جو دونوں کو توڑ دے یعنی علم اور عمل دونوں کو اس کی نظر سے گرا دے گا کہ خود پسندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔
- تین وقتوں میں نزول رحمت ہوتا ہے۔ ایک سماع کی حالت میں۔ دوسرے وہ کھانا کھاتے وقت جو طاعت کی قوت کی نیت سے کھایا جائے اور تیسرا درویشوں کے حالات بیان کرتے وقت۔
- سالک جب پیر کی بیعت میں مستقیم ہو تو جو کچھ اس سے پہلے کر گزرا ہو اس کے لئے اس سے مواخذہ نہیں کیا جاتا۔

Marfat.com

- معاملے کے وقت اس قسم کی گفتگو کرنی چاہیئے، جس سے گردن کی رگیں نمودار نہ ہوں، یعنی تعصب اور غضب کی علامت نہ پائی جائے۔
- ہر ایک کا ظلم سہنا چاہیئے اور اس کا بدلہ لینے کی نیت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔
- جس میں علم و عقل و عشق ہو وہ خلافتِ مشائخ کے شایان ہوتا ہے۔
- اولیاء کا عشق ان کی عقل پر غالب ہوتا ہے۔
- جس کی طبع لطیف ہو وہ جلد ہی برہم ہو جاتا ہے۔

اوراد و وظائف

آپ نے فرمایا کہ دُعا نزولِ بلا سے پہلے کرنی چاہیئے۔ سحر کے وقت دُعا اکثر قبول ہوتی ہے۔ دُعا کے واسطے یہ وقت بہت اچھا ہے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر نے آپ کو بتایا کہ رقت و گریہ کے وقت دعا کو غنیمت سمجھنا چاہیئے، کیوں کہ اس وقت کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ تعویذ کو بازو پر باندھنا بہتر ہے۔ گلے میں لٹکانا نہیں چاہیئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکانے سے منع فرمایا ہے۔

آپ کے بعض اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں:

مُشکلات حل ہونے کے لئے

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ جب کوئی مشکل درپیش ہو تو مہینے کی پندرہویں شب باوضو قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ انتیس ہزار مرتبہ

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

پڑھے۔ ہر ہزار پر سر سجدہ میں رکھنا چاہیئے اور تیس بار آمین کہنا چاہیئے۔

اسمِ اعظم

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں اسم اعظم یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہے اور فارسی زبان میں اُمیدا اُمیدواران ہے۔

Marfat.com

بغیر اسباب کے خوش زندگی گذارنے کے واسطے

ہر روز سو مرتبہ یہ دعا پڑھنا چاہیے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

گم ہوئی چیز کے واسطے

آپ فرماتے ہیں کہ گم ہوئی چیز کے مل جانے کے واسطے حسب ذیل دعا پڑھنا چاہیے۔

یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ عَلَیَّ مَا لِیْ۔

دینی اور دنیاوی مراد کے واسطے

آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر حسب ذیل دعا کئی مرتبہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَفْتِحُکَ بِاسْمِ یَحْیٰی ابْنِ زَکَرِیَّا یَا مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط

دشمن پر غالب ہونے کے واسطے

آپ نے فرمایا کہ دشمن کے مقابل ہو کر حسب ذیل اسماء پڑھنا چاہئیں:

یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ

بیماری سے اچھا ہونے کے واسطے

آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بیماری سے اچھا ہونے کے واسطے حسب ذیل دعا لکھ کر باندھنا مفید ہے:

اَللّٰہُ شَافِیْ اللّٰہُ الْکَافِیْ اللّٰہُ الشَّافِیْ

حاجت پوری ہونے کے واسطے

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ حسب ذیل دعا حاجت پوری ہونے کے واسطے نہایت زود اثر ہے۔ یَا حَیُّ یَا حَلِیْمُ یَا عَزِیْزُ یَا کَرِیْمُ بجن کار صعب اسلیم بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط

Marfat.com

روزی فراخ ہونے کے واسطے

آپ نے فرمایا کہ روزی فراخ ہونے کے واسطے ہر رات کو سورۂ جمعہ پڑھنا چاہئے اور وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ کی تین مرتبہ یا سات مرتبہ یا اکیس مرتبہ تکرار کرنا چاہئے۔ اگر سورۂ جمعہ روزنہ پڑھ سکیں تو جمعہ کی ہر رات کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ وسعت رزق کے واسطے ہر روز صبح کے وقت کلمۂ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سو بار پڑھنا چاہئے۔

دُعائے ماثورہ

آپ نے فرمایا کہ جب رنج و بلا سے کسی طرح خلاصی نہ ہو تو جمعہ کے روز عصر کی نماز سے لے کر شام تک حسب ذیل تین اسماء کو پڑھتا رہے اور کوئی کام نہ کرے رنج و بلا سے نجات ملے گی۔

یَا اَللّٰہُ ۔ یَا رَحْمٰنُ ۔ یَا رَحِیْمُ

کشف و کرامات

حضرت محبوب الٰہی صاحب کشف و کرامات تھے لیکن ان چیزوں کی آپ کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہ تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کشف و کرامات راستہ میں حجاب ہیں۔ محبت میں کام استقامت سے نکلتا ہے۔ عاجز بن کر رہنا چاہئے تاکہ اصلی مقصد حاصل ہو۔ کرامتیں ظاہر کرنا بزرگی اور برگزیدگی کی دلیل نہیں۔ اسرار کو پوشیدہ رکھنا چاہئے لیکن اس کے واسطے بڑے حوصلے کی ضرورت ہے۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ سلوک کے سو درجے ہیں، سترواں درجہ کشف و کرامت کا ہے، جو سالک اس درجے میں رہ گیا وہ نہیں بڑھ سکتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ خارقِ عادت کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ معجزہ ۔ معجزہ پیغمبروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ کرامت ۔ کرامت اولیاء سے ظاہر ہوتی ہے۔

۳۔ معونت ۔ جب کوئی بات خلاف عادت بعض بے علم، اور

Marfat.com

بے عمل مجذوبوں اور دیوانوں سے ظاہر ہو، اسے معونت کہتے ہیں۔

۴۔ استدراج۔ جب کوئی خلافِ عادت بات ایسے لوگوں سے ظاہر ہو جو ایمان نہیں رکھتے، اس کو استدراج کہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ کرامت سے تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

پہلی چیز علم بے تعلیم۔ بغیر پڑھے لکھے عالم ہونا۔

دوسری چیز یہ ہے کہ اولیاء بیداری میں وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو عام لوگ خواب میں دیکھتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ جیسے عام لوگوں کا خیال خود ان کے اندر اثر کرتا ہے اولیاء کا خیال غیروں میں وہی اثر کرتا ہے۔

آپ کی بعض کرامات کا حال ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

ایک مرتبہ قاضی محی الدین کاشانی سخت بیمار ہوئے بظاہر آپ کے بچنے کی اُمید نہ تھی۔ حضرت محبوب الٰہی آپ کو دیکھنے تشریف لے گئے۔ قاضی صاحب جاں کنی کے عالم میں تھے۔ حضرت محبوب الٰہی کے قدموں کی برکت سے قاضی صاحب کی سب بیماری دُور ہو گئی۔ آپ نے کھڑے ہو کر حضرت محبوب الٰہی کو تعظیم دی۔

آپ کی خانقاہ میں باؤلی کھودی جا رہی تھی۔ پانی کھاری نکلا۔ ایک روز آپ سماع میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے خواجہ اقبال سے دوات، روشنائی، کاغذ اور قلم منگایا۔ آپ نے کاغذ پر کچھ لکھ کر خواجہ اقبال کو وہ کاغذ باؤلی میں ڈالنے کو دیا۔ پرچے کے ڈالنے سے پانی میٹھا ہو گیا[1]

---

[1] جامع الکلم۔

Marfat.com

آپ کے ایک مرید مولانا بدرالدین نے ایک مرتبہ رات کے وقت آپ کی دلیز پر ایک اونٹ کھڑا دیکھا۔ آپ اس اونٹ پر سوار ہوئے۔ اونٹ ہوا میں اُڑتا ہوا چلا گیا۔ آخر رات میں دیکھا کہ وہ اونٹ پھر واپس آیا اور حضرت محبوب الٰہی اونٹ پر سے اُترے اور خانقاہ میں تشریف لے گئے۔

آپ کے ایک مرید کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر آپ اس کو اپنا جھوٹا پانی دیں گے تو یہ آپ کی کرامت ہوگی۔ حضرت محبوب الٰہی اس کے خطرے سے آگاہ ہوئے اور آپ نے اپنا جھوٹا پانی اس کو عنایت فرمایا۔

دہلی کے ایک بادشاہ کا عجیب واقعہ ہے۔ سلطان غیاث الدین تغلق اگرچہ بظاہر محبوب الٰہی سے کچھ نہ کہتا تھا، لیکن دل میں آپ کی طرف سے کدورت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بنگال سے دہلی روانہ ہورہا تھا۔ اس نے حضرت محبوب الٰہی کو پیغام بھیجا کہ اس کے آنے تک وہ دہلی نہ ہوں اور اس کے بعد غیاث پور سے بھی چلے جائیں۔ آپ اس وقت کچھ رنجیدہ ہوئے اور آپ نے جواب دیا: [1]

"ہنوز دہلی دُور است"

یعنی ابھی دہلی دُور ہے۔

آخر کار ایسا ہوا کہ ابھی دہلی نہ پہنچا تھا کہ تغلق آباد کا محل غیاث الدین تغلق پر گرا، اور وہ مرگیا۔ اس کو دہلی پہنچنا نصیب نہ ہوا۔ اب بھی بطور ضرب المثل کے لوگ کہتے ہیں: "ہنوز دہلی دُور است"

---

[1] تاریخ فرشتہ ص ۲۹۸

Marfat.com

باب ۷

حضرت نصیر الدّین محمود چراغ دہلوی

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خاندانِ چشت کے روشن چراغ ہیں۔ آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے جانشین ہیں۔ آپ مردِ میدانِ دین ہیں، اور فردِ میدانِ یقین ہیں۔

خاندانی حالات آپ کے جدِ امجد حضرت شیخ عبد اللطیف نیروی خراسان کے رہنے والے تھے، وہاں سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے۔ ان کے لڑکے حضرت شیخ یحییٰ لاہور سے سکونت ترک کر کے اودھ میں رونق افروز ہوئے۔

والدین آپ کے والد حضرت شیخ یحییٰ اور آپ کی والدہ اودھ میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کے والد صوفی منش تھے۔ آپ کی والدۂ ماجدہ نہایت نیک تھیں۔ زیادہ وقت عبادت میں گذارتی تھیں۔ وہ اپنے زمانے کی رابعہ تھیں۔ آپ کے والد خوش حال تھے۔ پشمینہ فروخت کرتے تھے۔ آپ کے یہاں غلام بھی تھے۔[1]

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) ص ۲۳۸۔

Marfat.com

نسب نامۂ پدری آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے:

حضرت شیخ نصیر الدین محمود بن شیخ یحییٰ بن عبداللطیف بن یوسف بن عبدالرشید بن سلیمان بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ سلطان بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ بن حضرت واعظ اصغر بن واعظ اکبر بن اسحاق بن سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی بن شیخ سلیمان بن شیخ ناصر بن حضرت عبداللہ بن امیر المومنین حضرت عمرؓ بن خطاب۔

ولادت باسعادت آپ اودھ میں پیدا ہوئے۔

نام نامی آپ کا نام نصیر الدین ہے۔

خطاب آپ کا خطاب محمود ہے۔

لقب آپ کا لقب "چراغ دہلی" ہے۔ آپ کے چراغ دہلوی کہلانے کی چند وجوہات ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں گشت جب مکہ معظمہ پہنچے اور حضرت امام یافعیؒ سے ملے تو باتوں باتوں میں دہلی کے بزرگان کا ذکر آگیا۔ حضرت امام یافعی نے فرمایا:

"پہلے تو دہلی میں بہت بزرگان تھے۔ وہ سب واصل بحق ہو گئے۔"

پھر حضرت امام یافعیؒ نے فرمایا کہ:

"اب تو شیخ نصیر الدین اودھی کہ دہلی کے چراغ ہیں۔ باقی ہیں۔"[1]

---

[1] تاریخ فرشتہ (فارسی) ص ۲۹۹۔ سیر العارفین

Marfat.com

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال کچھ عرصے کے بعد مکہ معظمہ سے دہلی واپس آئے اور حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے بیعت ہوئے اور بعد ازاں خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے "چراغ دہلی" کہلانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ :

"ایک مرتبہ چند درویش بسلسلہ سیاحی دہلی آئے اور حضرت نظام الدین اولیاء سے ملے۔ وہ درویش حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتفاق سے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی بھی حضرت محبوب الٰہی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا، آپ نے عرض کیا :

"درویشوں کی طرف میری پیٹھ ہو جائے گی۔"

حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ :

"چراغ کی رو پشت نہیں ہوتی۔"

اپنے پیر و مرشد کے حکم موافق آپ بیٹھ گئے، آپ کی رو پشت یکساں ہوئی۔ جیسے کہ آپ آگے سے دیکھتے تھے۔ اب پشت کی طرف سے بھی دیکھنے لگے، اسی روز سے آپ "چراغ دہلی" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ نے جو حضرت محبوب الٰہی سے حسد رکھتا تھا اور جس کو اُن کا اقتدار ناپسند تھا، عین عرس کے موقع پر حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ کے واسطے تیل بند کر دیا۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے یہ واقعہ حضرت محبوب الٰہی کے گوش گذار کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا :

"باؤلی جو کھُد رہی ہے، اس میں کچھ پانی نکلا ہے۔"

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے عرض کیا :

Marfat.com

"حضور! ہاں نکلا ہے۔"

حضرت محبوب الٰہی نے حکم دیا:

"اسی کو چراغوں میں پُر کر کے روشن کرو۔"

آپ نے ایسا ہی کیا۔ تمام چراغ تیل سے نہیں پانی سے روشن ہو گئے—— حضرت نصیر الدین محمود سارے جہان میں چراغ دہلی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

بچپن کا صدمہ جب آپ کی عمر نو سال کی ہوئی، والد ماجد کا سایۂ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت والد کے انتقال کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت کا بار آپ کی والدۂ ماجدہ نے بحسن و خوبی اٹھایا۔ انہوں نے اپنی پوری ذمہ داری محسوس کی اور آپ کی تعلیم و تربیت میں بہت کوشش کی—— آپ کو مولانا عبدالکریم شیروانی کے سپرد کیا، اور اُن کی وفات کے بعد آپ نے مولانا افتخار الدین گیلانی سے تحصیلِ علم کی۔ آپ نے علوم ظاہری سے جلد فراغت حاصل کی، اور بیس سال کی عمر میں تمام علوم حاصل کر کے تعلیم کا سلسلہ ختم کیا۔

درویش کی صحبت آپ شروع ہی سے مجاہدۂ نفس میں لگے رہتے تھے۔ آپ نے ایک درویش کی صحبت میں رہنا شروع کیا۔ یہ درویش شہر سے دُور جنگل میں رہتے تھے۔ دُنیا سے اُن کو کچھ غرض نہ تھی۔ گھاس اور پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔

دہلی میں آمد آپ تینتالیس ۴۳ سال کی عمر میں دہلی میں رونق افروز ہوئے[1] دہلی پہنچ کر آپ حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے

[1] بعض کا خیال ہے کہ آپ کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی۔

Marfat.com

آپ ایک مدت تک حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں رہے۔

بیعت و خلافت

حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ بعد ازاں خرقۂ خلافت عطا کیا ——— آپ پر حضرت محبوب الٰہی کی خاص نوازش اور مہربانی تھی۔ آنحضرت نے آپ کو اپنا صاحب سجادہ اور جانشین بنایا۔ وہ تمام تبرکات جو آپ کو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر سے ملے تھے، حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی کے سپرد فرمائے اور نصیحت فرمائی کہ وہ ان تبرکات کو اسی طرح اپنے پاس رکھیں، جس طرح انہوں نے اور خواجگان چشت نے بصد احترام و ادب رکھا ہے۔

آپ کا شجرۂ بیعت اٹھارہ واسطوں سے امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

ایک واقعہ

حضرت بہاالدین زکریا کے مرید خواجہ محمد گازرونی ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہی کے پاس آئے۔ آپ اس رات خانقاہ میں رہے۔ جب تہجد کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے وضو کرنے کی غرض سے اپنی رضائی اتاری۔ رضائی ایک جگہ رکھ کر وضو کرنے چلے گئے۔ جب وضو کر کے واپس آئے تو اس جگہ رضائی کو نہ پایا۔ آپ خانقاہ کے خادم خواجہ محمد کو سخت سست کہنے لگے۔

حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی خانقاہ میں عبادت میں مشغول تھے۔ آپ نے جب یہ گفتگو سنی، آپ اٹھے اور اپنی رضائی خواجہ محمد گازرونی کو دے کر قصہ ختم کیا۔ کسی نے یہ خبر حضرت محبوب الٰہی کو پہنچائی۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو اوپر بلایا اور اپنی خاص رضائی آپ کو عطا کی، آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی، اور آپ کو دینی و دنیاوی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

پیر و مرشد کی خدمت میں معروضہ

کچھ تو پاسِ ادب کی وجہ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ حضرت امیر خسرو کو بارگاہِ محبوب الٰہی میں خاص قرب حاصل تھا۔ جب چاہتے تھے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے، آپ نے خود تو عرض نہیں کیا بلکہ حضرت امیر خسرو سے کہلوایا کہ شہر میں رہنے سے مشغولی میں فرق آتا ہے، عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے، لوگ ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر حکم ہو تو صحرا یا پہاڑ میں سکونت اختیار کر لوں اور وہاں سکون اور اطمینان کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوں۔

حضرت امیر خسرو نے حضرت محبوب الٰہی سے عرض کیا، حضرت محبوب الٰہی نے جواب دیا کہ: [1]

■ ان سے کہہ دو کہ شہر میں رہنا چاہیئے اور مخلوق کی جفا و قضا کو برداشت کرنا چاہیئے، اور اس کے بدلے ان کے ساتھ بذل و ایثار اور عطا کرنی چاہیئے۔

مجاہدات

آپ نے سخت سے سخت مجاہدے کئے۔ ایک مرتبہ نفس نے آپ کو پریشان کیا۔ آپ نے نفس کو مغلوب کرنے کی غرض سے اس قدر لیموں کھائے کہ آپ سخت بیمار ہو گئے۔

ایک دفعہ آپ نے دس روز تک کچھ نہیں کھایا۔ کسی نے حضرت محبوب الٰہی کو اس بات کی اطلاع کر دی۔ آنحضرت نے آپ کو اپنے سامنے بلایا۔ جب آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی نے خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ ایک روٹی لائیں۔ خواجہ اقبال ایک روٹی پر بہت سا حلوہ رکھ کر لاتے ——— حضرت

---

[1] سیر الاولیاء (فارسی) ص۲۴۷۔

Marfat.com

محبوب الٰہی نے آپ کو حکم دیا کہ وہ سب کھالیں۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ سب ایک مرتبہ میں کیسے کھائیں گے لیکن پیر و مرشد کا حکم کیسے ٹالتے۔ سب کھالیا۔

آپ کی وصیّت آپ نے شیخ زین الدین، اور شیخ کمال الدین کو وصیت فرمائی کہ ان کے وصال کے بعد ان کے شیخ کا خرقہ ان کی قبر میں ان کے سینہ پر اور کاسۂ چوبیں ان کے سرہانے اور تسبیح اُن کی انگلی میں، اور عصا اور نعلین ان کی برابر رکھ لیا۔[1]

وفات شریف اپنے پیر و مرشد کے تینتیس سال بعد آپ نے ۱۸۔ رمضان ۷۵۷ھ کو رحلت فرمائی[2] جس حجرے میں آپ رہتے تھے اسی میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ آپ کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

آپ کے خلفاء آپ کے بہت سے خلیفہ ہیں بعض مشہور خلفا حسب ذیل ہیں:

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز۔ حضرت شیخ کمال الدین (جو آپ کی بہن کے لڑکے ہیں) مخدوم جہانیان جہاں گشت۔ حضرت شیخ صدر الدین طبیب دولھا۔ حضرت سید محمد جعفر المکی الحسینی۔ مولانا علاء الدین سندیلوی۔ مولانا خواجگی۔ مولانا احمد تھانیسری۔ شیخ معین الدین خورد۔ قاضی عبد المقتدر بن قاضی رکن الدین۔ قاضی محمد شادی۔ مخدوم شیخ سلیمان ردولوی۔ شیخ محمد متوکل۔ شیخ دانیال عرف مولانا عود۔ مخدوم شیخ قوام الدین

---

[1] مراۃ الاسرار۔ [2] سیر الاولیاء (فارسی) ص ۲۴۲

Marfat.com

دہلی میں رہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز دہلی سے دکن تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ کمال الدین دہلی میں رہے۔

سیرتِ مقدس آپ کی ذات پسندیدہ اور اوصاف برگزیدہ تھے۔ آپ علم، عقل اور عشق میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ تحمل، بردباری اور ایثار میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ مخلوق کے جور و ستم پر صبر کرتے تھے۔ بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے تھے۔ آپ اہلِ ارادت کے لئے نظیر تھے۔ راہِ سلوک میں بے نظیر تھے۔ آپ ایک مثالی پیر تھے۔ عین جوانی میں جو کہ کامرانی کا زمانہ سمجھا جاتا ہے، آپ نے دُنیا کو ترک کر دیا تھا آپ امیر سے بے پرواہ تھے۔ وزیر سے کچھ غرض نہ رکھتے تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی پیروی میں ہمہ تن مشغول تھے۔ آپ کو سماع کا شوق تھا۔

عفو و درگذر ایک روز کا واقعہ ہے کہ ایک قلندر آپ کی خانقاہ میں آیا۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ وہ قلندر حجرہ میں داخل ہوا۔ خانقاہ میں اس کے حجرہ میں داخل ہونے کا کسی کو پتہ نہ چلا۔ اس نے آپ کے چہرۂ مبارک پر اٹھارہ زخم لگائے۔ آپ اس درجہ استغراق میں تھے کہ آپ کو کچھ پتہ نہ چلا۔ حجرہ کی نالی سے جب خون باہر نکلا تو لوگ حجرہ کے اندر آ گئے۔ قلندر کو پکڑا۔ آپ نے قلندر کو سزا دینے سے منع فرمایا۔ آپ نے اس قلندر کو ایک تیز رفتار گھوڑا، اور پچاس اشرفیاں مرحمت فرمائیں اور اس سے فرمایا کہ "جلد شہر سے باہر چلے جاؤ تاکہ تمہیں لوگ تکلیف نہ پہنچا سکیں۔" اس قلندر نے ایسا ہی کیا[1]

---

[1] تاریخ فرشتہ (فارسی) ص ۲۹۹۔

Marfat.com

شعر وسخن کا ذوق حسبِ ذیل غزل آپ کے شعر وسخن کی آئینہ دار ہے:

بے کارم و باکارم چوں مد بحساب اندر
گویا ئم و خاموشم چوں خط بکتاب اندر

اے زاہدِ ظاہر بیں از قرب چہ می پرسی
او درمن ومن در وے چوں بو بہ گلاب اندر

دریا است پُر از چشم لب تر نہ شود ہرگز
ایں طرفہ عجائب بیں تشنہ است بآب اندر

گہہ شادم و گہہ غمگیں از حال خودم غافل
می گریم و می خندم چوں طفل بخواب اندر

در سینہ نصیر الدیں جز عشق نمی گنجد
ایں طرفہ عجائب بیں دریا بحباب اندر

تعلیمات آپ کی بعض تعلیمات حسبِ ذیل ہیں:

پیر کی صفات آپ نے فرمایا کہ:
"اے درویش! راہ سلوک میں پیر اسے کہتے ہیں، جسے مُرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو، اور ہر لحظہ اور گھڑی مُرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے۔ اور اس کے آئینۂ باطن کو صاف کر سکے۔"

مُرید کے فرائض آپ نے فرمایا کہ:[1]
"صادق مُرید اسے کہتے ہیں جسے جو کچھ پیر حکم کرے،

---

[1] مفتاح العاشقین (اردو ترجمہ) ص۲۔

Marfat.com

بجا لائے اور جو کچھ اسے دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو حاضر و ناظر سمجھے۔ جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بد خیالات گذریں ان کا اظہار اپنے پیر سے کرے۔ اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر خیال بھی پیر کے برخلاف ہو تو وہ صادق مرید نہیں کہلا سکتا۔"

فقیری کا سرمایہ آپ نے فرمایا کہ: [1]

"فقیری کا سرمایہ مجاہدہ ہے۔ وہ بھی صدق دل سے، نہ اس غرض سے کہ مخلوق اس کو عابد، زاہد، صاحب مجاہدہ جانیں بلکہ یہ مجاہدہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو، اور جب مجاہدہ باخلاص ہوگا تو مثمر فوائد ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے مقام مقصود تک پہنچا دے گا۔"

اصلی کام آپ نے فرمایا کہ: [2]

"اصل کار محافظت نفس کی ہے۔ مراقبہ میں صوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو نگاہ رکھے یعنی سانس روکے تا جمعیت باطن حاصل ہو، جب سانس لے گا تو باطن پریشان ہوگا اور خرابی پاوے گا۔"

اقوال آپ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

- تمام کاموں میں نیت خالص درکار ہے۔
- لقمۂ تجارت اچھا لقمہ ہے۔
- جس قدر سالک کو معرفت خدا تعالیٰ حاصل ہوتی ہے اسی قدر تعلقات کم ہوتے جاتے ہیں۔

---

[1] خیر المجالس ص ۹۹ [2] خیر المجالس ص ۲۱

Marfat.com

- درویش کو چاہئے کہ اگر اس پر فاقہ گذرے تب بھی اپنی حاجت غیر سے نہ کہے۔
- طلبِ دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الحقیقت طلبِ آخرت ہے۔
- سماع دردمندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے، اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔

اوراد و وظائف

آپ کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں:

حق تعالیٰ کی محبت کے واسطے آپ نے فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ عمّ پڑھنا مفید ہے۔

آنکھ کی روشنی کے واسطے آپ نے فرمایا کہ عشا کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنا چاہئے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد انّا اعطینا تین مرتبہ پڑھنا چاہئے، اور پھر سجدہ میں یہ پڑھے:

"متعنی بسمعی وبصری وجعلھما الوارث"

بعض کرامات

ایک دن عزیزالدین آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا، اور وہ کاغذ عزیزالدین کو دیا کہ اس کو حضرت نظام الدین اولیاء کے روضہ مبارک میں پیش کر دینا۔ عزیزالدین نے اس کو پڑھنا چاہا لیکن نہیں پڑھا۔ انہوں نے سوچا کہ پہلے حکم کے موافق کاغذ روضہ مبارک میں پیش کر دیں پھر پڑھیں۔ روضہ مبارک میں کاغذ پیش کرنے کے بعد جو انہوں نے نگاہ ڈالی تو کاغذ

Marfat.com

بالکل صاف تھا اور اس پر کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔[۱]

سلطان محمد بن تغلق ٹھٹھہ روانہ ہوا۔ دہلی کے مشائخین و بزرگان کو اپنے ہمراہ لیا۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو بھی ساتھ لینا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ:

" سلطان کو اس سفر میں میرا ساتھ لینا مبارک نہیں ہے کیوں کہ وہ صحیح سلامت واپس نہ آئے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سلطان محمد بن تغلق کا انتقال ہوا، اور آپ کی دعا سے فیروز شاہ بادشاہ ہوا۔

آخر عمر میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے جسم سے ایسی ہی خوش بو آتی تھی جیسی کہ حضرت نظام الدین اولیاء کے جسم سے آتی تھی۔

---

[۱] سیر الاولیاء ص ۲۴۳۔

Marfat.com

باب ۸

حضرت امیر خُسرو

حضرت امیر خسرو بادشاہِ سلطنتِ شمائل ہیں اور خسروِ مملکتِ فضائل ہیں۔
آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

خاندانی حالات آپ ہزارہ بلخ کے ایک ممتاز خاندان سے وابستہ تھے۔ علم اور دولت اس خاندان کی خصوصیات ہیں۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام امیر سیف الدین محمود ہے۔ آپ ہزارہ بلخ کے امیر زادوں میں سے تھے۔ چنگیز خاں کے زمانے میں ہندوستان تشریف لائے اور شاہی دربار میں ممتاز عہدے پر فائز ہوتے۔

بھائی آپ کے دو بھائی تھے۔ ایک بھائی کا نام اعزاز الدین علی شاہ ہے اور دوسرے بھائی کا نام حسام الدین ہے۔

پیدائش آپ مومن آباد میں جو اب پٹیالی کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوئے آپ کا نام ابوالحسن ہے۔

Marfat.com

لقب آپ کا لقب یمین الدین ہے[1]

تعلیم و تربیت آپ نے اپنے والد بزرگوار کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ جب آپ کی عمر نو سال کی ہوئی، والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ کی والدہ کے ایک دور کے رشتہ دار نے آپ کی تعلیم و تربیت پر کافی التفات اور توجہ دی۔ عماد الملک جو اپنے ہمعصروں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے، اور جن کی عمر ایک سو تیس[۱۳۰] سال کی تھی، آپ کے جد مادری تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت دہلی میں ہوئی۔

بیعت اور خلافت جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی، آپ کے والد آپ کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ چاہتے تھے کہ اپنے پیر کا انتخاب خود کریں۔ آپ کے والد یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں اندر چلے گئے لیکن آپ دروازہ پر باہر بیٹھ کر کچھ اشعار لکھنے لگے۔ آپ نے وہاں بیٹھے بیٹھے حسب ذیل قطعہ لکھا :

تو آں شاہی کہ بر ایوان قصرت　　کبوتر گر نشیند باز گردد

غریبے مستمندے بر در آمد　　بیاید اندروں یا باز گردد

آپ سوچنے لگے کہ حضرت محبوب الٰہی شیخ کامل ہیں تو آپ کے اشعار کا جواب دیں گے اور آپ کو اپنے پاس بلائیں گے۔

حضرت محبوب الٰہی نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ باہر جو لڑکا بیٹھا ہے اس کے پاس جا کر یہ اشعار پڑھ دو۔

---

[1] نفحات الانس ص ۵۴۱ ۔

Marfat.com

بباید اندروں مردِ حقیقت — کہ با ما یک نفس ہمراز گردد
اگر ابلہ بود آں مرد ناداں — ازاں راہے کہ آمد باز گردد

آپ نے جب یہ اشعار سُنے فوراً حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے۔ خلوص، اعتقاد اور محبت نے اپنا کام کیا، اور کچھ ہی دنوں میں آپ کو اپنے پیرو مرشد کی عنایت، محبت اور شفقت اس درجہ حاصل ہوئی کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو خرقۂ خلافت پہنایا۔

خواجہ حسن سے محبت

آپ کی خواجہ حسن سے محبت عشق کے درجے تک پہنچ گئی تھی۔ اس عاشقی، اور معشوقی کا چرچہ ہونے پر شہزادہ سلطان خاں نے خواجہ حسن کے چند کوڑے مارے۔ شہزادہ سلطان خاں نے آپ کو بلایا اور اس محبت کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ "دوئی ہمارے درمیان سے اُٹھ چکی ہے"۔ شہزادہ سلطان نے کہا "اس کا ثبوت؟" آپ نے اپنی آستین اُٹھا کر دکھائی۔ جس جگہ خواجہ حسن کے کوڑے لگے تھے اسی جگہ آپ کے ہاتھ پر کوڑوں کے نشان موجود تھے۔[۵]

بادشاہوں سے تعلقات

آپ اور خواجہ حسن سلطان غیاث الدین بلبن کے لڑکے شہزادہ محمد سلطان خاں کے پاس ملازم تھے۔ شہزادہ سلطان ملتان میں رہتے تھے۔ آپ نے کئی بار نوکری سے استعفیٰ دینا چاہا لیکن شہزادہ سلطان نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ جب شہزادہ سلطان ملتان میں شہید ہوا، آپ نے دہلی آکر امیر علی کی ملازمت اختیار کی۔ سلطان جلال الدین خلجی کے تخت پر بیٹھنے کے بعد آپ اس کے مقرب ہوئے۔ غرض سلطان قطب الدین

---

[۵] تاریخ فرشتہ ص ۴۰۲

Marfat.com

مبارک شاہ تک آپ پر ہر بادشاہ نے مہر و محبت اور لطف و کرم کی نظر رکھی۔ شاہی دربار میں آپ کی کافی عزت تھی۔ سلطان غیاث الدین تغلق جس کے نام پر آپ نے تغلق نامہ لکھا ہے، سب بادشاہوں سے زیادہ آپ کی عزت اور احترام کرتا تھا۔[1]

حضرت قلندر صاحب سے ملاقات

ایک دفعہ سلطان علاءالدین خلجی نے کچھ تحفے آپ کے ساتھ کر کے آپ کو حضرت شیخ ابو علی قلندر پانی پتی کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت قلندر صاحب آپ کا کلام سُن کر بہت خوش ہوئے اور پھر اپنا کلام آپ کو سُنایا۔ آپ قلندر صاحب کا کلام سُن کر رونے لگے۔ حضرت قلندر صاحب نے آپ سے پوچھا:

"خسرو! صرف روتا ہے۔ یا کچھ سمجھا بھی"

آپ نے جواب دیا:

"اسی وجہ سے روتا ہوں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا"

حضرت قلندر صاحب یہ جواب سُن کر بہت خوش ہوئے اور سلطان علاءالدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحفے قبول فرمائے۔[2]

آپ کا آئندہ خطاب

آپ کے دل میں ایک دن یہ خیال گذرا کہ آپ کا تخلص دنیا داروں کا سا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ کا تخلص فقیروں سے منسوب ہوتا۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا: "محشر میں تجھ کو "محمد کاسہ لیس" کے خطاب سے پکاریں گے"۔[3]

آپ کی وصیت

آپ کے پیر و مرشد کی زبان فیض ترجمان سے جو محبت اور شفقت کے کلمات آپ کے متعلق نکلے تھے، ان سب کلمات کو

---

[1] تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰۲ [2] شرف المناقب [3] نفحات الانس صفحہ ۶۰۵

Marfat.com

آپ نے ایک کاغذ پر لکھ کر بطور تعویذ گلے میں ڈال لیا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اس کاغذ کو جس پر وہ کلمات لکھے ہوئے تھے، آپ کے ساتھ قبر میں دفن کیا جائے تاکہ وہ کاغذ آپ کی بخشش کا ذریعہ بنے۔

وفات شریف حضرت محبوب الٰہی کی وفات کے وقت آپ دہلی میں نہیں تھے۔ اس وقت آپ سلطان غیاث الدین تغلق کے ساتھ لکھنوتی میں تھے۔[۱] وفات کی خبر سن کر دہلی آئے۔ اپنے پیر و مرشد کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ نوکری سے استعفیٰ دیا۔ جو کچھ پاس تھا فقراء اور مساکین کو تقسیم کیا۔ سیاہ ماتمی لباس پہنا، اور مزار پر رہنے لگے۔ چھ مہینے نہایت رنج و غم میں گذارے۔ آخر کار ۱۸۔ شوال ۷۲۵ھ کو رحمت حق میں پیوست ہوئے۔ آپ کا مزار حضرت محبوب الٰہی کے مزار کے پاس چبوترہ یاران کے نام سے مشہور ہے اور ہر سال آپ کا عرس بڑے تزک و احتشام سے ہوتا ہے۔

سیرت پاک آپ نہ صرف ایک خوش گو شاعر، ایک اچھے مصنف، ایک بڑے عالم، ایک بامذاق شخص۔ ایک کامیاب مقرب سلاطین تھے بلکہ آپ ایک صاحبِ دِل، صاحبِ نسبت صوفی صافی۔ اور ایک درویش دلریش بھی تھے۔ آپ آخر شب میں بیدار ہوتے تھے۔ تہجد کی نماز میں قرآن مجید کے سات پارے پڑھتے تھے، اور ذوق و شوق میں بے حد روتے تھے۔ باوجود نوکری کے آپ نے چالیس سال تک بارہ مہینے روزے رکھے۔[۲] آپ نے حضرت محبوب الٰہی کے ہمراہ طے عرض کے طریق پر حج کئے ہیں[۳]

پیر و مرشد سے محبت آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔ آپ فنافی الشیخ کے درجے پر پہنچ

---

[۱] تاریخ فرشتہ ص ۲۰۲، ۲۰۳، ۳۰۴ [۲] تاریخ فرشتہ ص ۳۰۴۔ سفینۃ الاولیاء ص ۹۹ [۳] سفینۃ الاولیاء ص ۹۹

Marfat.com

گئے تھے جب آپ دہلی میں ہوتے، زیادہ وقت اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گزارتے تھے۔ ایک دن ایک شخص حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے سات بیٹیاں تھیں۔ وہ ان کی شادی کرنا چاہتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی سے کچھ مالی امداد چاہتا تھا، لیکن اتفاق سے اس روز خانقاہ میں سوائے نعلین کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے وہ نعلین ہی اس شخص کو دے دیں، بڑی اُمیدیں لے کر آیا تھا، نعلین لے کر وہ کچھ خوش نہ ہوا۔ دہلی سے روانہ ہو کر ایک سرائے میں ٹھیرا۔ آپ بھی بہت کچھ ساز و سامان کے ساتھ دہلی جاتے ہوئے اسی سرائے میں ٹھہرے۔ اس سرائے میں آپ کو اپنے پیر و مرشد کی خوشبو آئی۔ آپ سرائے میں تلاش کرتے پھرے کہ دہلی سے کون آیا ہے۔ جب اُس شخص سے ملاقات ہوئی، پہلے پیر و مرشد کی خیریت معلوم کی، اس شخص نے باتوں باتوں میں نعلین کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے وہ نعلین لے لیں اور سب سامان اس کو دے دیا۔ وہ نعلین آپ نے اپنے عمامہ میں لپیٹ کر سر سے باندھ لیں، اور اس طرح سے حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔[1]

پیر و مرشد کی آپ سے محبّت

حضرت محبوب الٰہی کو بھی آپ سے انتہائی محبت تھی[2] ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

"خسرو! میں سب سے تنگ آتا ہوں، مگر تجھ سے تنگ نہیں آتا۔"

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ:

"میں سب سے تنگ ہوتا ہوں۔ یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی
تنگ ہوتا ہوں مگر تجھ سے تنگ نہیں ہوتا۔"

آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو "ترک اللہ" کا خطاب دیا تھا۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ[3]:

"میں بغیر اس کے (امیر خسرو کے) جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔ اگر دو کا ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہوتا تو میں وصیت کرتا کہ اُس کو میری قبر

---

[1] سفینۃ الاولیاء ص۱۰۰ [2] لطائف اشرفی بیان کرائف اصوفی ص۳۰۶ [3] تاریخ فرشتہ ص۴۰۴

Marfat.com

میں دفن کیا جائے۔"

ایک اور موقع پہ آپ نے فرمایا:

"روزِ قیامت ہر ایک سے پوچھا جائے گا کہ کیا لائے ؟ مجھ سے پوچھیں گے تو کہوں گا کہ اس ترک اللہ کے سینے کا سوز۔" [1]

آپ فرماتے تھے کہ: [2]

"خداوند تعالیٰ مجھ کو اس ترک کے سینے کے سوز میں بخشے۔"

ایک مرتبہ آپ نے متقدمین پر کچھ اعتراض کیا اور خمسہ نظامی کا جواب لکھتے وقت یہ شعر کہا:

دبدبۂ خسرویم چوں شد بلند   زلزلہ در گورِ نظامی فگند

اسی وقت ایک برہنہ تلوار آپ کے سر پہ آئی۔ آپ نے حضرت محبوبِ الٰہی اور بابا فرید الدین گنج شکر سے امداد طلب کی۔ ایک ہاتھ نمودار ہوا، جس نے آستین کاٹی۔ پھر تلوار غائب ہوگئی۔ آپ محفوظ رہے۔ آپ حضرت محبوبِ الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چاہتے تھے کہ سب حال بیان کریں۔ حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے آپ کو وہ آستین دکھائی۔ آپ نے سرِ نیاز زمین پر رکھا۔ [3]

حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے حسبِ ذیل اشعار آپ کی تعریف میں ارشاد فرمائے:

خسرو کہ بہ نظم و نثر مثلش کم خاست   ملکیت ملکِ سخن از خسروِ ماست

ایں خسروِ ماست ناصرِ خسرو نیست   زیرا کہ خدا ناصرِ ایں خسروِ ماست

شعر و شاعری آپ نے پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ اشعار کہے ہیں۔ [4] نو سال کی عمر میں آپ نے اپنے والد ماجد کی وفات پر ایک مرثیہ کہا جس کا حسبِ ذیل مطلع ہے:

---

[1] سفینۃ الاولیاء ص ۹۹ [2] تاریخ فرشتہ ص ۲۰۱ [3] تذکرۃ الاتقیاء [4] نفحات الانس ص ۵۸۲

Marfat.com

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند　　دریائے مارواں شد و درِ یتیم ماند

آپ نے حضرت محبوبِ الٰہیؒ کی تعریف میں بہت سے اشعار لکھے۔ حسب ذیل اشعار پیر و مرشد کی تعریف میں ہیں :

جدا از خانقاہِ او بتقدیم　　حطیم کعبہ را ماند بہ تعظیم
ملک کردہ بسقفش آشیانہ　　چو اندر سقفہا کنجشک خانہ

حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ آپ سے ملنے کے لئے ہندوستان آئے : [1]

ایک مرتبہ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ لعابِ دہن مرحمت فرمائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ" وہ سعادت شیخ سعدی شیرازیؒ کے حصہ میں آچکی " آپ نے حضرت محبوبِ الٰہی سے اس کا ذکر کیا۔

حضرت محبوبِ الٰہی نے اپنا لعابِ دہن آپ کے مونہہ میں ڈال دیا۔ اس کی برکت سے آپ کے کلام کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ جو کسی کو نہیں حاصل ہوئی۔

خاص خاص کتابیں

آپ کی تصنیف کردہ بانوے ۹۲ کتابیں ہیں۔ خاص خاص کتابیں حسب ذیل ہیں :

راحت المحبین۔ اس کتاب میں آپ نے حضرت محبوبِ الٰہی کے ملفوظات تحریر کئے ہیں :
تحفۃ الصغیر۔ وسط الحیات۔ غرۃ الکمال۔ بقیہ نقیہ نہایت الکمال قران السعدین۔ مطلع الانوار بجواب مخزن اسرارِ نظامی۔ شیرین خسرو۔ لیلیٰ المجنوں۔ آئینۂ سکندری۔ ہشت بہشت۔ تاج الفتوح۔ نہ سپہر اعجازِ خسروی، تغلق نامہ۔ خزائن الفتوح۔ مناقب ہند۔

کرامت

شیخ نور الدین ابوالفتح ملتانی نے جب آپ کے جنازے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہی۔ آپ اٹھ بیٹھے [2] اور یہ شعر پڑھا۔

مابعشقِ پیر خود چندانکہ مستغرق شدیم　　نیست مارا حاجت آمرزشِ آمرزگار

---

[1] جواہر الانوار　[2] سبع سنابل

Marfat.com

باب ۹

حضرت مولانا شمس الدّین محمدّ یحییٰ

حضرت مولانا شمس الدین محمد بن یحییٰ شمسِ ملت و دین ہیں۔ آپ زاہد ممکن ہیں۔ عابد متدیّن ہیں وصاف حقائق ہیں۔ کشافِ دقائق ہیں۔

والدِ بزرگوار آپ کے والد بزرگوار کا اسم نامی محمد یحییٰ ہے۔

نام آپ کا نام شمس الدین محمد ہے۔

تعلیم و تربیت آپ نے مولانا ظہیر الدین سے "بزدوی" پڑھی۔ آپ نے علمِ اصول، فقہ، تفسیر اور حدیث میں وہ درجہ حاصل کیا تھا کہ آپ کی شاگردی باعثِ فخر و مباہات تھی۔ بہت سے علمائے شہر آپ کے شاگرد تھے اور علومِ ظاہری کی سند اور علوم دینی کی تحقیق آپ کی نسبت سے منسوب کرتے تھے۔

حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں باریابی آپ اور مولانا صدر الدین ناولی ساتھ رہتے

Marfat.com

تھے اور دونوں مولانا ظہیر الدین کے پاس پڑھتے تھے ۔ جب تعطیل ہوتی آپ اور مولانا صدر الدین ناولی دریائے جمنا پر کپڑے دھونے غیاث پور آتے تھے ۔ آپ سنا کرتے تھے کہ حضرت محبوب الٰہی بڑی شان کے بزرگ ہیں ۔ اُن کی عظمت وکرامات کے قصے سنتے تھے ۔ آپ سنا کرتے تھے کہ شہر کے بڑے بڑے لوگ ، علماء ، اور فضلائے روزگار حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو کر زمیں بوس ہوتے ہیں اور قدم چومتے ہیں

ایک دن آپ اور مولانا صدر الدین ناولی غیاث پور کپڑے دھونے آئے دونوں میں آپس میں مشورہ ہوا کہ حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں چل کر دیکھنا چاہئے کہ وہ علم کیسا رکھتے ہیں ، لیکن جب ہم اُن کے پاس جائیں گے ، زمیں بوس نہ ہوں گے اور نہ قدم چومیں گے ، بس اسلامی شعار کے موافق سلام علیک کر کے بیٹھ جائیں گے ۔

اس صلاح ومشورہ کے بعد آپ اور مولانا صدر الدین ناولی عجیب عجیب خیالات کے ساتھ حضرت محبوب الٰہی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے ۔ حضرت محبوب الٰہی کے روئے انور پر نگاہ پڑتے ہی آپ پر مولانا صدر الدین پر جمالِ مبارک کا ایسا رعب طاری ہوا اور ایسی ہیبت بیٹھی کہ آپ دونوں نے سرِ نیاز زمین پر رکھ دیا[1]

حضرت محبوب الٰہی نے آپ دونوں سے بیٹھنے کو فرمایا ۔ آپ دونوں باادب بیٹھ گئے ۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے دریافت فرمایا " شہر میں رہتے ہو؟" آپ دونوں نے جواب دیا " جی شہر میں رہتے ہیں "

پھر محبوب الٰہی نے پوچھا :

" کچھ پڑھتے ہو؟ "

عرض کیا :

---

[1] سیر الاولیا صـ ۲۲۳

Marfat.com

"جی ہاں، مولانا ظہیرالدین سے یزودی کی بحث کرتے ہیں۔"

حضرت محبوبِ الٰہی نے "یزودی" کے اس حصّہ میں جو انہوں نے پڑھ لیا تھا۔ ایک سوال پوچھا کہ جو مولانا ظہیرالدین سے بھی حل نہ ہوا تھا۔ دونوں کو سخت تعجب ہوا، نہایت ادب اور عاجزی سے عرض کیا:

"مخدوم، یہی مشکل مسئلہ حل ہونے سے رہ گیا ہے، ہمارے استاد مولانا ظہیرالدین فرماتے تھے کہ اس مسئلہ کی تحقیقات کریں گے۔"

یہ سُن کر حضرت محبوبِ الٰہی مسکرائے اور اس مسئلہ پر اتنی روشنی ڈالی کہ ان دونوں کی تسلّی و تشفی بخوبی ہوگئی۔ واپسی کے وقت حضرت محبوبِ الٰہی نے مولانا شمس الدین کو پائجامہ اور مولانا صدرالدین کو دستار دے کر سرفراز فرمایا[لے]

اس کے بعد جو آپ مولانا ظہیرالدین کے پاس پڑھنے گئے وہ پائجامہ جو آپ کو حضرت محبوبِ الٰہی نے عطا فرمایا تھا، سر سے باندھ کر گئے۔

بیعت وخلافت

دوسری بار جو آپ حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے، سعادتِ ارادت سے مشرّف ہوئے۔ بیعت سے مشرّف ہونے کے بعد آپ حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ آپ کی خدمت، صدق، خلوص اور محبّت نے اپنا کام کیا اور آخر کار خرقۂ خلافت پا کر ممتاز و سرفراز ہوئے۔

پند ونصائح

آپ کے خلافت نامہ میں جو پند و نصائح حضرت محبوبِ الٰہی کے درج ہیں، اُن کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے[کلہ]

لے سیرالاولیاء ص۲۲۴

کلہ سیرالاولیاء ص۲۲۹ تا ص۲۳۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"تمام تعریف اُس خدا کے واسطے ہے جس کے دوستوں کی ہمت نے تمام عالم کو چھوڑ کر خاص اُسی کی طرف بلند پروازی کی اور اُن کے دلی مقصد ایک بخشنے والے کے ساتھ از روئے نیک نامی کے وابستہ ہیں۔ پس اُن دوستوں پر اُن کے محبوب کے کوثر سے صبح و شام جام ہائے محبت دَور کرتے ہیں۔ ایسا دَور کہ جس کو زوال نہیں ہے اور جب رات آتی ہے تو اُن کے دل آتش شوق سے مشتعل ہو جاتے ہیں اور اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہہ برسنا شروع ہوتا ہے۔ یہ دوست پوشیدہ طور پر اپنے حبیب کی مناجات سے نفع اُٹھاتے ہیں اور اپنی فکر کے ساتھ سراپردۂ عزت کا طواف کرتے ہیں۔ ان میں سے ہمیشہ ایک نہ ایک ایسا شخص موجود ہوتا ہے جس کے دل پر عرفان کی تر و تازگی اور اطرافِ عالم میں اس کے آثار ظاہر اور انوار روشن ہوتے ہیں۔ زبان اُن کی ناطق بحق اور وہ مخلوقِ خدا کی طرف چلنے والا ہوتا ہے تاکہ مخلوق کو ظلمت سے روشنی کی طرف نکالے اور پروردگار بخشنے والے کا مقرب بنائے۔

پھر رحمتِ کاملہ روشن شریعت اور تابانِ طریقت والے رسولِ رحمت پر نازل ہو جو مقام بیعت میں پروردگار کی خلافت کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان کے خلفائے راشدین پر جو ہر ایک مقام میں کامیاب اور اُن کی آل و اصحاب پر جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اما بعد بے شک خدائے واحد علام کی طرف اُس کے بندوں کو بلانا مقاصدِ اسلامی کا بلند ترین مقصد اور ایمان کی محکم ترین رستگی

Marfat.com

ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوتا ہے۔ فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر تم چاہو تو میں اور قسم کھا کر بیان کروں کہ خدا کو اپنے سب بندوں میں زیادہ محبوب وہ بندے ہیں جو خدا کو اس کے بندوں کا اور خدا کے بندوں کو خدا کا محبوب بناتے ہیں، اور زمین میں چل پھر کر نصیحت اور نیک باتوں کا حکم کرتے ہیں اور خدا نے اپنے ان بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے، ہماری بیویوں اور اولاد میں سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہم کو نصیب فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا رہنما بنا۔ اور نیز خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حضرت سیدالمرسلین وقائدالغرالمحجلین کی پیروی فرض کی ہے۔ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ کہہ دو کہ اے لوگو! یہ میرا راستہ ہے۔ میں خدا کی طرف تم کو بلاتا ہوں۔ بینائی پر میں اور وہ لوگ جو میرے پیرو ہیں اور آں حضرت کی پیروی بغیر ان کے اقوال کی نگہداشت اور اُن کے اعمال وافعال کی اقتداء، اور دل کے وجود میں کل ماسوا اللہ سے پاک کرنے اور معبود کی طرف منقطع ہو جانے کے حاصل نہیں ہوتی ہے پھر معلوم ہو کہ فرزند عزیز پرہیزگار عالم پسندیدہ خدا کی طرف متوجہ ہونے والا شمس الملتہ والدین محمد بن یحییٰ خدائے واحد اپنے انوار اہل تقویٰ ویقین پر نازل فرمائے۔ جب ہماری طرف اس کا قصد درست ہوا اور ہم سے اس نے ارادت کا خرقہ پہنا اور ہماری محبت سے پورا حصہ حاصل کیا تو میں نے ان کو اجازت دی کہ جب وہ سید کائنات کے اتباع اور طاعت وعبادت میں وقت کو معروف کرنے اور نفس کو نفسانی خواہشوں اور خطرات سے محفوظ رکھنے پر قائم ہوں اور دنیا اور اس کے اسباب سے اعراض کریں۔

Marfat.com

اور اہلِ دنیا کی طرف میلان نہ کریں۔
اور بالکل خدا کی طرف منقطع ہو جائیں۔
اور ان کے دل میں انوارِ قدسی اور اسرارِ ملکوتی روشن ہوں اور تعریفاتِ الٰہیہ کی سمجھ کا دروازہ کھل جائے۔"

آپ کے شاگرد آپ کے بہت شاگرد تھے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی آپ کے مایۂ نازش شاگرد ہیں۔ حضرت مخدوم نے آپ سے "بزودی" پڑھی تھی۔ حضرت مخدوم آپ کا بہت ادب و احترام کرتے تھے[1] آپ نے اپنے استاد حضرت مولانا کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے:

سَاَلْتُ الْعِلْمَ مَنْ اَحْیَاکَ حَقًّا
فَقَالَ الْعِلْمُ شَمْسُ الدِّیْنِ یَحْیٰی

تَرجَمَہ: میں نے علم سے دریافت کیا کہ تجھ کو حقیقی طور سے کس نے زندہ کیا ہے۔ علم نے جواب دیا کہ شمس الدین یحییٰ نے۔

آخری ایام عمر کے آخری حصے میں سلطان محمد بن تغلق نے آپ کو طلب کر کے کشمیر جانے کا حکم دیا۔ آپ واپس دولت خانے پر تشریف لائے اور کشمیر جانے کی تیاری میں معروف ہوئے۔ سلطان محمد بن تغلق نے آپ کو کشمیر لے جانے کے واسطے کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا تھا۔ آپ نے جو لوگ آپ کے دولت خانے پر موجود تھے، ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

"یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے اپنے پیر روشن ضمیر کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھ کو طلب فرماتے ہیں۔ میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں جاتا ہوں، وہ لوگ مجھے کہاں بھیجتے ہیں؟"

دوسرے دن آپ کے سینے پر ایک پھوڑا نکلا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ شگاف دیا گیا۔ آپ

---

[1] سیر الاولیاء، ص ۲۲۵

Marfat.com

کی بیماری کی خبر سلطان کو پہنچی۔ اس کو یقین نہ آیا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر اپنا اطمینان کرنا چاہا۔ آپ پالکی میں بیٹھ کر سلطان محمد بن تغلق کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں سے آکر تکلیف بڑھ گئی۔

وفاتِ شریف

آپ ۷۴۷ھ میں جوارِ رحمت ربّ العالمین میں پیوست ہوئے۔ آپ کا مزارِ مبارک دہلی میں حضرت محبوبِ الٰہی کے آستانہ کے قریب واقع ہے۔

سیرتِ پاک

آپ نے شادی نہیں کی۔ ساری عمر مجاہدات، ریاضات، اور عبادات میں مشغول رہے۔ آپ کی زندگی کا طور طریق سالکانِ راہِ طریقت کی طرح تھا۔ آپ کا ظاہر و باطن پاک و صاف تھا۔ تعلق تزویج سے مبرا تھے۔ تکلفات سے عاری تھے۔ دنیادار سے ملنا آپ کو سخت ناگوار ہوتا تھا۔ آپ فتوحات کو دیکھتے تک نہ تھے۔ آپ کے خادم مسمّی فتوح ساری فتوحات کو لوگوں پر خرچ کر دیتے تھے۔ علماء میں آپ کا درجہ بہت اونچا تھا۔ آپ محققِ روزگار تھے۔ علومِ دینی سے متعلق آپ کی چند تصنیفات بھی ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت میں ایک کامل فرد تھے۔ علمائے عصر اور مشائخِ روزگار آپ کے منقاد اور معتقد تھے۔ جس کو صادق پاتے اس کو بیعت کرتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا گریز کرتے۔

ذوقِ سماع

آپ کو سماع کا شوق تھا۔ وصال سے چند روز قبل حضرت محبوبِ الٰہی کی درگاہ میں عرس کے موقع پر محفلِ سماع میں آپ، حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی اور شیخ قطب الدین منور اور بہت سے لوگ تھے۔ آپ کو اس غزل پر وجد طاری ہوا، آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے سینے پر ہاتھ ملتے تھے۔[1]

---

[1] سیر الاولیاء ص ۲۲۸

Marfat.com

غزل

غمے کز تو دارم بہ پیشِ کہ گویم
دوائے دلِ دردمند از کہ جویم
اگر کشتہ گردم بہ تیغِ جفایت
بہ پیشِ کس ایں ماجرا را نگویم
طبیبم تو باشی علاج از کہ خواہم
اسیرِ تو باشم خلاص از کہ جویم
ز سعدی چہ گویم چہ جویم چہ پویم
غمے کز تو دارم بہ پیشِ کہ گویم

کشف وکرامت

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے مرید مولانا سلیمان ایک مرتبہ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کپڑے اتار کر کتابت میں مشغول ہوئے۔ مولانا سلیمان کے دل میں یہ خیال گزرا کہ جمعہ کی نماز کے بعد مشائخ کے واسطے مشغولی کا وقت ہے اور یہ کیسے بزرگ ہیں کہ کتابت میں معروف ہوگئے۔

مولانا سلیمان کے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا:

"اے سلیمان۔ میں اس سے کبھی خالی نہیں ہوں"۔ [1]

---

[1] سیر الاولیاء ص ۲۲۶-۲۲۷

Marfat.com

باب ۱۰

حضرت مولانا علاء الدین نیلی چشتی

حضرت مولانا علاء الدین نیلی چشتی قطب ربانی ہیں۔ گنجِ اسرارِ ذوالجلال ہیں۔ گوہرِ دریائے فضل و کمال ہیں۔

نام آپ کا نام علاء الدین ہے۔

تعلیم و تربیت آپ علومِ ظاہری کی تحصیل و تکمیل سے جلد ہی فارغ ہوئے، فقہ، حدیث، منطق، تفسیر اور علمِ سلوک میں دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ نے قرآن مجید بھی حفظ کیا۔ آپ ایک اچھے قاری تھے۔

بیعت و خلافت آپ حضرت محبوبِ الٰہی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہونے کے کچھ عرصہ بعد آپ خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت محبوبِ الٰہی کا عطیہ ایک دن حضرت محبوبِ الٰہی حسبِ معمول بالائی منزل میں تشریف فرما تھے۔ آپ

Marfat.com

خانقاہ میں حاضر ہوئے اور جماعت خانے کے صحن میں نماز میں مشغول ہوئے۔ جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔[1] آپ کی قرأت اور خوش الحانی مشہور تھی۔ آپ کی قرأت اور خوش الحانی سُن کر حضرت محبوب الٰہی کو ایک عجیب حال اور ذوق و شوق پیدا ہوا۔ حضرت محبوب الٰہی نے اپنے خادم اقبال کو حکم دیا کہ اُن کا مصلیٰ خاص اُس شخص کو جا کر دو جو امامت کر رہا ہے۔[2] خواجہ اقبال نیچے آ گئے۔ جب آپ نے نماز ختم کی۔ خواجہ اقبال نے حضرت محبوب الٰہی کا عطیہ آپ کو دیا۔ آپ نے بعد احترام و ادب وہ مصلیٰ لیا۔ اس کو بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور اپنے بخت رسا پر فخر کیا۔

پیر و مرشد کا ادب

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ مولانا شمس الدین یحییٰ اور چند لوگ اودھ سے دہلی آئے۔ آپ اور مولانا شمس الدین یحییٰ دہلی پہنچ کر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور آداب بجا لائے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو اور شمس الدین یحییٰ کو چوتھے روز ہی اودھ جانے کا حکم دیا۔ آپ دونوں اس قدر جلد واپسی کے حکم پر کبیدہ خاطر ہوئے۔ لیکن پیر و مرشد کا فرمان تھا، کیسے ٹالتے۔ آپ دونوں اُدھر روانہ ہو گئے۔ جب تلپتہ پہنچے، آپ کو تیز بخار ہو گیا۔ آپ تلپتہ میں رُکنے پر مجبور ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا اور اس میں اپنی بیماری کی اطلاع کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا کہ اب فرمانِ عالی کیا ہے۔ جیسا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔

حضرت محبوب الٰہی کو جب آپ کی بیماری کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے خرچ کے لئے کچھ رقم اور سواری کے لئے اپنی خاص پالکی روانہ کی اور حکم دیا کہ واپس دہلی آ جاؤ۔

---

[1] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ص ۲۵۵

[2] سیر الاولیاء ص ۲۷۶

Marfat.com

یہ حکم پاکر آپ بہت خوش ہوئے۔ جب آپ سے پالکی میں بیٹھنے کو کہا گیا آپ نے صاف انکار کر دیا، اور کہا کہ اتنی تاب، طاقت اور مجال کہاں کہ خاص پالکی میں بیٹھوں۔ غرض آپ ایک کرائے کے ڈنڈے میں روانہ ہوئے [1]

روانہ ہوتے وقت آپ نے تاکید کی کہ پالکی آپ سے آگے چلے تاکہ آپ کی نظر اس پر پڑتی رہے اور اس کو دیکھتے رہنے کی برکت سے آپ کو صحت نصیب ہوئی [2] آپ اسی طرح سے روانہ ہو کر دہلی پہنچے۔ جب حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے بیماری کا حال عرض کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے اپنے خادم خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ صبح کے بچے ہوئے کھانے میں سے کچھ کھانا لا کر ان کو دو۔ خواجہ اقبال نے کھچڑی، روغن اور آہری لا کر آپ کو دی۔ آپ نے حسب فرمان اپنے پیر و مرشد کے کھچڑی، روغن اور آہری کھائی۔ کھانے کے بعد آپ کا بخار اتر گیا۔ حضرت محبوب الٰہی کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ پالکی میں سوار نہیں ہوئے۔ آپ سے دریافت فرمایا کہ پالکی میں سوار کیوں نہ ہوئے۔ آپ نے بصد ادب عرض کیا کہ اگر حضرت مخدوم کرم و شفقت بندہ کے حال پر فرمائیں تو یہ عین بندہ نوازی ہے، لیکن بندہ کو بھی تو اپنے محل سے واقف رہنا چاہئے اور اس کو نہ بھولنا چاہئے۔

جب کبھی بھی آپ کی نظر اس پالکی پر پڑتی، آپ نہایت تعظیم و تکریم کرتے اور اس پالکی سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔

حضرت مولانا حسام الدین ملتانی سے ملاقات

حضرت محبوب الٰہی کا یہ طریقہ تھا کہ جو کوئی ادھر سے آتا تھا، آپ اس کو قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ

---

[1] سیر الاولیاء ص ۲۷۱

[2] سیر الاولیاء ص ۲۷۲

Marfat.com

کے مزار پُر انوار پر حاضر ہونے کا حکم دیتے اور بعد ازاں اپنی قدم بوسی کا شرف عطا فرماتے۔ آپ اور مولانا شمس الدین یحیٰی ساتھ ساتھ اودھ سے دہلی آئے۔ فرمانِ عالی کے مطابق آپ دونوں قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اس کے بعد شہر آکر کچھ لوگوں سے ملے۔ پھر آپ دونوں حضرت حسام الدین ملتانی کے درِ دولت پر گئے۔ مولانا حسام الدین گھر پر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر میں مولانا حسام الدین آتے دکھائی دئیے۔ ان کے ایک ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جس میں کھچڑی بندھی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں لکڑیاں تھیں۔ آپ دونوں نے چاہا کہ کھچڑی کی پوٹلی اور لکڑیاں اُن کے ہاتھ سے لے لیں۔ لیکن مولانا حسام الدین نے اجازت نہیں دی۔ اور فرمایا کہ "بوجھ اُٹھانا میرا حق ہے"۔ آپ دونوں ایک پُرانے بورے پر بیٹھ گئے۔ مولانا شمس الدین نے ایک پائجامہ اور آپ نے ایک چاندی کا سکہ پیش کیا۔ سب نے کھچڑی کھائی۔ رخصت ہوتے وقت مولانا حسام الدین نے چاندی کا سکہ جو آپ نے پیش کیا تھا، مولانا شمس الدین یحیٰی کے سامنے رکھ دیا اور مولانا شمس الدین یحیٰی کا لایا ہوا پائجامہ آپ کے سامنے رکھ دیا، اور قبول نہ کرنے کی معذرت کی[1]

سیرتِ مُبارک

اگرچہ آپ مجازِ مطلق تھے، لیکن آپ نے کسی کو مُرید نہ کیا۔ آپ علماء کا سا لباس زیبِ تن فرماتے تھے، لیکن باطنی طور پر درویشانہ اوصاف سے متصف تھے۔ آپ تقریر بہت اچھی کرتے تھے۔ بڑے بڑے علماء آپ کی تقریر پر عاشق تھے۔ آپ ایک بہت بڑے عالم تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک صاحبِ دل اور صاحبِ کمال بزرگ بھی تھے۔ آپ کی آواز میں ایک عجیب دل کشی تھی۔ قرآن مجید قرأت سے پڑھتے تھے اور اپنے پیر و مرشد کا انتہائی احترام و ادب کرتے تھے۔ طبیعت

---

[1] سیر الاولیاء، صفحہ ۲۵۹

Marfat.com

میں سادگی تھی۔ ترک و تجرید اعلیٰ درجہ کا تھا۔

آخری ایام

زندگی کے آخری دنوں میں آپ نے سب کتابیں اور اوراد بالائے طاق رکھ دئے تھے۔ آپ صرف ایک کتاب پڑھتے تھے، اور آپ کا صرف ایک ورد تھا۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت محبوبِ الٰہی کے ملفوظاتِ بابرکات "افضل الفوائد" پڑھتے تھے۔ اُن سے روحانی انبساط حاصل کرتے تھے اور اُس کو خود اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اُن کو کسی وقت بھی نگاہ سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے[1]

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس ہر علم کی معتبر کتابیں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ صرف حضرت محبوبِ الٰہی کے ملفوظات طیبات پڑھتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ "یہ صحیح ہے کہ دنیا سلوک کی کتابوں سے بھری ہوئی ہے، لیکن میرے لئے میرے مخدوم کے رُوح افزا ملفوظات نجات کا ذریعہ ہیں۔"

وفات شریف

آپ نے ۷۶۲ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا مزارِ مقدس حضرت محبوبِ الٰہی کے مزارِ پُرانوار کے قریب چبوترۂ یاراں میں مشہور ہے۔

---

[1] سیرالاولیا ص۲۷۸

Marfat.com

باب ۱۱

حضرت خواجہ محی الدین کاشانی

حضرت خواجہ محی الدین کاشانی عارفِ ربانی ہیں، نظام الحقیقت ہیں، نعیر الطریقت
ہیں۔

خاندانی حالات

آپ کے بزرگان نے ایک عرصے تک ممالکِ طبرستان میں حکومت کی۔ اُن کا دار الخلافت کاشان تھا۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ قطب الدین کاشانی کو چنگیز خاں کی قتل و غارت گری نے ترکِ سکونت پر مجبور کیا۔ آپ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے۔ آپ ملتان میں رہتے تھے اور علیحدہ مدرسے میں پڑھایا کرتے تھے۔ آپ علم و دیانت میں مشہور تھے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی روز وہاں جاکر نماز ادا کرتے تھے۔ ایک روز قاضی صاحب نے اُن سے دریافت کیا کہ وہ کیوں اپنے یہاں سے اس قدر دور آکر مقتدی بن کر نماز ادا کرتے ہیں۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا نے جواب دیا: "اس حدیث پر عمل کرتا ہوں: "من صلیٰ خلف عالم تقی کانہ صلیٰ خلف نبی مرسل"

Marfat.com

(جس نے پرہیزگار عالم کے پیچھے نماز ادا کی گویا اس نے نبی مرسل کے پیچھے نماز ادا کی) [1]

آپ ملتان سے دہلی تشریف لائے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بادشاہ نے آپ کو طلب کیا۔ جب آپ تشریف لے گئے، بادشاہ حرم گاہ میں تھا اور سید نورالدین مبارک بادشاہ کے دائیں طرف اور قاضی فخر الائمہ بادشاہ کے دوسری طرف حرم گاہ سے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ قاضی صاحب جب باہر تشریف لائے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں بیٹھیں گے؟" قاضی صاحب نے جواب دیا کہ:

"علوم کے سائے کے نیچے"

جب آپ بادشاہ کے قریب پہنچے اور سلام کیا۔ بادشاہ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔ آپ کا دستِ مبارک پکڑا۔ آپ کو حرم گاہ کے اندر لے گیا اور نہایت عزت سے اپنے پاس بٹھایا۔[2]

آپ کے سپرد بادشاہ نے قضاء اودھ کا ممتاز عہدہ کیا اور آپ اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہ کر اپنے فرائض بہ حسن و خوبی انجام دیتے رہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام حضرت قاضی جلال الدین کاشانی ہے۔ اپنے والد حضرت قاضی قطب الدین کاشانی کی وفات کے بعد آن کی جگہ قضا اودھ کے عہدے پر مامور ہوئے۔

سلسلۂ نسب آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

قاضی محی الدین کاشانی بن قاضی جلال الدین کاشانی بن قاضی قطب الدین

---

[1] فوائد الفوائد ص ۱۹۱۔

[2] فوائد الفوائد ص ۱۹۲۔

Marfat.com

کاشانی از اولاد حضرت زید اسود بن سید ابراہیم بن سید محمد اسحٰق بن امام قاسم اسحٰق بن حضرت ابراہیم طبا طبا سلطان طبرستان بن حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم بن حضرت عمر بن حضرت حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام بن امام الاولیاء حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ۔

نام

آپ کا نام محی الدین ہے، لیکن آپ مشہور قاضی محی الدین کاشانی کے نام سے ہیں۔

تعلیم و تربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم والد ماجد کی آغوشِ عاطفت میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل سے آپ جلد ہی فارغ ہو گئے۔

والد کا وصال

اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ نے قضاء اودھ کے ممتاز عہدے کو عزت و زینت بخشی۔

بیعت و خلافت

کچھ عرصے قضاء کے عہدے پر مامور رہنے کے بعد آپ کا دل دنیا سے اور دنیاوی معاملات سے یک سر سرد ہو گیا۔ آپ کو محبوبِ الٰہی حضرت نظام الدین اولیا کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرنے کی ہمت حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت بابرکت میں لے گئی۔ حضرت محبوبِ الٰہی نے بیعت سے آپ کو مشرف فرمایا اور پھر خرقۂ خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔

حضرت محبوبِ الٰہی کا عطیہ

حضرت محبوبِ الٰہی نے آپ کو اپنا ایک کمبل عنایت فرمایا۔ آپ اس کمبل کو تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے گھر لائے اور بہت احتیاط سے ایک صندوق میں رکھ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے صندوق کھولا اور وہ کمبل نکالا۔ اس کو بوسہ دیا۔ آنکھوں سے لگایا۔ اس کمبل میں نہایت عمدہ خوشبو بسی ہوئی تھی۔ آپ اسی طرح سے صندوق کھولتے رہے اور کمبل کی زیارت کرتے رہے۔ کئی سال گزر گئے، لیکن کمبل کی خوشبو

Marfat.com

میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ آپ کو سخت تعجب ہوا۔ آخر ایک دن کمبل کو خوب اچھی طرح دھویا۔ جتنا آپ کمبل کو دھوتے جاتے تھے، خوشبو تیز ہوتی جاتی تھی۔ یہ واقعہ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت محبوبِ الٰہی نے چشم پُر آب ہو کر فرمایا:

قاضی صاحب۔ یہ میری ہمت ہے جس کو محبانِ باری تعالیٰ کی ذات میں رکھا گیا ہے۔

پند و نصائح

حضرت محبوبِ الٰہی نے جو خلافت نامہ آپ کو عطا فرمایا تھا اس میں چند پند و نصائح تھے، وہ خلافت نامہ یہ ہے:[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

می باید کہ تارکِ دنیا باشی۔ بسوئے دُنیا و اربابِ دنیا مائل نشوی۔
و دیہہ قبول نکنی۔ و صلۂ بادشاہاں نہ گیری۔ و اگر مسافراں بر
تو آیند و بر تو چیزے نباشد ایں حال را غنیمتے و نعمتے شمری از نعمت ہائے
الٰہی فَاِنْ فَعَلْتَ مَا اَمَرْتُکَ فَظَنِّیْ بِکَ اَنْ تَفْعَلَ کَذَالِکَ
فَاَنْتَ خَلِیْفَتِیْ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ: تم کو تارک دنیا رہنا چاہیے۔ دنیا و اہلِ دنیا کی طرف میل نہ کرنا اور جاگیر قبول نہ کرنا اور بادشاہوں کا صلہ قبول نہ کرنا اور اگر مسافر تمہارے پاس مہمان آئیں اور تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو ایسے موقعہ کو خدا کی نعمتوں میں سے نعمت اور غنیمت سمجھنا۔ اگر تم نے ایسا ہی کیا اور مجھ کو یقین ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے تب تم میرے خلیفہ ہو، اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا مسلمانوں پر خلیفہ ہے۔

---

[1] سیر الاولیاء ص ۲۹۵۔

لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی ص ۳۹۵۔

Marfat.com

ترک وتجرید سعادتِ ارادت سے مشرف اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ دنیا اور اہلِ دنیا اور دنیاوی معاملات سے بالکل علیحدہ ہوگئے۔ ترک وتجرید آپ کا شعار ہوگیا۔ قضاء کے عہدے سے مستعفی ہوگئے اور سندِ قضاء حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں لاکر چاک کر دی۔

سلطان کی پیش کش دنیاوی وسائل منقطع کرنے کے بعد آپ کو سخت دشواری پیش آئی۔ فقر وفاقہ کی نوبت پہنچی۔ تنگی اور عسرت سے گزرنے لگی۔ آپ کے ایک معتقد نے بغیر آپ کے علم اور اجازت کے اس حال کی خبر سلطان علاء الدین خلجی کو کی۔ سلطان علاء الدین خلجی کو جب آپ کا یہ حال معلوم ہوا اس نے حکم دیا کہ قضاء کا عہدہ جو قاضی صاحب کی میراث ہے، ان کو بہت انعام وقربات کے ساتھ تفویض کیا جائے [1] چنانچہ قضاء اودھ کے عہدے کی سند تیار کی گئی۔ سلطان علاءالدین خلجی نے بہت کوشش کی کہ وہ عہدہ آپ قبول فرمالیں۔

معروضہ آپ کو جب یہ معلوم ہوا، آپ اپنے پیر روشن ضمیر حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ عرض کیا کہ سلطان علاء الدین خلجی بغیر اُن کی درخواست اور خواہش کے ان کو قضاء اودھ کے عہدہ کی سند دینا چاہتا ہے۔ جیسا حکم عالی ہو اس پر عمل کیا جائے۔

جواب

حضرت محبوبِ الٰہی نے اس بات کو پسند نہ فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ :

"تمہارے دل میں اس کا خطرہ ضرور گزرا ہوگا جو یہ بات ظہور میں آئی ہے"۔ [2]

---

[1] سیر الاولیاء ص ۲۹۵۔

[2] سیر الاولیاء ص ۲۹۵۔

Marfat.com

آپ کو رنج ہوا کہ ایسی بات حضرت محبوبِ الٰہی سے کیوں عرض کی، آپ نے اسی طرح سے فقروفاقہ میں زندگی گزاری - ترک و تجرید پر قائم رہے - فقر کو اپنے لئے باعثِ فخر اور سعادت سمجھا -

پیرو مرشد کی شفقت ایک بار آپ سخت بیمار ہوئے - بظاہر بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی - حضرت محبوبِ الٰہی کو جب ان کی بیماری کا علم ہوا، بہ نفسِ نفیس عیادت کو تشریف لائے - آپ حضرت محبوبِ الٰہی کی تعظیم کے لئے اُٹھے - اُسی وقت سے مرض میں کمی ہوئی - جب حضرت محبوبِ الٰہی واپس تشریف لے گئے آپ نے کہا کہ حضرت محبوبِ الٰہی بظاہر عیادت کو تشریف لائے تھے، مگر درپردہ مرض کو سلب کر گئے۔[1]

آپ کے مشہور شاگرد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی صاحبزادی حضرت بی بی مستورہ کے صاحبزادے حضرت شیخ عزیزالدین بحکم حضرت محبوبِ الٰہی آپ کے شاگرد ہوئے اور آپ سے تعلیم حاصل کی[2] حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی نے آپ سے "بزدوی" پڑھی[3]

وفات شریف آپ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۹ ۷ھ کو رحمتِ حق میں پیوست ہوئے -

سیرتِ مبارک آپ صاحبِ کرامت تھے - علم و عمل عبادت و ریاضت، زہدو تقویٰ و ورع میں مشہور تھے - آپ استادِ شہر تھے[4] حضرت محبوبِ الٰہی کی بہت عزت کرتے تھے - آپ طریقۂ اہلِ سلف پر کاربند تھے - طبیعت میں انتہائی سادگی تھی، تکلف سے بری تھے، ایثار پسند تھے - ارادت و خلافت سے مشرف ہونے کے بعد آپ دنیاوی معاملات سے کنارہ کش ہوگئے تھے - باقی زندگی فقروفاقہ، عسرت و تنگی، قناعت و توکل میں گزاری -

---

[1] خیر المجالس اردو ترجمہ ص ۱۰۹ - [2] سیر الاولیاء ص ۲۰۲ - [3] خیر المجالس ص ۱۰۹ - [4] سیر الاولیاء ص ۲۹۴

Marfat.com

باب ۱۲

حضرت خواجہ کمال الدّین

حضرت خواجہ کمال الدین، کمالِ طریقت ہیں اور جمالِ حقیقت ہیں۔

خاندانی حالات آپ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی بہن کے لڑکے ہیں۔ آپ کا خاندان اودھ میں رہتا تھا۔ آپ کا نسب حضرت امام حسن تک پہنچتا ہے[1]

والد بزرگوار آپ کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے[2]

والدہ آپ کی والدہ اپنے وقت کی رابعہ تھیں[3]

---

[1] انوار العارفین ص ۳۱۳۔

[2] انوار العارفین ص ۳۱۳۔

[3] سیر العارفین۔

Marfat.com

بھائی زین الدین علی آپ کے بھائی ہیں - آپ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ ہیں[1]

ولادت شریف آپ اودھ میں پیدا ہوئے۔

نام آپ کا نام کمال الدین ہے۔

لقب آپ ایک بہت بڑے عالم تھے اور کثرت علم کی وجہ سے علامہ مشہور ہوئے۔

بیعت وخلافت دہلی آکر آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید ہوئے اور خرقۂ خلافت پایا - آپ کو حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے بھی خرقۂ خلافت ملا[2]

احمد آباد میں قیام خرقۂ خلافت پہننے کے بعد آپ احمد آباد تشریف لے گئے[3] وہاں آپ رشد وہدایت فرماتے تھے - بہت لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

مقامات مقدسہ کی زیارت آپ نے سات حج کیے[4] مدینۂ منورہ میں روضۂ مطہرہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ بیت المقدس بھی حاضر ہوئے خراسان ہوتے ہوئے واپس دہلی آئے۔ اس سفر میں بہت سے امراء اور سلاطین آپ سے ملے - انہوں نے آپ کی عزت کی۔

فتوحات فتوحات کا یہ عالم تھا کہ جب دہلی واپس آئے، آپ کے ساتھ تیس[?] اونٹ مال واسباب سے بھرے ہوئے تھے - جس میں تیس ہزار اشرفیاں اور روپے بھی تھے[5] یہ دیکھ کر حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے آپ سے فرمایا کہ:

---

[1] اخبار الاخیار۔ [2] مجالس حسنیہ۔ [3] انوار العارفین۔

[4] مجالس حسنیہ۔ [5] تکملہ سیر الاولیاء صہ۱۵۔

Marfat.com

"شیخ کمال الدین! اس قدر دنیا اپنے ساتھ کیوں لائے ہو؟"

آپ نے عرض کیا: [1]

"مجھ کو راستے میں معلوم ہوا کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء نے رحلت فرمائی اور اُن کی جگہ آپ سجادگی پر بیٹھے ہیں۔ پس اگر خالی ہاتھ جاؤں گا۔ میرے اپنے اور غیر کچھ کہیں گے اس وجہ سے میں اسباب ظاہر لایا ہوں۔ اب میں اس کو علماء، صلحاء اور مساکین میں تقسیم کر دوں گا۔"

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

تاتار خاں نے آپ کو سات روپے روزانہ بطور نذر پیش کرنا چاہا اور اس امر کا پروانہ لکھ کر آپ کو پیش کیا۔ آپ وہ پروانہ لے کر حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس باب میں کیا حکم ہے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا:

"چونکہ بغیر طلب اور قصد کے تم کو وظیفہ ملا ہے، اس لئے یہ بمنزلہ فتوح ہے۔ تم اس کو قبول کرو۔"

اپنے پیرو مرشد کے فرمان کے مطابق آپ نے وظیفہ قبول فرمایا۔

شادی اور اولاد

آپ نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے حکم سے شادی کی [2] آپ کے تین لڑکے ہوئے اور ایک لڑکی [3] آپ کے سب سے بڑے لڑکے شیخ نظام الدین کا جوانی میں انتقال ہوا۔ آپ کے دوسرے لڑکے شیخ نصیر الدین آپ کی حیات میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو گئے تھے۔ آپ کے تیسرے لڑکے شیخ المشائخ سراج الدین ہیں۔ آپ کی لڑکی کی شادی شیخ برہان الدین سے ہوئی۔

---

[1] تکملہ سیر الاولیاء، ص ۱۵-۱۶۔ [2] انوار العارفین۔ [3] مجالسِ حسنیہ۔

Marfat.com

وفات شریف آپ نے ۲۷ ذی قعدہ ۷۵۶ھ میں رحلت فرمائی ۔ آپ کا مزار دہلی میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے مزار کے قریب مرجع خاص و عام ہے ۔

سیرتِ پاک آپ ایک باکرامت ہستی تھے ۔ صاحب اجازت درویش تھے ۔ آپ ایک بلند پایہ عالم تھے ، مقتدائے عصر تھے ۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی آپ کی بہت عزت کرتے تھے[1] ۔ راستے میں جہاں کہیں بھی آپ مل جاتے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی رک کر کھڑے ہو جاتے ۔ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز نے آپ کے بہت سے مناقب اپنی کتابوں میں تحریر فرمائے ہیں ۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے آپ سے مشارق الانوار کی شرح پڑھی ہے ۔ مولانا احمد تھانیسری ، مولانا عالم پانی پتی ، تاتار خاں اور مولانا سنگریزہ ملتانی ان کے شاگردوں میں ہیں[2] سلطان فیروز شاہ ، امراء ، وزراء خواص و عوام غرض سب ہی آپ کے معتقد تھے ۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو جو منشورِ خلافت حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے ملا ، وہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا[3] ۔

---

[1] مجالس حسنیہ ۔

[2] مجالس حسنیہ ۔

[3] تکملہ سیر الاولیاء ص۱۶ ۔

Marfat.com

لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ط

پ ٦ - مائدہ - ٨ ع

مَطلَب: وہ نیک کام میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے -

حِصّہ سوم

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۳

حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی دہلوی

حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی دہلوی شمع انجمن توفیق ہیں، رکن روزگار ہیں۔ صاحبِ اسرار ہیں، تاج الاولیاء ہیں، سراج الاتقیاء ہیں۔[1]

خاندانی حالات

آپ کا سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے حضرت مصعب بن حضرت زبیرؓ تک اس طرح پہنچتا ہے[2]

مخدوم سماء الدین بن مولانا شیخ فخر الدین بن شیخ جمال الدین بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن شیخ حسن بن شیخ کمال الدین بن شیخ حسن بن عیسٰی بن نوح بن محمد سلیمان بن داؤد بن یعقوب بن ایوب بن ہادی بن عیسٰی بن مصعب بن زبیرؓ۔

---

[1] مصباح العارفین۔

[2] شمس التواریخ جلد دوم ص۔

Marfat.com

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام شیخ فخرالدین ہے۔ جو سیّد صدرالدین محمد عرف راجہ قتال کے مرید تھے۔[1]

بھائی حضرت مولانا مخدوم شیخ اسحاق دہلوی آپ کے بڑے بھائی ہیں۔[2]

ولادت شریف آپ ۸۰۸ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔[3]

نامِ نامی آپ کا نام سماء الدین ہے۔

تعلیم و تربیت آپ نے میر سیّد شریف جرجانی کے مشہور شاگرد مولانا ثناء الدین سے علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کی اور فقہ، حدیث اور تفسیر میں دستگاہ حاصل کی۔ آپ کا شمار صاحب کمال اور سرآمد فضلائے روزگار میں ہونے لگا۔ علوم باطنی کی تحصیل آپ نے اپنے والد ماجد سے کی۔ بارہ برس کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار آدھی رات کے وقت اپنی خلوتِ خاص میں بلا کر آپ کو پند و نصائح کرتے تھے اور اسرارِ الٰہی و رموز و نکات کی تعلیم و تلقین فرماتے تھے۔ آپ کے لئے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کرتے تھے۔[4]

"یا الٰہی اپنے کرم عمیم و لطفِ عظیم سے سماء الدین کو سعادت ابدی و دولتِ سرمدی عطا فرما۔"

بیعت و خلافت اگرچہ آپ کے والد ماجد آپ کے مرشد و پیر تھے، لیکن آپ نے خرقۂ خلافت و ارشاد حضرت شیخ کبیر الدین اسمٰعیل سے جو شیخ کبیر کہلاتے تھے، حاصل کیا۔ آپ حضرت شیخ کبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہونے کی درخواست کی اور عرض کیا کہ اُن کے کمالات میں ایسی صورت میں کچھ کمی نہ آئے گی یہ

---

[1] المشاہیر ص۲۹۔ [2] المشاہیر ص۲۹۔

[3] المشاہیر ص۲۹۔ [4] المشاہیر ص۲۹۔

Marfat.com

کم نہ گردد تابشِ خورشید اگر
در بدخشاں لعل سازد سنگ را

ترجمہ: سورج کی روشنی میں کمی نہ ہوگی، اگر بدخشاں میں پتھر کو لعل کرے۔

حضرت شیخ کبیر نے فرمایا کہ وہ اپنے بھائی حضرت شیخ فضل اللہ سے اُن کو خرقہ دلائیں گے۔ آپ نے چند بار عرض کیا، لیکن وہی جواب ملا۔ آخر آپ نے ایک دن عرض کیا کہ:[1]

"بنا ارادت و معاملہ پیری و مریدی ربطِ قلب سے متعلق ہے۔ میں اس رابطہ کو حضور کے ساتھ مستحکم اور مستقیم پاتا ہوں۔" ؎

گر لطف کنی ور نکنی در نگذارم
من در تو گرفتیم دگر جائے ندارم

ترجمہ: اگر آپ مہربانی کریں یا نہ کریں در نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے تمہارا در پکڑ لیا ہے دوسری جگہ نہیں ہے (نہیں رکھتا ہوں)

یہ سن کر حضرت شیخ کبیر بہت خوش ہوئے۔ آپ کو بغل میں لیا۔ اپنے حجرۂ خاص میں لے جا کر مریدی کا شرف بخشا اور ذکر تلقین فرمایا بعد ادائے دوگانہ آپ کو خرقۂ خاص سے سرفراز فرمایا۔

خرقۂ خاص سے سرفراز ہونے کے بعد آپ کو خیال آیا کہ اب بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمِ ظاہری کو ترک کر کے تصفیۂ باطن میں مشغول ہونا چاہیئے۔ آپ کے پیر و مرشد آپ کے اس خیال سے آگاہ ہوئے۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ:[2]

---

[1] المشاہیر ص۲۹
[2] سیر العارفین

Marfat.com

"بنا بر شرع و احساس دین علم سے قائم ہے کہ اسے ترک نہ کرو۔ میں نے خداوند تعالیٰ سے چاہا ہے کہ اہلِ ظاہر و باطن دونوں تم سے فائدہ اٹھائیں اور جس طرح ہمارے پیرانِ طریقت نعمتِ صدری و دولتِ معنوی سے معمور ہوئے ہیں، مجھ کو امید ہے کہ تم بھی شامل ان کے آراستہ و پیراستہ ہو۔"

شجرۂ طریقت

آپ کا شجرۂ طریقت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک اس طرح پہنچتا ہے:

"سماء الدین مرید اپنے والد حضرت شیخ فخر الدین و حضرت شیخ کبیر و مرید حضرت سید صدر الدین محمد عرف راجو قتال و مرید حضرت سید احمد کبیر و مرید حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح و مرید حضرت شیخ صدر الدین عارف و مرید حضرت شیخ بہاء الدین زکریا و مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی۔

ترکِ سکونت

ملتان سے سکونت ترک کر کے آپ کچھ عرصہ انتبور اور بیانہ میں رہے۔ پھر سلطان بہلول لودی کے زمانے میں رونق افروز ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔

بادشاہوں کی باریابی

سلطان بہلول لودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو نصیحت فرمائی[1]

"اے بادشاہ تو نے بڑھاپے میں سلطنت پائی ہے۔ خدا سے ڈر اور کذب و معصیت سے بچا رہ۔ اس کا شکر بھیج۔ شکر نعمت کو بڑھاتا ہے

---

[1] المشاہیر ص۱۳۴

Marfat.com

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (شکر کروگے تو اور دوں گا) اور معصیت سے کنارہ کش ہو۔ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے) میں داخل نہ ہو جاؤ۔"

آپ نے اپنا مصلائے خاص بادشاہ کو عنایت فرمایا۔ بادشاہ نے مصلّٰے سر پر رکھا اور واپس ہوا۔

سلطان بہلول لودی کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا نظام خاں جو سلطان سکندر لودی کے لقب سے مشہور ہے، دہلی سے روانگی سے قبل آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور استدعا کی کہ "میں میزان الصرف حضرت سے پڑھنا چاہتا ہوں۔" اس نے سبق کے بہانے سے اَسْعَدَكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ کے معنی آپ سے پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ "نیک بخت کرے تجھ کو خدائے تعالیٰ دونوں جہان میں۔" شہزادہ نظام خاں نے عرض کیا پھر فرمائیے۔ اس طرح تین مرتبہ تکرار کرائی پھر اس نے آپ کے ہاتھ چومے اور بعد عاجزی عرض کیا "میری مراد حاصل ہو گئی۔ میں یہی چاہتا تھا کہ آپ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات نکلیں۔"

آپ کو اس کا حسنِ ادب بہت پسند آیا۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور پھر زبانِ فیض ترجمان سے فرمایا[1]

"نظام! میں نے خدا سے چاہا کہ تو سکندرِ وقت ہو اور بہت بندگانِ خدا تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔" چنانچہ نظام خاں سلطان سکندر لودی کے لقب سے مشہور ہوا۔

شادی اور اولاد آپ کے دو لڑکے تھے۔ ایک حضرت شیخ عبداللہ بیابانی اور دوسرے حضرت نصیر الدین جو آپ کے قائم مقام اور جانشین تھے۔

---

[1] المشاہیر ص۔

Marfat.com

آخری ایام آپ کے خاص مرید او رخلیفہ حضرت مولانا شیخ جمالی نے سفر بیت اللہ سے واپس آکر آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ عبداللہ بیابانی سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور ان کو آپ کی خدمت میں لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔ حضرت شیخ جمالی کو سینے سے لگایا اور ان کو ملبوس خاص عطا فرمایا۔ ایک خط لکھ کر آپ کے حوالے کیا۔

سرنامہ پر یہ شعر تحریر فرمایا۔[1]

طاقتِ صبر مرا نیست دریں بحرِ طویل
قدم زود بنہ بر سرِ ایں پیرِ علیل

دوسرے دن حضرت شیخ جمالی کو بلا کر فرمایا:

واللہ اعلم میرے فرزند شیخ عبداللہ کا دیدار تم کو میسر ہو کہ نہ ہو۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم میرے پاس سے جدا ہو جاؤ۔ میرے جنازے کی نماز کے لئے حاضر رہو۔"

وفات شریف اس کے ایک ہفتہ بعد ۱۷ جمادی الاولیٰ ۹۰۱ھ کو آپ رحمتِ حق میں پیوست ہو گئے۔

مدفن وفات سے چند سال قبل آپ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو خواب میں دیکھا کہ آپ حوض شمسی کے کنارے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جگہ تمہاری ہے۔ چنانچہ آپ کا مزار پُرانوار مہرولی میں (پرانی دہلی) حوض شمسی کے قریب مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ہوتا ہے۔ "قضا" "مہتاب جنت" اور "عارف متقی" آپ کی وفات کی تاریخیں ہیں۔[2]

---

[1] المشاہیر صـ۲۴ [2] خزینۃ الاصفیاء۔

Marfat.com

آپ کے خلفاء آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:
حضرت نصیر الدین، مولانا شیخ جمالی، شیخ ادہن۔

سیرت پاک آپ جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپے آتے تھے، لیکن آپ فتوح کے روپوں میں سے کچھ بھی نہ بچاتے تھے۔ سب رقم فقراء، غرباء، مساکین اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے۔ اکثر قرض لے کر آپ دوسروں کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ آپ کی ذات والا صفات صوری و معنوی خوبیوں سے متصف تھی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:[1]

"شیخ سماء الدین ورع و تقویٰ اور علوم رسمی و حقیقی کے جامع تھے۔ جذب خواطر میں آپ کو تصرف کامل تھا۔ جس بیمار کو بہ نگاہ لطف دیکھ لیتے، امراض روحانی سے سینہ اس کا پاک ہو جاتا اور جس طالب کی طرف مسکرا کر نظر کرتے اس کا دامنِ اُمیدگی ہائے مُراد سے بھر جاتا۔"

علمی ذوق آپ نے لمعات شیخ الدین عراقی پر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ ایک رسالہ "مفتاح الاسرار" آپ کی علمی یادگار ہے۔[2]

تعلیمات آپ فرماتے ہیں:[3]

"تین شخص خداوند تعالیٰ کے انعام مستدام سے محروم رہیں گے۔ اوّل وہ بُوڑھے جو معصیت میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جوان جو بہ اُمید توبہ گناہ نہیں چھوڑتے۔ تیسرے بادشاہ دروغ گو۔"

قولِ صادق صورت کی ریزہ چینی سے مراد یہ ہے کہ درویشوں کے طریق حالی کا اختیار

---

[1] اخبار الاخیار۔ [2] المشاہیر ص۶۱۔ [3] المشاہیر ص۶۲۔

Marfat.com

اور تتبع کی توفیق نہ ہو تو اُن کے اقوال، افعال اور اعمال ہی کی متابعت کی جائے تاکہ درویشوں کی ظاہری صورت کا اثر کدورتِ باطنی کے زنگ کو دُور کر دے۔

ورد و وظائف

آپ آدھی رات کو اُٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ایک پہر نوافل پڑھتے تھے۔ پھر صبح تک مراقبہ میں رہتے تھے۔ نمازِ فجر، نمازِ چاشت اور نمازِ اشراق ادا کرتے تھے۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد سے مراقبے میں رہتے۔ مغرب کی اذان سُن کر آنکھیں کھولتے۔ مغرب کی نماز اور نوافل اوّابین ادا کرتے پھر مراقبہ کرتے اور عشا کی نماز ادا کر کے دولت خانہ تشریف لے جاتے۔

کشف و کرامات

حضرت شیخ جمالی بیت اللہ سے واپس ہو کر گجرات تک آئے ہوں گے کہ آپ نے فرمایا "الحمد للہ جمالی نے مراجعت کی"۔ چند دن کے بعد ایک شخص ادھر سے آیا اور اُس نے حضرت جمالی کی آمد کی خبر دی۔

حضرت جمالی بیان کرتے ہیں کہ سفر میں آپ کو بہت خطرات پیش آئے بعض اوقات ایسا ہوا کہ زندگی سے بھی نا اُمید ہو گئے۔ ایسے موقعوں پر انہوں نے آپ کو اچھی طرح سے دیکھا کہ خوشی خوشی ان کو برگِ پان دیتے ہیں اور ہمت باندھتے ہیں اور اطمینان دلاتے ہیں۔ حضرت جمالی فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دستگیری و اعانت سے وہ زحمت فی الفور راحت و اطمینان میں تبدیل ہو گئی۔

Marfat.com

وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللّٰہِ

(پ ۱۳ - رعد - ۴ ع)

مَطْلَب: اُن لوگوں کے دلوں کو خدا کی یاد سے
تسلی ہوتی ہے -

حصہ چہارم

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۴

حضرت خواجہ باقی باللہ

حضرت خواجہ باقی باللہ شمس حقیقت ہیں، شہباز طریقت ہیں اور جانِ شریعت ہیں۔ آپ رفیع المرتبت ہیں اور خیر المناقب ہیں۔

خاندانی حالات نانا کی طرف سے آپ کا سلسلہ حضرت خواجہ احرار کے نانا حضرت شیخ عمر یاغستانی تک پہنچتا ہے۔ آپ کی نانی خاندانِ سادات سے تعلق رکھتی تھیں [1]۔

والد ماجد آپ کے والد کا نام قاضی عبدالسلام ہے [2] حضرت قاضی صاحب نے کابل میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کا شمار اہل علم اور ارباب کمال میں ہوتا تھا۔ آپ تصوف اور فقہ اور حدیث میں اپنی نظیر آپ تھے۔ مذہبی تقدس کے ساتھ ساتھ حضرت قاضی صاحب دنیاوی اعزاز اور دولت کے بھی مالک تھے۔

---

[1] حضرات القدس ص ۲۱۵۔ [2] انوار العارفین ص ۳۶۷۔

Marfat.com

ولادت شریف آپ کابل میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش سنہ ۹۷۱ھ اور بعض نے سنہ ۹۷۲ھ لکھی ہے۔

نام نامی آپ کا نام سید رضی الدین ہے[۱] آپ خواجہ محمد باقی باللہ کے نام سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت آپ کے والد آپ کی تعلیم و تربیت سے غافل نہ تھے۔ جب آپ پانچ سال کے ہوئے، آپ کو ایک مکتب میں داخل کر دیا۔ مکتب میں قرآن مجید ختم کیا۔ ابتدائی علوم سے فارغ ہو کر آپ مولانا صادق حلوائی کی خدمت میں پہنچے[۲] آپ اُن کے ساتھ کابل سے ماوراء النہر گئے۔ ابھی علوم رسمیہ پورے ہونے میں کچھ دیر تھی کہ آپ نے تصوف کے راستے میں قدم رکھا۔ ماوراء النہر کی ایک علمی مجلس کے ایک فاضل رکن نے افسوس کیا کہ آپ نے اتنی جلدی علوم رسمیہ کی تحصیل کو کیوں ترک کر دیا۔ جب آپ نے یہ سُنا تو فرمایا کہ وہ مشکل سے مشکل کتاب پیش کریں۔ اگر اُن کی تسلی اور تشفی نہ ہو تو ان کا افسوس حق بجانب ہوگا۔

تلاشِ حق آپ نے تحصیل علوم ظاہری کی بجائے علوم باطنی کے اکتساب میں کوشش کرنا شروع کی۔ آپ ماوراء النہر میں درویشوں، فقیروں اور اہل دل کی تلاش میں گھوما کرتے تھے۔ اسی تلاش میں آپ بلخ، بدخشاں اور سمرقند تشریف لے گئے۔ لاہور بھی تشریف لائے۔ جن بزرگان کے رُوحانی فیوض و برکات سے آپ مستفید و مستفیض ہوئے، ان میں حضرت خواجہ عبید، حضرت امیر عبداللہ بلخی، حضرت شیخ سمرقندی، حضرت شیخ بابائی والی قابلِ ذکر ہیں[۳]

مجذوب سے ملاقات لاہور میں ایک مجذوب رہا کرتا تھا۔ آپ نے اُس سے ملنے کی بہت کوشش کی، لیکن ناکام رہے۔

۱؎ حضرات القدس ص۱۱۲ - ۲؎ انوار العارفین ص۳۶۷ - ۳؎ انوار العارفین ص۳۶۸ -

Marfat.com

آخر کار ایک دن اُس مجذوب نے آپ کو اپنے پاس بلا کر بہت سی دعائیں اور بہت سی باطنی نعمتیں دیں۔

بیعت وخلافت

لاہور سے ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ آپ نے حضرت خواجہ امکنگی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں:

"اے فرزند! ہم تمہارے منتظر ہیں۔ جلد آؤ اور ہمارے انتظار کی تشویش کو دُور کرو۔"

آپ جلد ہی حضرت خواجہ امکنگی کی خدمتِ بابرکت میں پہنچے۔ آپ نے اُن سے بیعت کی۔ حضرت خواجہ امکنگی نے تین شبانہ روز اپنے پاس رکھا[1] یہ تین دن آپ نے خلوت میں گزارے۔ ان تین دن میں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ امکنگی کے احوال اور مقامات سے بخوبی واقف ہوئے اور ان کے فیوضِ باطنی اور دیگر فوائد سے بہرہ مند ہونے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی کی رُوحِ پُرفتوح سے بھی فیض یاب ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں قیام

اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق آپ ہندوستان تشریف لائے اور دوبارہ لاہور پہنچ کر ایک سال وہاں قیام فرمایا۔ لاہور سے کوچ کر کے آپ دہلی میں رونق افروز ہوئے۔ دہلی میں آپ نے قلعۂ فیروزی میں قیام فرمایا۔ آپ پانچوں وقت کی نماز مسجد فیروزی میں ادا کرتے تھے۔

ازواج واولاد

آپ نے دو شادیاں کیں۔ آپ کے دو لڑکے ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد عبیداللہ ایک بیوی سے ہیں اور حضرت خواجہ محمد عبداللہ

---

[1] انوار العارفین ص ۲۲۰۔

Marfat.com

دوسری بیوی سے۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہ اپنے بڑے خواجہ محمد عبید اللہ سے چار سال چھوٹے ہیں[1]

یہ دونوں بھائی دو سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔

وفات شریف

آپ نے ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ میں رحلت فرمائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس کی تھی۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے خلفاء

آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ احمد سرہندی جو مجدد الف ثانی کے خطاب سے مشہور ہیں۔ سب سے زیادہ عالم، کامل اور ممتاز تھے۔ آپ نے حضرت شیخ احمد سرہندی کو تاکید فرمائی تھی کہ اُن کے دونوں لڑکوں کو کچھ دن اپنی صحبت میں رکھیں۔ ان دونوں کو تعلیم و تلقین سے بہرہ مند کریں[2]

آپ کے دیگر ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:

شیخ تاج الدین سنبھلی۔ خواجہ حسام الدین۔ شیخ الہداد۔

سیرت مبارک

حضرت خواجہ باقی باللہ سلسلۂ نقشبندیہ میں ایک نمایاں اور ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ کی ہندوستان میں مقبولیت کا راز حضرت خواجہ باقی باللہ کی پُرکشش ذات والا صفات میں مضمر ہے۔ آپ تواضع، خشوع و خضوع، عجز و انکساری میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ عزلت اور گوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے۔

آپ زیادہ تر خاموش رہتے تھے۔ بہت کم بولتے تھے۔ درویشوں، عالموں، سادات کی بے حد عزت کرتے تھے۔ شفقت، ترحم اور عفو و درگذر میں آپ لاثانی تھے۔ رقعت طبع کا یہ حال تھا کہ کسی کی تکلیف نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آپ نے تحمل اور بردباری، زہد و استغناء

---

[1] حضرات القدس صفحہ ۲۶۲۔ [2] زبدۃ المقامات۔

Marfat.com

فیاضی، سادہ مزاجی اور احتیاط کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ آپ عبادات اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ تقریر میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ کا شوکت وقار آپ کے چہرے سے نمایاں تھا۔ آپ کی عظمت اور علوِ مرتبت کے سب معترف تھے۔

علمی ذوق

آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے یہ رسالہ آیت کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اور أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کی تفسیر ہے[1] آپ کے مکتوبات بھی آپ کے علمی ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ نے اپنے دونوں لڑکوں کی پیدائش پر قصیدے لکھے ہیں۔

آپ کی تعلیمات

نقشبندیہ سلسلہ کی بنیاد چند اصلاحات پر ہے[2] وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت

ان کے علاوہ تین اور اصلاحیں ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) وقوفِ زمانی (۲) وقوفِ قلبی (۳) وقوفِ عددی۔

آپ کی تعلیمات معارف و حقائق کا خزانہ ہیں۔

توکل

آپ نے فرمایا:[3]

"توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسبابِ مشروع کو اختیار کریں اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔"

قطعِ علائق

آپ نے فرمایا کہ:[4]

"قطع علائق سے مراد یہ ہے کہ دل دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں

---

[1] حضرات القدس صفحہ ۲۴۱۔ [2] قول جمیل فی بیان سواء السبیل (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۴، [3،4] حضرات القدس صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶۔

Marfat.com

سے رہا ہو جائے اور تمام احوال او رمشاہدات سے یک سوئی اور بے نیازی ہو جائے او رکشش و قلق دائمی احدیت کی طرف ہو۔"

اقوالِ زرّیں

- زہد یہ ہے کہ آدمی رغبت کے کاموں سے باز آئے۔
- قناعت فضول چیزوں سے نکل جانے اور بقدرِ حاجت پر اکتفا کرنے اور کھانے پینے اور رہنے کی چیزوں میں اسراف سے پرہیز کو کہتے ہیں۔
- صبر لذاتِ نفس سے نکل جانے اور مرغوب و محبوب اشیاء سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔
- پیر، تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک پیرِ خرقہ، دوسرے پیرِ تعلیم، تیسرے پیرِ صحبت۔
- جو لوگ خدا کے آگے گردنِ تسلیم و رضا خم کیے ہوتے ہیں وہ مصیبت و بلا کو بلا کی صورت میں نہیں دیکھ سکتے۔
- دوامِ مراقبہ بہت بڑی دولت ہے جو دلوں میں مقبولیت کا سبب ہوتی ہے۔

اَوراد و وَظائف

ذکر کے علاوہ آپ اثباتِ مجرّد کی تلقین فرماتے تھے یعنی فقط اللہ کا ذکر کیا جائے۔ بدونِ نفی و اثبات کے کچھ کو آپ ذکرِ قلبی کی تعلیم فرماتے۔ کچھ کو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور کچھ اسم اللہ کا ذکر کراتے تھے۔

Marfat.com

کشف و کرامات

وفات سے کچھ دن قبل آپ نے فرمایا کہ بعض خوابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقش بندی سلسلے کا کوئی بڑا شخص عنقریب فوت ہونے والا ہے۔[1]

ایک روز آپ کے سائیس کا لڑکا آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس کے باپ کے پیٹ میں سخت درد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے گھوڑے کا حق لیا ہے۔ گھوڑے کا حق گھوڑے کو واپس کر دے گا، اچھا ہو جائے گا۔ اس لڑکے نے اپنے باپ سے جا کر آپ کا فرمان سُنایا۔ سائیس نے کہا کہ واقعی گھوڑے کا حق غصب کیا ہے۔ کچھ روغن اور دانہ گھوڑے کو دیا اور وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔[2]

آپ کے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا۔ اس پر ایک حاکم نے جبر و تشدد کیا اور اس کو گھر سے نکال دینے کی کوشش کی۔ یہ خبر آپ کو پہنچی۔ آپ نے اس ظالم حاکم سے فرمایا کہ محلے میں فقراء رہتے ہیں ظلم کرنا جائز نہیں۔ وہ ظالم حاکم حکومت کے نشے میں اتنا مخمور تھا کہ آپ کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک بار اور آپ نے اس کو نصیحت فرمائی۔ اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ دو تین کے بعد وہ ظالم حاکم چوری کے الزام میں گرفتار ہوا اور مع اپنے رشتہ داروں اور گھر والوں کے قتل کیا گیا۔[3]

---

[1] حیاتِ باقیہ ص۱۲۱ ـ حضرات القدس ص۱۵۸/۲ [2] حضرات القدس ص۱۵۳/۲ [3] حضرات القدس ص۱۵۵/۲

Marfat.com

باب ۱۵

حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی عالم ربانی ہیں، مرتاض حقانی ہیں۔ آپ شیخ العصر تھے، علامتہ الدہر تھے۔

خاندانی حالات

آپ بخارا کے ایک معزز خاندان سے ہیں۔ آپ کے دادا آغا محمد خاندانی دولت اور عظمت کے ساتھ ساتھ روحانی اور علمی دولت سے بھی سرفراز تھے۔ وسط ایشیا کے لئے تیرھویں صدی عیسوی ایک پُر آشوب دور تھا۔ قتل اور غارت گری عام تھی۔ آپ کے دادا آغا محمد مغلوں کے جبر واستبداد سے پریشان ہو کر بخارا چھوڑنے پر مجبور رہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کے زمانے میں ہندوستان آئے۔ شاہی دربار میں رسائی ہوئی۔ سلطان علاء الدین خلجی نے آپ کو اور دیگر خاص لوگوں کو گجرات فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ گجرات کی فتح کے بعد آپ نے وہیں بود و باش اختیار کی۔

آپ کے ایک سو ایک بیٹے تھے۔ سو بیٹوں کا انتقال ہو گیا۔ اس جانکاہ صدمہ نے آپ کو گجرات میں نہ رہنے دیا۔ آپ اپنے ایک بیٹے کو ساتھ لے کر دہلی آئے۔ آپ نے

Marfat.com

۱۷ ربیع الثانی ۱۰۳۹ھ کو انتقال فرمایا۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام مولانا سیف الدین ہے۔ آپ ایک اچھے شاعر اور ایک بڑے عالم ہونے کے علاوہ ایک صاحبِ دل بزرگ بھی تھے۔

ولادت آپ کی ولادتِ باسعادت محرم ۹۵۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا نام عبدالحق ہے۔

تعلیم و تربیت آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی تعلیم و تربیت پر کافی توجہ کی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کی آغوش میں ہوئی۔ آپ بہت ذہین تھے۔ چند ماہ میں قرآن مجید ختم کرلیا اور بہت کم مدت میں حفظ بھی کرلیا۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی۔

حج بیت اللہ آپ کو حج کا شوق ہوا۔ حج کے ارادے سے آپ دہلی سے روانہ ہوئے۔ آپ رمضان ۹۹۶ھ میں شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہوکر اُن کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوئے۔ علم باطنی کی تعلیم آپ نے شیخ عبدالوہاب متقی سے حاصل کی۔ تصوف کی کتابیں اُن سے پڑھیں اور ان کی نگرانی میں حرم شریف میں عبادت کی۔ آپ خاص خاص مقامات پر حاضر ہوکر دعا بھی کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:[1]

"یہ فقیر جب مکہ معظمہ میں تھا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ پر جسے بیتِ خدیجہؓ کہتے ہیں اور وہ مکہ شریف میں بیت اللہ کے بعد سب مقامات سے افضل ہے، حاضر ہوتا تھا اور

---

[1] لطائف الحق اردو ترجمہ نکات الحق مشہ۔

Marfat.com

وہاں کھڑا ہو جاتا تھا اور فقیروں کی طرح چیختا تھا اور یہ کہتا تھا، اے رسول اللہ! کچھ مرحمت کیجئے اور یا رسول اللہ! یہ فقیر آپ کا سائل اور آپ کے دروازے پر حاضر ہے۔ جو کچھ اس وقت سوجھتی تھی اور زبانِ حال گویائی دیتی تھی طلب کرتا تھا اور دامنِ اُمید بھر کر واپس آتا تھا۔

بیعت و خلافت آپ کے والد بزرگوار آپ کے پہلے روحانی مرشد و پیشوا ہیں۔ اپنے والد ماجد کے حکم کے مطابق آپ حضرت سید موسیٰ گیلانی سے بیعت ہوئے اور ان کی خصوصی توجہ سے مستفید ہوئے [1] جب مکہ معظمہ پہنچے وہاں حضرت شیخ عبدالوہاب متقی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ عبدالوہاب متقی نے آپ کو چشتیہ قادریہ شاذلیہ سلسلہ کی خلافت عطا فرمائی۔ اس طرح سے آپ چاروں سلسلوں یعنی چشتیہ، قادریہ، شاذلیہ اور نقشبندیہ سے وابستہ ہو گئے۔

بشارت[2] آپ فرماتے ہیں کہ:

"مجھے خواب میں حضرت غوث الاعظم نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر مرید کیا تھا۔ بیعت ہونے کے بعد حضور سرورِ کائنات نے فارسی زبان میں مجھے بشارت دی "بزرگ خواہی شد" یعنی تو بزرگ ہو گا۔"

واپسی دہلی حضرت شیخ عبدالوہاب متقی کا اشارہ پا کر آپ دہلی تشریف لائے۔ دہلی میں آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا، جہاں مذہبی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ نے دہلی میں تمام عمر درس و تدریس، رشد و ہدایت اور تصنیف و تالیف میں گزاری۔

---

[1] روضۃ الاقطاب ص۹۵ [2] زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار۔

Marfat.com

اولاد آپ کے صاحب زادے شیخ نورالحق صاحبِ دل بزرگ تھے۔

وفات شریف آپ ۲۱ ربیع الاوّل ۱۰۵۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔
آپ کا مزار مہرولی میں (نزدیک دہلی) حوضِ شمسی کے داہنے کنارے زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

سیرتِ مبارک آپ ایک عالم باعمل تھے۔ صاحبِ حال اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ عبادت اور ریاضت میں بہت مشغول رہتے تھے۔
ہندوستان میں آپ محدث کہلائے۔ آپ کو علم حدیث پر کافی عبور تھا اور آپ نے اس علم کو پھیلانے میں سعی بلیغ کی۔

علمی ذوق آپ کے علمی ذوق کا پتہ آپ کی تصانیف سے چلتا ہے۔ آپ کی تصانیف بہت ہیں۔ بعض نے آپ کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ بتائی ہے۔
آپ کی تصانیف مختلف موضوعات پر ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسبِ ذیل ہیں[1]

اصولِ حدیث۔ مرج البحرین۔ رسالہ در مسئلہ سماع۔ رسالہ در مسئلہ وحدت وجود۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار۔ لطائف الحق۔ اسماء الرجال۔ مدارج النبوۃ۔ جامع البرکات تکمیل الایمان۔

آپ کی تعلیمات (حدیث)

آپ فرماتے ہیں کہ:[2]

"جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق رسولِ خدا صلعم کے قول و فعل و تقریر پر ہوتا ہے۔ جس حدیث کی سند رسولِ خدا تک پہنچے اس

---

[1] فہرست التصانیف۔ [2] اصولِ حدیث (ترجمہ) ص ۲-۳۔

Marfat.com

کو مرفوع کہتے ہیں، اور جس کی سند صحابی تک پہنچی، اس کو موقوف بولتے ہیں۔ جس حدیث کی سند تابعی تک پہنچی اس کو مقطوع بولتے ہیں۔ جو شخص سُنّت کے ساتھ مشغول ہے اور کو محدث اور جو تواریخ کے ساتھ مشغول ہے اس کو اخباری کہتے ہیں۔

حدیث کے اقسام

آپ فرماتے ہیں کہ [1]

"حدیث کے اقسام میں سے شاذ، منکر، مُعَلَّل ہے [2] اور حدیث کی اصل اقسام تین ہیں۔ صحیح، حسن، ضعیف [3]"

راوی

آپ فرماتے ہیں کہ [4]:

"حدیث صحیح کا راوی اگر ایک شخص ہے تو وہ حدیث غریب ہے اور اگر دو راوی ہیں تو عزیز ہے اور اگر دو سے زیادہ راوی ہیں تو مشہور ہے اور اگر حدیث کے راوی کثرت میں اس حد کو پہنچ جاویں کہ عادت محال سمجھے اُن کے اتفاق کرنے کو جھوٹ پر تو ایسی حدیث کو متواتر کہتے ہیں۔"

چھ کتابیں

آپ فرماتے ہیں کہ [5]

"وہ چھ کتابیں جو اسلام میں مقرر و مشہور ہیں، جن کو صحاحِ ستہ کہتے ہیں"

---

[1] اصولِ حدیث ص۱۲۔ [2] اصولِ حدیث ص۱۱۔ [3] اصولِ حدیث ص۱۱۔ [4] اصولِ حدیث ص۲۸-۲۹۔

Marfat.com

ان کے نام یہ ہیں: صحیح بخاری صحیح مسلم۔ جامع ترمذی سنن ابوداؤد۔ نسائی۔ سنن ابن ماجہ اور بعض کے نزدیک ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک ہے۔"

سیدھا راستہ

آپ فرماتے ہیں کہ[1] "سالک کو راہِ سلامت اور طالب کو سبیلِ استقامت یہ ہے کہ خوضِ فلسفیات کو حرام جانے اور زیادتی دلائلِ کلامیہ سے پرہیز کرے اور دروازہ قیل وقال اہلِ بحث وجنگ وجدال کا بند رکھے۔ عقائد اہلِ سُنّت وجماعت میں یہی کافی ہے کہ دلائلِ اجمالیہ پر اکتفا کرے۔ اور اسی کے اتباع میں رہے اور نقل کو معاملاتِ شریعت واحکامِ کتاب وسُنّت میں معزول جانے اور منقول کو تابع معقول نہ کرے اور تاویل وتشکیک سے باز رہے اور دائرۂ اعتقاد وانقیاد سے باہر نہ جاوے اور اپنی فہم قاصر وعقلِ ناقص پر اعتماد نہ کرے۔"

تطابقِ شریعت وطریقت

آپ فرماتے ہیں کہ[2]: "یہ گمان نہ کریں کہ طریقہ تصوف کا مخالف مذہب شریعت اور کتاب وسُنّت کے ہے۔ حاشا وکلا ہرگز دونوں فرقوں میں علم مو مغایرت نہیں اور نہ کسی قسم کی باہم مباینت ہے۔ خاص وخلاصہ اس ملت کے صوفیہ کرام ہیں کہ وہ ظاہراً وباطناً چننے والے نورِ سنت اور کھولنے والے پردوں حقیقت کے ہیں اور سلوک طریقت میں عملاً، حالاً اور تحقیق معنی میں تصدیقاً اور اخلاص میں یقیناً اور جاننے مکر نفس میں صریحاً اور واقفیت وآگاہی ورع وتہذیب اخلاق میں یکتا ہیں۔ سوائے

---

[1] مرج البحرین (ترجمہ) صلا [2] مرج البحرین ص۱۲۴

Marfat.com

اس کے تزکیۂ ظاہر و تصفیۂ باطن و تخلیۂ قلب و تزکیۂ روح میں کوئی شخص ان سے سبقت نہیں لے گیا ہے اور جیسا کہ اُن کو اعمال و احوال اور اخلاق و مقامات اور وجد و ذوق و نکات و اشارات بلکہ تمام کمالات نے ہاتھ دیا ہے ایسا کسی فرقہ کو نہیں دیا۔"[1]

اقوال

آپ کے چند اقوال حسب ذیل ہیں:

- خوش نصیبی اور کامیابی اور بلند اقبالی اور نیک بختی کی نشانی بزرگوں کی ملاقات ہے[2]
- اکثر آدمی غیرت اور عزت کی وجہ سے پرہیزگاری اور نیک بختی کے پردے میں رہتے ہیں[3]
- فکر سے خالی بیٹھنا اور قوتِ ذہنیہ سے کام نہ لینا نکمی بات ہے اور قوتِ نظری یعنی ذکاوت کے زائل ہونے کا سبب ہے[4]
- نعمت کی بے قدری موجبِ عتابِ باری ہے[5]
- ایک شے سے دھیان لگانا اور اس کو بخوبی حاصل کرنا اس کے ماسوا کے زائل کرنے کا سبب ہے[6]
- دل کی یکسوئی وحدت میں ہے اور پریشانی اور فتور کثرت میں[7]
- سب سے زیادہ بری چیز ناقصوں کی صحبت ہے اور اس بارے میں ناقص میرے نزدیک وہ شخص ہے جس کو کمال کا غم اور اپنے حال پر افسوس نہیں[8]
- محبتِ دنیا و اعتقادِ عقل و اطاعت نفس کی موجب کفر و ضلالت کا ہے[9]

---

[1] لطائف الحق (ترجمہ اردو نکات الحق) ص۱۱ [2] لطائف الحق ص۱۱ [3] لطائف الحق ص۱۲ [4] لطائف الحق ص۱۶
[5] لطائف الحق ص۱۷ [6] لطائف الحق ص۱۷ [7] لطائف الحق ص۲۶ [8] مرج البحرین ص۵

Marfat.com

اوراد و وظائف

آپ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے:[1]

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ"

ترجمہ: اے اللہ پاک جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ذرّے کے شمار کے برابر ہزار ہزار دفعہ رحمت نازل کر۔

آپ فرماتے ہیں کہ علم، قدرت اور رحمت، اللہ پاک کی تین صفتیں ہیں۔ طالب مقصود کے لئے ضروری ہے کہ ان تینوں صفتوں کی طرف توجہ رکھے اور رحمت حاصل کرتا رہے۔ لیکن ان صفتوں کی طرف نظر کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اپنی کیفیت میں فتور ڈالے[2]

آپ فرماتے ہیں کہ:[3]

"اللہ کی وحدت اور اس کے ذکر کی طرف رُخ کرے اور کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور کمال یک سوئی سے اس کلمہ کی تکرار کرے اور اس ذکر میں غرق ہو جائے۔ اس کے بعد صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرے اور اگر ہو سکے تو اپنے تئیں اس پر قائم کرے اور اقرار دے۔ مجھ سے تو رسول اللہ کا حیلہ چھوڑا نہیں جاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو میں ترک نہیں کر سکتا اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے حرف پر نہیں ٹھہر سکتا، کیوں کہ حضورؐ کا نور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے نور میں اور حضورؐ کی یاد اس کے جمال اور کمال کو زیادہ کرتی ہے"

---

[1] لطائف الحق ص۲۷ [2] نکات الحق ص۳۲ [3] نکات الحق ص۳۹

Marfat.com

باب ۱۶

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی

حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی مقبول بارگاہِ ایزدی ہیں۔ آپ زبدۂ ارباب ریاضات و مجاہدات لامتناہی ہیں اور عارف اسرار معارف الٰہی ہیں۔

خاندانی حالات آپ کے آباؤ اجداد خجند (ترکستان) کے رہنے والے تھے[1]

والد ماجد آپ کے والد کا نام شیخ نور اللہ ہے۔ آپ کو حاجی بھی بتایا جاتا ہے۔ بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کو شیخ حاجی نور اللہ لکھا ہے[2] آپ شاہجہاں کے زمانے میں ایک کامیاب اور قابل انجینیئر تھے۔

نسب نامہ پدری آپ کا سلسلۂ نسب پہلے خلیفہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے کہ شیخ نور اللہ بن شیخ احمد بن حامد صدیقی...[3]

---

[1] انوار العارفین ص ۴۲۹ [2] انوار العارفین ص ۴۲۹ [3] انوار العارفین ص ۴۲۹

Marfat.com

ولادت شریف آپ شاہجہان آباد (دہلی) میں ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ کو اس عالم میں تشریف لائے[1] آپ نے اپنی تاریخ پیدائش رقعاتِ کلیمی میں تحریر فرمائی ہے۔ لفظ "غنی" سے آپ کی تاریخ پیدائش نکلتی ہے۔

نامِ نامی آپ کا اسم گرامی شیخ کلیم اللہ ہے۔

تعلیم و تربیت حدیث، فقہ اور دیگر علومِ ظاہری آپ نے شیخ ابوالرضا سے پڑھے۔ ان علوم کی تکمیل کے بعد شیخ ابوالفتح قادری سے علوم باطنی حاصل کرنے میں کوشاں ہوئے اور کچھ عرصہ بعد علومِ باطنی میں بھی درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کو حضرت شیخ برہان الدین المعروف بہ شیخ بہلول بن کبیر محمد بن علی الصدیق برہان پوری سے نسبت تلمیذ اور اجازت اعمال حاصل ہے[2]

تلاشِ حق آپ ایک بزرگ سے ملے۔ اس وقت بھی آپ مشغولی سے خالی نہ تھے۔ ان بزرگ نے آپ کو صوتِ سرمدی کی تلقین کی۔ صوتِ سرمدی کو صوتِ لایزالی بھی کہتے ہیں۔ اور جوگ میں اس کو انہد کہتے ہیں۔ اس شغل سے آپ نے وہ آواز سنی جس کے متعلق ان بزرگ نے فرمایا تھا اور آپ کو وہ چیز حاصل ہوئی جو اب تک آپ کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے ان بزرگ سے کہا کہ مقصود جس کی وہ تلاش میں ہیں کب حاصل ہوگا۔ جب اس شغل سے مقصد براری نہیں ہوئی آپ نے وہ شغل ترک کر دیا[3]

مجذوب سے ملاقات ایامِ جوانی میں آپ ایک کھتری لڑکے پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے۔ اس لڑکے نے آپ کی طرف کچھ التفات نہیں برتا۔ اس شہر میں ایک مجذوب رہتے تھے۔ ان مجذوب کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ جس

---

[1] انوار العارفین ص ۳۲۹ [2] تکملۂ سیر الاولیا ص ۸۵-۸۶ [3] تکملۂ سیر الاولیا ص ۷۷-۷۸ [4] خزینۃ الفوائد۔ تکملۂ سیر الاولیا ص ۷۹۔

Marfat.com

کسی کی کوئی چیز منظور کر لیتے ہیں، اس کا کام ہو جاتا ہے اور جس کی چیز منظور نہیں کرتے اُس کا کام نہیں ہوتا - آپ کچھ ریوڑیاں لے کر ان مجذوب کے پاس گئے۔ ان مجذوب نے آپ کی ریوڑیاں قبول کیں - دوسرے روز جب آپ اس لڑکے کے پاس گئے، اس لڑکے نے خود آپ کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت التفات برتا - اس التفات کا آپ پر دوسرا اثر ہوا - آپ کا دل اس لڑکے سے برگشتہ ہو گیا - آپ ان مجذوب کے پاس آنے جانے لگے - ایک دن ان مجذوب نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور اپنا سر آپ کی زانو پر رکھ کر سو گئے - جب وہ مجذوب سو کر اُٹھے آپ کے اندر جذب کی صورت پیدا ہوئی - آپ نے اپنے میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس کی - جب پھر ان مجذوب کے پاس گئے، ان مجذوب نے آپ کا خطرہ محسوس کیا - اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا[1]

"اگر تم اس قسم کی آگ چاہتے ہو تو یہ میرے پاس بہت ہے لیکن پانی حضرت شیخ یحییٰ مدنی کے پاس ہے - اُن کے پاس جاؤ۔"

زیارت کا شوق

آپ کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کا شوق ہوا - چنانچہ آپ سنہ ۱۱۱۰ھ میں مکہ معظمہ پہنچے اور وہاں سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

بیعت و خلافت

آپ قافلے کے ہمراہ تھے - ایک نخلستان میں بیٹھے ہوئے تھے - حضرت شیخ یحییٰ مدنی رہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ شہر کے باہر قافلے کے ساتھ ایک شخص کلیم اللہ نام کا ہے - اس کو بلا لاؤ - وہ شخص وہاں گیا اور آواز دی، لیکن کوئی نہیں بولا - آپ نے آواز سنی، لیکن خیال کیا کہ وہ کسی اور شخص کو پکارتا ہے، اس لئے آپ خاموش رہے - اس شخص نے واپس آکر حضرت شیخ

---

[1] تکملہ ص ۹

Marfat.com

یحییٰ مدنی رح سے عرض کیا کہ وہاں اس نام کا کوئی شخص نہیں معلوم ہوتا۔ آواز دی لیکن کوئی نہیں بولا۔ حضرت شیخ یحییٰ نے اس شخص سے فرمایا کہ پھر جا کر کلیم اللہ جہان آبادی کے نام سے آواز دو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ نے اس کی آواز سنی۔ آپ کو یقین ہوا کہ وہ آپ ہی کو پکارتا ہے۔ آپ نے اس کو جواب دیا اور اس کے ساتھ چل کر حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔[1]

آپ نے حسب ذیل رباعی پڑھی:

اے کہ تو از نام تو می بارد عشق   وز نامہ و پیام تو می بارد عشق

عاشق شود آنکس کہ بکویت گذرد   گو ز در و بام تو می بارد عشق

حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح یہ رباعی سن کر بہت خوش ہوئے۔ آپ نے بیعت ہونے کے لئے عرض کیا۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح نے آپ کی درخواست منظور فرمائی۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور خرقۂ خلافت آپ کو مرحمت فرمایا۔ کچھ عرصے تک آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہے اور روحانیت کے اعلیٰ مقام طے کرتے رہے۔

واپسی اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق آپ ہندوستان واپس تشریف لائے آپ نے دہلی آکر جامع مسجد اور لال قلعہ کے درمیان رہنا پسند فرمایا۔ دہلی میں آپ نے درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں ساری عمر صرف کی۔ ہزاروں لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

ذریعۂ معاش آپ کا ایک مکان تھا۔ اس کا ڈھائی روپے ماہوار کرایہ آتا تھا۔ آپ خود ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ آٹھ آنے یعنی پچاس پیسے اس مکان کا کرایہ دیتے تھے اور باقی دو روپے میں اپنا اور اپنے وابستگان

---

[1] تکملہ سیر الاولیاء ص۷۹، ۸۰

Marfat.com

کا خرچہ چلاتے تھے۔[1]

وفات شریف آپ نے بعمر ۸۱ سال، ۹ ماہ۔ ۲۴ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار پُرانوار دہلی میں جامع مسجد اور لال قلعہ کے درمیان واقع ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال بڑی شان و شوکت سے زیر اہتمام نقیب الاولیاء صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی متولی و سجادہ نشین منعقد ہوتا ہے اور تین دن تک عرس کی محفلیں بڑے تزک و احتشام سے جاری رہتی ہیں۔

اولاد آپ کے صاحبزادے حضرت محمد غوث صاحبِ دل تھے۔ آپ حضرت مولانا فخرالدین فخرِ جہاں کے مرید اور خلیفہ تھے۔[2]

آپ کے خلفاء آپ کے خاص خاص خلفاء حسب ذیل ہیں:
حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی، حضرت محمد ہاشم، مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب، مولانا شاہ جمال صاحب۔ خواجہ یوسف۔

سیرتِ پاک آپ فانی فی اللہ ہیں۔ صاحبِ تجرید اور توحید ہیں۔ آپ کا شمار اکابر اولیاء میں ہے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ قطبِ زمانہ تھے۔ آپ مجاہدات اور ریاضات میں بے مثل تھے۔ آپ سنّتِ رسولؐ کے سخت پابند تھے۔ نفل بہت پڑھتے تھے۔ رات کو جاگتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ جب تقریر فرماتے فصاحت اور بلاغت کے وہ جوہر دکھلاتے کہ سُننے والے بے حد متاثر ہوتے۔ آپ کی طبیعت میں صفائی، نفاست اور پاکیزگی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ روزانہ صبح کو غسل کرتے تھے۔ آپ کا لباس نہایت صاف و شفاف ہوتا تھا۔ آپ کو سماع کا بے حد شوق تھا۔ تلاوتِ قرآن پاک آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ آپ توکّل اور قناعت میں یگانۂ روزگار تھے۔

---

[1] تکملۂ سیر الاولیاء ص۵۸۔ [2] مناقب فخریہ ص۱۹۔

Marfat.com

فرخ سیر بادشاہ کو آپ سے کافی عقیدت تھی۔ اس نے بارہا کوشش کی کہ آپ کچھ قبول فرمائیں لیکن آپ نے جاگیر، مکان یا نذرانہ قبول نہیں فرمایا[1]

علمی ذوق آپ کے خطوط تصوف اور معرفت کا خزانہ ہیں۔ یہ خطوط مکتوباتِ کلیمی کے نام سے شائع ہو گئے ہیں۔

آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں[2]

سوار السبیل، تسنیم، عشرۂ کاملہ، قرآن القرآن۔ مرقع شریف، کشکول۔

تعلیمات آپ نے اپنے خطبات، مکتوبات اور تصانیف سے لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔

رجوعِ حق آپ نے اپنے خلیفہ حضرت شیخ نظام الدینؒ کو تحریر فرمایا کہ[3] ازدحام خلق موجب شکر الٰہی ہے۔ جتنا ازدحام خلق زیادہ ہو، اتنا ہی خداوند تعالیٰ کا شکر زیادہ کرنا چاہیے۔ رجوع خلائق محض خداوند تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اس سے تنگ نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ دولت ہر ایک کو حاصل نہیں ہے۔

فتوحات آپ نے فرمایا کہ: "جو کچھ فتوحات آئیں ان کو فقراء میں خرچ کر دینا چاہیے۔ اور جس دن نہ آئیں اس دن کو غنیمت جاننا چاہیے کیونکہ فقر و فاقہ میں عظیم تاثیر ہے"۔

وصل آپ فرماتے ہیں کہ[4]: "وصل عبارت ہے جملہ اشیاء سے ترک تعلق کرنا اور کسی چیز کی طرف التفات نہ کرنا بے رنگیٔ محض میں گم اور ہلاک ہو جانے سے مراد ہے۔ مقدمہ ابتدا اس حال کی بے خودی جملہ حواس سے ہے۔ یہ حالت مثل موت کے ہوتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ موت میں حضور نہیں ہوتا اور اس میں حضور ہے"۔

---

[1] تکملہ سیر الاولیاء ص۸۵۔ [2] تکملہ سیر الاولیاء ص۸۰-۸۱، [3] مکتوبات کلیمی۔ [4] کشکول ص۲

Marfat.com

ذکر و فکر آپ نے فرمایا کہ[1]

• ذکر و فکر کو حاصل کرنے میں اپنی ساری ہمت اور تمام اوقات صرف کر دے اور ایک ساعت اور ایک لمحہ ایسی چیز کی طرف مشغول و مصروف نہ ہو جو تیرے لئے ذکر و فکر کے حاصل کرنے میں خلل انداز ہو۔[2]

اقوالِ زرّیں

آپ کے بعض اقوال ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

- معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علمی اور دوسری حالی۔
- توحید کے چار مرتبے ہیں۔ ایک توحید ایمانی۔ دوسری توحید علمی۔ تیسری توحیدِ حالی۔ چوتھی توحید الٰہی۔
- محبّت ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر دنیا میں ایمان و عمل کی صحت و سقم کا دارومدار اور آخرت میں مجازات کا حصّہ ہے۔
- اس چیز کا گم کرنا فقر ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈھونڈی جاتی ہے۔
- اپنے تمام امور کو نسیان کے ہاتھ میں سونپ دینا توکّل ہے۔
- روزہ تمام عبادتوں سے افضل اور اشرف عبادت ہے بلحاظ اخفاد کتمان۔

اوراد و وظائف

ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں:

حاجت پوری ہونے کے واسطے

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی فرماتے ہیں کہ نفلوں کے بعد تنہا گوشے میں بیٹھنا چاہئے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر سو بار یا ربّ یا ربّ کہے۔ جو خدا سے مانگے گا، پاوے گا۔ اگر ہزار بار کہے تو کامیابی میں کوئی شک نہیں۔[2]

(۲) آپ فرماتے ہیں کہ حاجت روائی کے واسطے تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا بہت مفید ہے، لیکن سو بار سے کم نہ کہنا چاہئے۔[3]

---

[1] عشرۂ کاملہ ص ۹۱۔ [2] مرقع شریف ص ۲۹۔ [3] مرقع شریف ص ۲۹

Marfat.com

دشمن کو مغلوب کرنے کے واسطے آپ فرماتے ہیں کہ جب دشمن کے سامنے جائے یہ دعا پڑھے[1]: یَا سُبُّوحُ یَا قُدُّوسُ یَا غَفُورُ۔

کامیابی کے واسطے آپ فرماتے ہیں کہ جو کوئی یہ دعا پڑھے گا مقصد میں کامیاب ہو گا[2]: یَا حَیُّ یَا عَلِیمُ یَا عَزِیزُ یَا کَرِیمُ سُبْحَانَکَ یَا کَرِیمُ تو کارکی صعب را سلیم بحق اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

روزی کشادہ ہونے کے واسطے آپ فرماتے ہیں کہ روزی کشادہ ہونے کے واسطے ہر روز سو بار یہ پڑھے[3]

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

کشف و کرامات آپ سے بہت سی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ آپ کی چند کرامتیں حسب ذیل ہیں:

- جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے ایک جگہ جو شہر سے کچھ دور تھی، قیام فرمایا۔ یکایک آپ رباط عام سے باہر تشریف لائے اور لوگوں سے بھی جو وہاں موجود تھے باہر آنے کو فرمایا۔ آپ کے باہر تشریف لاتے ہی رباط کی چھت گر گئی۔ سب کی جان بچ گئی۔
- آپ کے ایک مرید کے امرود کے باغ دو پیڑ خشک ہو گئے۔ اس نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے اپنے وضو کا پانی اس کو دیا اور فرمایا کہ وہ پانی سوکھے ہوئے درختوں کی جڑوں میں ڈالنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ سوکھے ہوئے پیڑ سرسبز و شاداب ہو گئے۔
- ایک سال دہلی میں بارش ہوئی۔ چند علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ "اے رب! اپنے بندوں پر رحم فرما۔" یہ دعا ختم ہوتے ہی خوب بارش شروع ہوئی۔

---

[1] مرقع شریف ص۱۹۔ [2] مرقع شریف ص۲۰۔ [3] مرقع شریف ص۱۵۔

Marfat.com

باب ۱۷

محب النبی

حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں

محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں فخر الاولین والآخرین ہیں۔ آپ قطب زمانہ ہیں، فرد یگانہ ہیں، شہسوار عرصۂ ولایت ہیں، صدر نشین محفل کرامت ہیں۔

خاندانی حالات بواسطہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ آپ کی نسبت نسبی امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے حضرت مولانا فخر جہاں نے سلسلۂ حدیث میں اپنے کو صدیقی لکھا ہے[1]

والد بزرگوار آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی اسم گرامی حضرت نظام الدین ہے۔ آپ کے خاندان کے بزرگ باہر سے تشریف لاکر قصبہ نگراؤں (کاکوری) اودھ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ آپ کے والد حضرت نظام الدین دہلی آکر حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی سے بیعت ہوئے اور خرقۂ خلافت سے

۱۔ تکملۂ سیر الاولیاء ص ۹۴

Marfat.com

مشرف ہوئے۔ اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق آپ دکن تشریف لے گئے اور اورنگ آباد میں سکونت اختیار کرکے وہیں رشد و ہدایت فرمانے لگے۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ مکرمہ حضرت سید محمد گیسو دراز کے خاندان سے تھیں[۱]

بھائی آپ کے چار بھائی تھے[۲] حضرت محمد اسماعیل آپ کے بڑے بھائی تھے اور تین سوتیلے بھائی تھے (۱) غلام معین الدین (۲) غلام بہاؤ الدین (۳) غلام کلیم اللہ۔ یہ تینوں بھائی آپ سے بیعت تھے[۳]

بہن آپ کی بہن بھی آپ سے بیعت تھیں۔

ولادتِ باسعادت آپ ۱۱۲۶ھ میں اورنگ آباد میں جلوہ گر ہوئے[۴]

نامِ نامی آپ کے والد ماجد نے آپ کی ولادت باسعادت کی خبر اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی کو کی۔ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی بہت خوش ہوئے اور آپ نے اپنا ملبوسِ خاص آپ کے واسطے بھیجا۔ آپ نے آپ کا نام مولانا محمد فخرالدین رکھا اور فرمایا کہ "یہ میرا فرزند ہے"[۵]

آپ کے متعلق پیشین گوئی حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی نے آپ کے متعلق فرمایا:

"یہ فرزند شہر شاہجہان آباد کو اپنے نورِ ہدایت سے منور و روشن کرے گا"

لقب آپ کا لقب محب النبی ہے۔

آپ کے محب النبی کے لقب سے ممتاز ہونے کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ جب آپ خواجہ غریب نواز رح کے دربار میں اجمیر شریف حاضر ہوئے، اس وقت ایک صاحبِ دل بزرگ

---

[۱] خلاصۃ الفوائد [۲] مناقب فخریہ [۳] تکملہ سیر الاولیا ص۱۰۱ مناقب فخریہ ص۵ [۴] مناقب فخریہ ص۲۔ [۵] تکملہ سیر الاولیا ص۱۰۵

Marfat.com

اپنے کسی کام کے واسطے دربارِ غریب نوازؒ میں حاضر تھے۔ ان بزرگ کو خواجہ غریب نوازؒ نے بشارت دی کہ ان کو پہچان لو۔ مطلب برآری ان سے ہوگی۔ اُن کا نام "محب النبی" ہے۔ ان بزرگ نے آپ کو تلاش کیا اور خدمت میں حاضر ہوکر سارا قصہ بیان کیا۔ اس روز سے آپ اس لقب سے مشہور ہوئے۔

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ عرس کے موقع پر حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے مزار پُرانوار پر حاضر تھے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے آپ کو لنگر سے کچھ تبرک دیا اور ارشاد فرمایا کہ:

"تم "محب النبی" ہو[1]" اس روز سے آپ محب النبی کہلانے لگے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے چند کتابیں اپنے والد بزرگوار سے پڑھیں۔ آپ نے "شرح وقایہ" "مشارق الانوار" "نفحات الانس"۔ ایک کتاب علمِ طب میں اور ایک رسالہ تیر اندازی کے فن میں۔ یہ سب کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ آپ نے میاں محمد جان جیو سے اور کتابیں پڑھیں جن میں فصوص الحکم وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے مشہور کتاب "ہدایہ" مولوی عبدالحکیم سے پڑھی جو بہت بڑے عالم تھے اور فقہ میں ماہر تھے[2]۔

بچپن کا ایک واقعہ

آپ کی عمر سات سال کی تھی کہ ایک روز آپ اپنے والد ماجد کے پیر دبا رہے تھے۔ آپ پر غنودگی طاری ہوئی۔ سرورِ دین و دنیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو چنے کے پانچ دانے مرحمت فرمائے۔ جب آپ ہوشیار ہوئے، وہ چنے کے پانچ دانے آپ نے اپنے ہاتھ میں دیکھے۔ آپ کے والد بزرگوار بھی جاگ گئے۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اُنہوں نے

---

[1] تکملۂ سیر الاولیاء، ص ۱۱۲۔ [2] تکملۂ سیر الاولیاء، ص ۱۰۶-۱۰۷۔

Marfat.com

فرمایا "ان دانوں میں ہمارا حصہ بھی ہے۔ آپ نے اور آپ کے والد ماجد نے وہ دانے تناول فرمائے [1]

بیعت وخلافت

آپ صغرسنی میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی آپ کے والد ماجد نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

والد ماجد کا وصال

خرقۂ خلافت عطا کرنے کے ایک سال بعد آپ کے والد ماجد نے جانِ شیریں جانِ آفریں کے سپرد فرمائی۔ والد بزرگوار کے وصال کے وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی۔

ریاضت ومجاہدہ

والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپ زیادہ وقت عبادات میں گزارتے تھے۔ آپ اپنے حال کی کسی کو خبر نہ دیتے تھے۔ جو لوگ آپ کے قریب تھے اُن کو بھی آپ کی ریاضات، عبادات اور مجاہدات کا علم نہ تھا۔ ایک دن آپ کے پیر بھائی اور ہم خرقہ خواجہ کامگار خاں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ حلقۂ ذکر منعقد کریں اور ذکر جہر کرایا کریں۔ آپ مسکرائے اور اُن سے فرمایا کہ وہ آپ کے واسطے دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ ان کو ان کاموں کی توفیق دیں۔ انہوں نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، اُن کو جو دولت و نعمت حاصل ہوئی تھی وہ فوراً سلب ہوگئی۔ اور وہ معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے ان کو معاف فرمایا اور وہ تمام دولت و نعمت جو سلب ہوئی تھی، وہ اور اس کے علاوہ مزید نعمت مرحمت فرمائی [2]

ملازمت

آپ کی خواہش پر نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے آپ کو عہدہ سپہ سالاری یا نائب بخشی تفویض کیا [3] آپ نے تین سال تک بحسن وخوبی

---

[1] تکملۂ سیرالاولیاء ص۱۰۵-۱۰۶، مناقب فخریہ ص۵۔ [2] مناقب فخریہ ص۷-۸۔ [3] مناقب فخریہ ص۷-۸۔
[4] مناقب فخریہ ص۱۔

Marfat.com

اپنے فرائض انجام دیئے پھر مستعفی ہو کر اورنگ آباد تشریف لے گئے۔

دہلی میں آمد ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ عبادت میں مشغول تھے۔ آپ نے یہ آواز سنی۔ ؏

بند بگسل باش آزاد اے پسر

یہ سن کر آپ کو دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ اپنے والد ماجد کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ جب مراقب ہوئے یہ آواز سنی ؎

شہ اقلیم فقرم بے خودی تخت روان من
نہ چوں فرہاد مزدورم نہ چوں مجنوں زمیندارم

یہ سن کر آپ نے دہلی جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

آپ ۱۱۶۰ھ میں دہلی میں رونق افروز ہوئے[1]

پاک پٹن شریف میں آمد دہلی تشریف لانے کے چھ ماہ بعد آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کے مزار اقدس کی زیارت کے واسطے پاک پٹن حاضر ہوئے۔ پانی پت میں چار راتیں قیام فرمایا۔ حضرت بوعلی قلندر کے فیوض و برکات سے مالامال ہوئے۔

شادی اور اولاد ایک بیماری کے ازالہ کے واسطے آپ نے حکیموں کا مشورہ قبول فرما کر اورنگ آباد میں شادی کی۔ آپ کے ایک لڑکا ہوا۔ آپ نے ان کا نام غلام قطب الدین رکھا[2]

وفات شریف آپ ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو رات کے آخری حصہ میں اس جہانِ فانی سے رحمت یزدانی کی طرف رحلت فرمائی[3] بوقتِ وفات

---

[1] مناقب فخریہ ص۱۱ [2] تکملہ سیرالاولیاء ص۱۳۰ [3] مناقب فخریہ ص۵۱-۵۴

Marfat.com

آپ کی عمر ۷۳ سال کی تھی۔ آپ کا مزار مہر دہلی میں فیوض و برکات کا سر چشمہ ہے۔

آپ کے خلفاء

آپ کے مشاہیر خلفاء حسب ذیل ہیں:

"حضرت خواجہ نور محمد مہاروی، حضرت مولانا میر ضیاء الدین، حضرت مولوی خدا بخش، نواب غازی الدین میر خاں المتخلص بہ نظام شاہ فتح اللہ، مولوی محمد غوث۔ شاہ روح اللہ شاہ قمر الدین اور حضرت محمد غوث۔

سیرت پاک

آپ کی ذات والا صفات اوصاف ظاہری و باطنی کی جامع تھی۔ آپ نہایت خلیق و متواضع تھے۔ آپ ہر آنے والے کی تعظیم و تکریم بلا کسی امتیاز کے کرتے تھے[1] بیماری میں بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ میں ایثار نفس بدرجہ اتم تھا۔ عبادت، ریاضت، مجاہدہ اور مراقبہ میں زیادہ وقت گذارتے تھے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو روپیہ اور چیزیں نذر میں آتی تھیں، سب کو تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ اپنے واسطے کچھ نہ رکھتے تھے۔ انکساری اس درجہ تھی کہ جب آپ کا خاکروب پیرا دو روز متواتر خانقاہ میں صفائی کے واسطے نہیں آیا، اور جب معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے، آپ بہ نفس نفیس اس کو دیکھنے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کو کچھ روپیہ دیا اور اس سے معذرت کی کہ اس کی خبر گیری میں اتنی دیر ہوئی[2]۔

علمی ذوق

آپ کے خطوط گنجینۂ معرفت ہیں۔ وہ "رقعات مرشدی" کے نام سے شائع ہو گئے ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں:

"فخر الحسن۔ عقائد نظامیہ۔ سیرت محمدیہ۔ عین الیقین"

آپ کی تعلیمات

آپ کی تعلیمات اعلیٰ روحانی مقام کے حاصل کرنے میں امداد اور

---

[1] مناقب فخریہ ص۱۶ [2] مناقب فخریہ ص۱۸۔

Marfat.com

رہنمائی کرتی ہیں۔

مقام سیرانفسی آپ فرماتے ہیں کہ سیر آفاقی میں یعنی عالم کبیر میں عارف محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ سیر انفسی میں بھی وہ اس دولت سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ کہنا چاہیئے کہ اوّل تو محض آئینہ ہے اور ذاتِ پاک کا ظہور اس میں بھی ہے۔ مگر دوم یہ کہ انسان "عالم صغیر" ہے مصفّٰی اور مجلّٰی آئینہ ہے۔ اس میں جو تجلیات عارف مشاہدہ کرتا ہے وہ پہلے مشاہدہ سے بہ مدارج فوق ہیں۔ مقام سیر انفسی کا فنائے تام حاصل ہونے پر موقوف ہے۔ سالک کا باطن ماسوا اللہ سے پاک ہوجاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی ہستی کا اس پر غلبہ ہوتا ہے تو مقام قرب نوافل حاصل ہوتا ہے۔[1]

حضور مع اللہ آپ فرماتے ہیں کہ اصل تمام کی حضور مع اللہ کا حاصل ہونا ہے۔ طریقے مختلف ہیں۔ خواہ یہ ذکر جہر سے ہو، یا ذکر خفی سے۔ خواہ فکر سے ہو یا مراقبہ یا مرابطہ سے ہو۔[2]

بے خودی آپ فرماتے ہیں کہ بے خودی ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کا شکر کرنا ضروری ہے۔ لیکن سالک کو اس پر قناعت نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ اس کو اصلی مقصد اور مدارجِ عالیہ حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھنا چاہیئے۔ بے خودی تو بھنگ اور افیون سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس قسم کی بے خودی محمودہ نہیں ہے بلکہ مذمومہ ہے۔ جب بے خودی حاصل ہو تو ریاضت و مجاہدہ میں زیادہ مصروف ہونا چاہیئے۔[3]

ذکر اور محاسبہ آپ فرماتے ہیں کہ جس قدر بھی ہو سکے ذکر کرنا چاہیئے، لیکن اتنا نہیں کہ جس کا صحت پر بُرا اثر پڑے۔ محاسبہ کرنا بھی ضروری ہے۔[4]

---

[1] رقعاتِ مرشدی صہ ۳۵۔ [2] رقعاتِ مرشدی صہ ۵۰۔ [3] رقعاتِ مرشدی صہ ۶۳-۶۴۔

[4] رقعاتِ مرشدی صہ ۶۴-۶۵۔

Marfat.com

اقوال

- حضور و غیب کو دل سے دُور کرنا چاہیئے۔
- یادِ مولےٰ سب سے اولیٰ ہے۔
- دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
- سالک کو چاہیئے کہ ضبط اوقات کو ہاتھ سے نہ دے۔
- سالک کو فریبِ نفسانی نہ کھانا چاہیئے۔
- انسان مظہرِ جمیع مراتبات الٰہیہ و کونیہ ہے۔

اَورادو وَظائف

آپ "پاس انفاس" اور ذکر جلی و خفی کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ مثل نوافل، نماز و تہجد و اشراق اور اوراد مثل درود شریف و تلاوت قرآن مجید کو اپنے اوپر لازم کرنا چاہیئے۔[1]

کشف وکرامات

نواب میر غازی الدین خاں کو مسئلہ وحدت الوجود کے سمجھنے میں سخت تردد تھا۔ آپ نے مکاشفہ سے ان کا تردد معلوم فرمایا۔ ایک دن آپ نواب صاحب کے پاس تشریف لے گئے اور اپنی انگلیاں اُن کی اُنگلیوں میں اور دونوں ہتھیلیوں سے دونوں ہتھیلیاں ملائیں۔ پھر مسکرا کر نواب صاحب کی طرف دیکھا۔ نواب صاحب بے ہوش ہو گئے۔ نواب صاحب کہتے ہیں کہ جب ہوش آیا تو تمام جمادات، نباتات اور حیوانات ایک شئے نظر آتے لگے ——— اورنگ آباد سے دہلی تشریف لاتے ہوئے راستے میں ایک نابینا بڑھیا آپ کی خدمت میں آئی اور آپ سے عرض کیا کہ اس کی آنکھیں روشن کر دیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس بڑھیا کی آنکھوں پر پھیرا، اسی وقت اس بڑھیا کی آنکھوں میں روشنی آگئی[2] ——— آپ کے مرید قاضی الوضیا مرض میں مبتلا تھے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ان سے بغل گیر ہوئے۔ بغل گیر ہونے کے فوراً بعد ہی قاضی صاحب بالکل اچھے ہو گئے اور اپنے اندر ایسی قوت محسوس کرنے لگے کہ گویا بیمار ہی نہ تھے۔

---

[1] رسالہ عین الیقین صفحہ ۹ [2] فخر الطالبین صفحہ ۲۳-۲۴ مناقب فخریہ صفحہ ۹-۱۰

Marfat.com

Marfat.com

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ
السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ
اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ؕ

(پ ۱۱ - توبہ - ع ۱۴)

مطلب: توبہ کرنے والے عبادت گزار خدا کی حمد و ثنا کرنے والے - خدا کی راہ میں سفر کرنے والے - رکوع کرنے والے - سجدہ کرنے والے - لوگوں کو نیک کام کی صلاح دینے والے اور بُرے کام سے منع کرنے والے - اللہ نے جو حدیں باندھی ہیں اُن کی نگاہ رکھنے والے -

حصہ پنجم

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۸

حضرت مرزا جانِ جاناں مظہر شہید

حضرت مرزا جانِ جاناں مظہر شہید زینتِ زماں ہیں۔ رکن جناں ہیں۔ مقتدائے اہلِ طریقت ہیں۔ رہنمائے اربابِ حقیقت ہیں۔

خاندانی حالات

آپ کا سلسلۂ نسب بتوسط محمد بن حنفیہ ۲۸ واسطوں سے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباد اجداد آٹھ سو (۸۰۰) ہجری میں طائف سے ترکستان تشریف لائے۔ جب ہمایوں نے ایران سے واپس آکر ہندوستان کے تخت و تاج کو زینت بخشی۔ اس کے ہمراہ محبوب خاں اور بابا خاں دو بھائی ہندوستان آئے۔ یہ دونوں بھائی اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا سلسلۂ نسب تین واسطوں سے امیر کمال الدین تک پہنچتا ہے۔ آپ کا نسب ۴ واسطوں سے باباخان تک پہنچتا ہے [1]

---

[1] کلمات طیبات (مکتوبات حضرت مرزا صاحب) صـ ۱۲

Marfat.com

نسب نامۂ مادری آپ کا نسب مادری امیر صاحبقران تک پہنچتا ہے۔

والد بزرگوار آپ کے والد ماجد بیرم خان نے اورنگ زیب کی خدمت میں زندگی گزاری۔ آخر عمر میں تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ وہ طریقۂ قادریہ کے ایک بزرگ سے مستفید تھے۔

ولادتِ باسعادت آپ کی پیدائش اور کرامت کے متعلق مولانا رومی نے پانچ سو سال قبل تحریر فرمایا تھا[1]

جان در اوّل مظہر درگاہ شد

جانِ جاناں خود مظہر اللہ شد

آپ نے ۱۱۱۱ھ میں اس عالم کو زینت بخشی[2] آپ کا نام شمس الدین ہے۔

والد ماجد کا انتقال جب آپ کی عمر سولہ سال کی ہوئی، آپ کے والد ماجد نے ۱۱۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔

تعلیم و تربیت آپ نے علوم متعارف والد ماجد کی حیات میں پڑھے تھے۔ حدیث کی کتابیں آپ نے شیخ المحدثین شیخ عبداللہ بن سالم مکی کے شاگرد حاجی محمد افضل سیالکوٹی سے پڑھیں۔ قرآن مجید آپ نے شیخ عبدالخالق شوقی کے شاگرد حافظ عبدالرسول دہلوی سے پڑھا۔

بیس سال کی عمر میں آپ کا دل دنیا سے سرد ہو گیا تھا۔ راہِ فقر میں قدم رکھا۔

بیعت و خلافت آپ حضرت سید السادات سید نور محمد بدایونی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور طریقۂ نقشبندیہ کا خرقۂ خلافت حاصل کر کے معزز و ممتاز ہوئے۔ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر مجاہدات

---

[1] مفتاح التواریخ [2] مکتوبات مرزا صاحب ص ۱۳۔

Marfat.com

ریاضات میں مشغول ہوئے۔ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد نقشبندی سلسلے کے بہت سے بزرگوں سے مستفید و مستفیض ہوئے[1]

بعد ازاں آپ ایک عرصے تک حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی کی خدمت بابرکت میں رہ کر ان کے فیوضِ روحانی سے مالامال ہوئے۔ اُن سے۔ اُن سے خرقۂ اجازت طریقۂ قادریہ و سہروردیہ و چشتیہ حاصل کر کے رشد و ہدایت و تربیت طالبان خدا میں مشغول ہوئے۔

آخری ایام آخر عمر میں آپ وظائف و عبادات میں زیادہ وقت گزارتے تھے۔ استغراق زیادہ بڑھ گیا تھا۔ بہت لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ ملا نعیم کو جب آپ نے رخصت کیا، آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اب ہماری اور تمہاری ملاقات ہوتی نظر نہیں آتی۔ ایک روز خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کوئی آرزوئے دل ایسی نہیں کہ جو پوری نہ ہوئی ہو۔ منعم حقیقی نے سلام حقیقی سے مشرف کیا۔ علم وافر بخشا۔ نیک عمل کی توفیق دی۔ استقامت کی کرامت عطا کی۔ لوازم طریقہ میں جو کچھ چاہیے تھا وہ سب کچھ دیا۔ کشف و تصرف و کرامت سے نوازا۔ صلحاء کو کسبِ فیوض کے واسطے بھیجا اور ان کو مقاماتِ عالیہ تک پہنچایا۔ آپ نے شہادتِ ظاہری کی کہ جو قربِ الٰہی میں اونچا درجہ رکھتی ہے، آرزو ظاہر کی۔

وصیت آپ نے وصیت فرمائی کہ تجہیز و تکفین میں سُنّتِ رسول کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ اپنے حلقۂ ارادت والوں کے لئے آپ نے وصیت فرمائی کہ آخر دم تک اتباعِ سُنّت کے پابند رہیں اور مقصودِ حقیقی کو حق تعالیٰ سے غیر اور متبوع واجب الاتباع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر نہ جانیں۔ رسوم و عاداتِ

---

[1] مکتوباتِ مرزا صاحب ص۱۳۱۔

Marfat.com

درویشوں سے واقف رہیں اور دنیاداروں کی صحبت سے اجتناب اور احتراز کریں۔
علوم دینی سے اپنے کو محروم نہ رکھیں۔

وفات شریف بدھ کی رات، محرم کو نجف خاں کے لشکر کے ایک آدمی نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ تین دن تک خون بہتا رہا۔ ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ کو بعد نماز آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

آپ کے خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی احمدی آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرتِ مبارک علم و عمل میں، آدابِ شریعت و طریقت میں، فصاحت و بلاغت میں اور ریاضت و مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ علم ظاہر و سلوکِ باطن میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ قطبِ وقت تھے اور پیر کامل تھے۔

علمی ذوق آپ کے ملفوظات طیبات اور آپ کے مکتوبات سے آپ کے علمی ذوق اور قابلیت کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ آپ کے ملفوظات اور مکتوبات تصوف کا ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔

شعر و سخن کا ذوق آپ ایک خوش گو شاعر تھے۔ آپ کا کلام عارفانہ ہے۔ جیسا کہ حسبِ ذیل اشعار سے ظاہر ہے:

خدایا از تو عشق مصطفےٰ را   محمدؐ از تو می خواہم خدا را

غلام شتم و لطف و کرم بہائے من است   کسے کہ بندہ بخواند مرا خدائے من است
خدا نکردہ برہمن زبت کند فریاد   تو واقفی کہ چہ از نالہ مدعائے من است

Marfat.com

جوشِ زد مستی و چشمِ دلبراں مے خانہ شد　　　مشتِ خاکِ مے پرستاں چرخ زد پیمانہ شد
مظہرِ خوش گوئے ماز آغاز و انجامش مپرس　　　گشت از خوابِ عدم بیدار یاز افسانہ شد

چوں بنگرم در آئینہ عکسِ جمالِ خویش　　　گردد ہمہ جہاں بحقیقت مصورم
روشن شود ز روشنیِ ذاتِ من جہاں　　　گر پردہ صفاتِ خودم را فرو درم

تعلیمات آپ کی تعلیمات زندگی کو بہتر و اعلیٰ بنانے کے لئے کافی ہیں۔

نماز کی اہمیت آپ فرماتے ہیں کہ :
"نماز جامع کیفیات ہے کہ جو تلاوت، تسبیح، درود اور استغفار کے انوار، اذکار سے متضمن ہے۔ صحیح اور اصل ترین حالات نماز میں حاصل ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کے آداب بجا لائے جائیں"

رمضان کی فضیلت آپ فرماتے ہیں کہ :
"رمضان المبارک میں نسبت باطنی کی بہت ترقی ہوتی ہے۔ روزہ میں غیبت اور جھوٹ سے پرہیز کرنا واجب ہے، ورنہ روزہ فاقہ سے زیادہ نہیں ہے"

اعمال کی جزا آپ فرماتے ہیں کہ :
"جو کچھ تکلیف، آزار و اذیت ہم کو لوگوں سے پہنچتی ہے وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اگر بڑوں سے ادب کے ساتھ اور چھوٹوں

---

[1] کلماتِ طیبات (ملفوظات مرزا صاحب) ص ۸۴

Marfat.com

سے مہر و شفقت کے ساتھ پیش آئیں تو کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی نہیں کر سکتا۔"

فتح الباب طریقۂ مظہریہ میں اوّل اوّل جو بشارت کہ طالب کو عطا فرماتے ہیں وہ یہی فتح الباب کی بشارت ہے۔ اس وقت قلب کو، جو اپنی اہلیت سے غافل ہو گیا تھا۔ اپنی اصل پھر یاد آتی ہے اور اپنے فوق کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔ تھوڑی ہی مدت میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اٹھنے لگا تھا اب قالب سے ظاہر ہوتا ہے۔

انسان کا دل اصل فطرت میں روشن و منور پیدا ہوا ہے، مگر عام طور پر کثرتِ تعلقات و موانع کے باعث کوئلہ کی مانند سیاہ و بے نور ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے آپ اور اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ لیکن جب وہ طالب صادق بن کر اور حسنِ عقیدت و ارادت اپنے ہمراہ لے کر کسی کامل شیخ و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو وہ مرشد اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو ذکر کی تلقین کرتا اور اپنی توجہات اس کے حق میں معروف کرتا ہے تو اس کی توجہات کی برکت سے ذکر کا نور اس کے قلب میں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ سیاہ کوئلہ اب دہکنے لگتا ہے اور جب ذکر کے نور سے اس کا تمام دل منور ہو جاتا ہے تو اس کے دل سے نور کا ایک شعلہ اٹھتا ہے۔ اس کو طریقۂ مظہریہ میں فتح الباب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔[1]

نصائح

- طریق ورع و تقویٰ اختیار کرو۔
- زندگی صبر و توکل کے ساتھ گزارو۔
- صحبتِ مشائخ میں رسوخ بڑھاؤ۔ کیوں کہ دوستانِ خدا کی دوستی موجبِ قربِ خدا کا ہے۔
- قناعت اختیار کرو۔
- حرص و طمع کو دل سے نکالو۔

---

[1] ہدایت الطالبین ص۔

Marfat.com

- یار و اغیار سے نا اُمید ہو اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر سمجھو۔
- کسی کو حقارت سے مت دیکھو۔
- اپنے کو سب سے زیادہ کم تر و قاصر جانو۔
- اپنی طاعت و عبادت پر ناز مت کرو۔
- جتنا ممکن ہو مخالفتِ نفس کرنی چاہیئے، لیکن اس قدر بھی نہیں کہ تنگ ہو جائے اور طاعت میں نشاط شوق نہ بڑھے۔

اوراد و وظائف

آپ کے خاص اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں:

راحتِ دل کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ دعائے حزب البحر ہر روز پڑھنا چاہیئے [1]

برائے دفعِ شر آپ فرماتے ہیں کہ آفات سے محفوظ رہنے کے لئے صبح و شام سورۂ لایلاف پڑھنا چاہیئے۔

دفعِ شر کے لئے فجر کی نماز کے بعد سورۂ لایلاف ایک سو ایک بار پڑھیں، یا گیارہ مرتبہ۔ شروع اور آخر میں پانچ پانچ بار درود پڑھنا ضروری ہے۔

خیر و برکت کے لئے ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد صبح کی نماز کے بعد پابندی سے پڑھنا موجب خیر و برکت ہے۔

کرامات نجف خاں جس کے آدمی نے آپ پر حملہ کیا تھا، اسی سال مرگیا۔ تمام توابع و حواشی بھی ختم ہو گئے [2]

فخر زماں و قطب دوراں حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی آپ کی دعا سے پیدا ہوئے تھے۔

---

[1] ملفوظات مرزا صاحب ص۹۴ [2] انوار العارفین ص۴۲۵۔

Marfat.com

باب ۱۹

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ناصرِ شریعت ہیں اور امام طریقت ہیں۔ عمدۃ الابرار ہیں، قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ وہ منبعِ فیض ہیں کہ جس سے ہندوستان قال اللہ و قال الرسول کے انوار کی تجلیات سے منور ہوا۔

خاندانی حالات

آپ کا شجرۂ نسب تینتیس[۱] واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمرؓ ابن خطاب تک اس طرح پہنچتا ہے کہ ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قواذن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بڈھا بن عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی عرف قاضی بیران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمر والحاکم بن مالک بن عادل ملک بن قارون بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین[۲]

---

[۱] قرۃ العیون۔

Marfat.com

والد بزرگوار آپ کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم علوم ظاہری و باطنی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ حضرت شاہ سید عبداللہ اکبر آبادی سے بیعت تھے اور ان کے خلیفۂ اعظم بھی تھے۔

ولادت آپ ۴۔ شوال ۱۱۱۴ھ کو اس عالم میں تشریف لائے[1]

نام آپ کا نام احمد ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ بندۂ ضعیف احمد جسے ولی اللہ کہتے ہیں[2]

تعلیم و تربیت جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی۔ آپ کے والد نے آپ کو ایک مکتب میں داخل کیا۔ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید ختم کیا۔ پھر دیگر کتب کے مطالعہ میں مشغول ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم پر کافی دھیان دیا۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے علومِ ظاہری کی تکمیل کی۔ اس سے فراغت پا کر آپ علومِ باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے والد ماجد آپ کو پند و نصائح فرما کر علم مجلسی اور آدابِ محفل سکھایا کرتے تھے[3]۔ آپ کے والد بزرگوار ہی نے آپ کو تصوف کی تعلیم بھی دی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

"اور ان ہی سے علوم ظاہرہ اور آدابِ طریقت سیکھے اور ان سے کرامات دیکھے[4] اور مشکلات پوچھے اور ان سے اکثر فوائد طریقت کے سنے۔"

بیعت و خلافت پندرہ سال کی عمر میں آپ اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کو کئی سلسلوں سے اجازت حاصل تھی۔ اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں[5]:

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص ۵۶۔ [2] فیصلہ وحدت الوجود والشہود ص ۱ ۔ [3] رسالہ درالثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۲ ۔ [4] انفاس العارفین ۔ [5] قول جمیل فی بیان سواء السبیل ص ۱۵۱-۱۵۲ ۔ [6] قول جمیل فی بیان سواء السبیل ص ۱۵۳ ۔

Marfat.com

"اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جن کے بعض میں بنا بر صحبت کے اتصال ہے اور بعض میں بنا بر بیعت یا خرقہ پوشی کے"!

لیکن آپ کا اصلی سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ بیعت ہونے کے دو سال بعد آپ کو آپ کے والد نے خلافت عطا فرمائی اور آپ کو ارشادات اور بیعت کی اجازت دے کر اپنا خلیفہ اعظم بنایا۔ آپ نے حضرت شیخ ابو طاہر مدنی سے بھی خرقہ پایا۔ یہ خرقہ "جمیع خرقہ ہائے صوفیہ کا حاوی" کہلاتا ہے۔

والد کا وصال ابھی آپ کی عمر پورے سترہ سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ ان کے وصال کے بعد آپ اُن کی مسندِ رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے اور تعلیم و تلقین میں مشغول ہو گئے۔

زیارتِ حرمین شریفین آپ نے ۱۱۴۳ھ میں حج کا فریضہ ادا کیا۔ مدینہ منورہ حاضر ہو کر فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔

آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بہت سے علماء اور مشائخین کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ ان متبرک شہروں میں کچھ عرصہ قیام کر کے آپ نے احادیث کی سندیں حاصل کیں۔

واپسی آپ ۱۱۴۵ھ میں دہلی واپس تشریف لائے اور دہلی میں اقامت گزیں ہو کر آپ نے درس و تدریس، رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین میں اپنی زندگی صرف کر دی۔

شادی اور اولاد آپ کی شادی پندرہ سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حال اگلے باب میں درج ہے۔ آپ کے دیگر فرزند مولانا شاہ رفیع الدین، مولانا شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی ہیں۔

وفات شریف آپ کا وصال ۱۹۔ محرم ۱۱۷۶ھ کو ہوا[1]۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص۵۶۔

Marfat.com

سیرتِ مبارک آپ کا شمار ہندوستان کے علمائے عظام و فضلائے ذوی الاکرام میں ہے۔ آپ کی بزرگی اور عظمت سے کسی کو انکار کی جرأت نہیں ہے۔ آپ افضل ترین علمائے عصر تھے۔ معقول و منقول اور حقائق و معارف میں یکتائے روزگار تھے[1] آپ تمام عمر تلقین اور علوم عقلی و نقلی کے درس دینے میں معروف اور مشغول رہے۔ زندگی میں سادگی انتہا درجہ کی تھی۔

آپ کا علمی ذوق آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں:

لمعات - ہمعات - قول جمیل فی بیان سواء السبیل - انفاس العارفین۔ مکتوب مدنی (اردو ترجمہ الملقب بہ فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود) رسالہ دار الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ مکتوبات مع مناقب ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری و فضیلت ابن تیمیہ۔ تفسیر قرآن تفہیمات الہیہ۔ مکاتیب عربی - انتباہ فی اسناد احادیث رسول اللہ صلعم - خیر کثیر - قول الجلی فی آثار الولی - بدور بازغہ فیوض الحرمین - تاویل الاحادیث - خمسہ رسائل - انصاف۔ قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم - عقد الجید - چہل حدیث مع شرح منظوم الموسوم بہ تسخیر۔

شعر و سخن کا ذوق حسب ذیل اشعار آپ کے شعر و سخن کے ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کا تخلص امین تھا۔

من نہ دانم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام — عاشقِ شوریدہ ام یا عشق یا جانانہ ام
مبتلائے حیرتم جاں گو میت یا جانِ جاں — اصطلاحِ شوق بسیار است ومن دیوانہ ام

---

[1] سیر الاخیار، ملفوظات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۱۔

Marfat.com

میل ہر عنصر بود سوئے مقر اصلیش | جذبۂ اصل است سرِ شورشِ مستانہ ام
شوق سوئی دزطور آورد نارِ طور را | در نہادِ شمع آتش می زند پروانہ ام
اے امین بر مستقیم نام تجدد تہمت است | در ازل پیش از زماں تعمیر شد میخانہ ام

آپ کی تعلیمات

آپ کی تعلیمات علم ظاہر اور علم باطن کا ایک بیش بہا خزانہ ہیں

آداب عالم حقانی

آپ فرماتے ہیں کہ[1]:
"میں وصیت کرتا ہوں طالب حق کو چند امور کی ازانجملہ یہ ہے کہ اغنیا اور امراء سے صحبت نہ رکھے، مگر بہ نیت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا اُن کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر صحبت نہ اختیار کرے۔ صوفیانِ جاہل کی اور نہ جاہلانِ عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو دلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں۔"

طالبِ حق کے واسطے ضروری باتیں

آپ فرماتے ہیں کہ[2]:
"طالبِ حق کو چاہئے کہ عالم صوفی ہو۔ دنیا کا تارک ہر دم اللہ کے دھیان میں حالاتِ بلند میں ڈوبا۔ سنتِ مصطفویہ میں راغب۔ حدیث اور آثار صحابۂ کرام کا متجسس۔ حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طلب کرنے والا فقیہانِ محققین کے کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں ان نظر سے اور اُن اصحاب عقائد کے کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنت سے۔ جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق عدم لزوم کے

---

[1] قول الجمیل فی بیان سواء السبیل صفحہ ۱۳۶ [2] قول الجمیل فی بیان سواء السبیل صفحہ ۱۳۷

Marfat.com

اور ان اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوف کے تشدد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ دقت کرنے والے سنت نبویہ پر بڑھ کر اور نہ صحبت اختیار کرے، مگر اس شخص سے جو متصف صفات مذکورہ ہے۔

گوشہ نشینی آپ فرماتے ہیں کہ:

"گوشہ نشینی اس قدر ہے کہ امور صالحہ میں نقصان نہ ہو، مثلاً: عیادت مریض کی اور تعزیت مصیبت زدہ کی اور صلہ رحمی اور حاضری مجالس علم کی اور رفع خشونت طبع اور قبض خاطر کی اور مثل اس کے ان کے سوا باقی اوقات میں عزلت اور گوشہ نشینی کرے۔"

چار عادتیں آپ فرماتے ہیں کہ:

"شرع شریف میں درباره تہذیب نفس کے جو کچھ کہ مطلوب ہے چار خصلتوں کا قائم کرنا اور اُن کی اضداد کا نفی کرنا ہے۔ ان میں سے ایک تو طہارت ہے ..... دوم اللہ تعالیٰ کے واسطے خضوع کرنا اور دل کی بینائی کو اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف متوجہ کرنا ..... سوم سماحت ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس جب انتقام اور بخل اور حرص وغیرہ خواہشات بہیمیہ خسیسہ کا مغلوب نہ ہووے ..... چہارم عدالت ہے اور وہ ایسی خصلت ہے کہ انصاف اور کلی سیاست کا انتظام قائم رکھنے کا صدور اسی خصلت سے ہوتا ہے۔"

اقوالِ زریں

افراد انسان میں مختلف استعدادیں پیدا کی گئی ہیں اور ہر شخص اپنی استعداد کے موافق کمال پیدا کرتا ہے۔

Marfat.com

- حوادث کے اسباب میں سے ایک سبب بخت بھی ہے۔
- ہر زمانے میں ایک قرن ہے اور ہر قرن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی قسموں کا ایک علم ہے جو اہلِ قرن کو پہنچتا ہے۔
- بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا اس کو خلافِ شرع سے اور اس کی رہنمائی کی طرف تسکینِ باطنی کے اور دُور کرنا بُری عادتوں کا اور حاصل کرنا صفاتِ حمیدہ کا۔

اَوراد و وظائف

آپ کے اَوراد و وظائف کشودِ کار کی کنجی ہیں۔ خاص خاص حسب ذیل ہیں:

غنائے باطنی و ظاہری کے واسطے آپ فرماتے ہیں کہ ہر روز گیارہ سو مرتبہ "یَا مُغْنِیُ" اور چالیس بار سورۂ مزمل" پڑھنا چاہیے اور اگر چالیس بار نہ پڑھ سکے تو گیارہ بار پڑھے[1]

فاقے سے بچنے کے واسطے آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا[2]

حاجت پوری ہونے کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت کو بارہ سو بار بارہ دن تک پڑھنا چاہیے[3] یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ

حاکم کو مہربان کرنے کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ حاکم کے سامنے جس سے ڈرتا ہو جب جائے تو کہے: کٓھٰیٰعٓصٓ کفیت حٰمٓعٓسٓقٓ حمیت

داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے۔ لفظ اوّل کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک۔ پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے جائے، پھر دونوں کو کھول دے[4]

---

[1] [2] [3] [4] قول جمیل فی بیان سواء السبیل صـ۱۰۱، صـ۱۰۳، صـ۱۱۰، صـ۱۰۵

Marfat.com

باب ۲۰

حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی

حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی دنیاوی آلائش سے آزاد ہیں۔ آپ قدوۂ اولیائے زماں ہیں۔ زبدۂ سالکاں ہیں۔ مقتدائے اہل طریقت ہیں۔ آفتاب سپہر حقیقت ہیں۔

والد ماجد آپ کے والد بزرگوار شاہی دربار سے منسلک تھے۔ امرائے دربار میں ممتاز تھے۔ برہان پور کی صوبے داری اُن کے سپرد تھی۔ صوبے داری کے فرائض آپ برہان پور میں رہ کر انجام دیتے تھے۔

ولادت باسعادت آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔

نام نامی آپ کا نام محمد فرہاد ہے۔

برہان پور میں قیام جب آپ کے والد بزرگوار برہان پور کے صوبے دار مقرر ہو گئے تو آپ بھی والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔

تلاش حق حضرت سید دوست محمد لعزمان اپنے پیر و مرشد حضرت سیدنا شاہ امیر ابوالعلاء احراری اکبرآبادی برہان پور میں رہنے لگے تھے اور برہان پور کو اپنے فیوض و

Marfat.com

کمالات سے محمود و منور فرما رہے تھے۔ آپ کا شہرہ سن کر لوگ دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کے والد ماجد بھی مع آپ کے کبھی کبھی حضرت سید دوست محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ابھی آپ کی عمر بارہ تیرہ سال کی تھی۔ شوقِ قدم بوسی اس قدر بڑھا کہ آپ تنِ تنہا حضرت سید دوست محمدؒ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہونے لگے۔

روک ٹوک جب آپ کے والد ماجد کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ تنِ تنہا حضرت سید دوست محمدؒ کی خدمت میں جاتے ہیں آپ کو وہاں جانے سے روکا لیکن عشق اپنا کام کر چکا تھا۔ بخت بیدار ہونے والا تھا۔ یہ روک ٹوک بے کار ثابت ہوئی۔

التماس آپ کے والد ماجد نے جب یہ دیکھا کہ روک ٹوک کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ حضرت سید دوست محمدؒ کی خدمت میں جا کر عرض کریں۔ چنانچہ آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:[1]

"میرے صرف یہی ایک لڑکا ہے۔ اگر وہ حضور کے پاس آتا جاتا رہا تو دنیا سے بے کار ہو جائے گا۔"

یہ سن کر سید دوست محمد نے فرمایا کہ:

"ہم اور تم دونوں مل کر منع کریں ۔۔۔ نہ آیا کرے۔"

کوششِ ناتمام آپ کو پھر منع کیا گیا لیکن آپ نے آنا جانا نہ چھوڑا۔ اس تیرِ عشق کا جو آپ کے سینے میں چبھ چکا تھا نکلنا از بس دشوار و محال تھا۔

بارِ دیگر آپ کے والد کے دل کو لگی ہوئی تھی۔ پھر اس بارے میں حضرت سید دوست محمد سے عرض کیا۔ اس مرتبہ حضرت نے کچھ اور ہی جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ:[2]

"تم چاہتے ہو کہ وہ بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو، لیکن خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ بادشاہ اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو۔"

---

[1] انوار العارفین ص ۴۲۳ [2] انوار العارفین ص ۴۲۳۔

Marfat.com

بیعت و خلافت آخر کار والد ماجد نے پھر آپ کو آنے جانے سے منع نہ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد ہی آپ حضرت سیّد دوست محمدؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

پیر و مرشد کی وصیّت آپ کے پیر و مرشد حضرت سیّد دوست محمدؒ نے وصال کے قریب آپ کو وصیت فرمائی کہ ان کے بعد برہان پور میں نہ رہیں بلکہ دہلی میں بود و باش اختیار کریں اور وہاں رہ کر مخلوق کو رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین فرمائیں۔

دہلی میں آمد پیر و مرشد کی وصیت کے مطابق پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ برہان پور سے ترکِ سکونت کر کے دہلی میں رونق افروز ہوئے اور تمام عمر دہلی میں رہ کر راہِ حق دکھلاتے رہے اور مخلوق کی دستگیری فرماتے رہے۔ لوگ آپ کے فیض کا شہرہ سن کر دُور دُور سے آتے تھے اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے تھے۔ نسبت ابوالعلائیہ فرہادیہ سے سینکڑوں کو فیض پہنچا۔ بہت سے صاحبِ دل بزرگ ہو گئے۔

وفات شریف آپ نے ۲۵ رجمادی الثانی [illegible]ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں واقع ہے۔ آپ کے مزار سے اب بھی فیوض جاری ہیں۔

آپ کے خلفاء حضرت شاہ برہان الدین خدانما اور حضرت شاہ اسداللہ آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرتِ مبارک آپ وحید العصر اور قطب وقت تھے۔ آپ کی توجہ غیبی کا یہ اثر ہوتا تھا کہ لوگ بے خود ہو جاتے تھے۔ آپ کے فیض صحبت و تربیت سے لوگ مقامِ معرفت تک پہنچ گئے۔ آپ کو شیخ الجن والانس کہا جاتا ہے۔ جن انسانی صورت میں آپ کی مجلسِ معارف میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔ آپ پر نسبتِ استغراقیہ اس درجہ غالب تھی کہ آپ خوراک و پوشاک سے بے خبر رہتے تھے۔ ذکر و فکر میں ہمہ وقت ہمہ تن مشغول و مستغرق رہتے تھے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ مسند پر بیٹھے ہوئے کچھ تلاش کرتے ہوتے تھے۔ لوگ پوچھتے "کیا تلاش کر رہے ہیں؟" آپ فرماتے "فرہاد یہاں بیٹھا تھا کہاں گیا؟" غرض آپ کے اوصافِ بشری صفاتِ ملکی میں تبدیل ہو گئے تھے۔

Marfat.com

باب ۲۱

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مجمع فیوضِ سبحانی ہیں اور منبع علوم روحانی ہیں۔ آپ دُرِ دریائے معرفت ہیں اور گوہر کانِ حقیقت ہیں۔

خاندان آپ کے خاندان اور والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ذکر پچھلے باب میں آچکا ہے۔ یہاں یہ کہنا کافی ہوگا کہ آپ کا خاندان علم حدیث اور فقہ کے لئے مشہور تھا[1]

ولادت آپ کی ولادت ۱۱۵۹ھ میں ہوئی۔

نام آپ کا نام عبدالعزیز ہے۔ آپ کا تاریخی نام غلام حلیم تھا۔

تعلیم و تربیت آپ کی تعلیم آپ کے والد ماجد کی آغوش میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد سے جمیع علوم ظاہری و باطنی پڑھے۔

بیعت و خلافت آپ کو اپنے والد بزرگوار کا مرید اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا طریقِ سلوک اپنے والد سے موسوم تھا۔ اس طریقے کو نزدیک ترین خدا شناسی کا راستہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں[2]:

ترجمہ: "البتہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے زمانے کے لوگوں

---

[1] انجاف

Marfat.com

پر بہت بڑا احسان کیا۔ کیوں کہ مجھ کو وہ طریقۂ سلوک عطا فرمایا جو دوسرے طریقوں سے بہت نزدیک ہے اور وہ پانچ فضیلتوں سے مرکب ہے۔
اوّل ایمانِ تحقیقی ۔ دوئم قربِ نوافل۔ سوم قرب وجوب ۔ چہارم قربِ فرائض۔ پنجم قربِ ملائک ۔
جو شخص اس طریقے کے حصول کا ارادہ کرے گا، خداوندکریم اس کو ضرور عطا فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو الہام فرمایا ہے کہ ہم نے تجھ کو اس طریقے کا امام مقرر کیا اور تجھ کو آسمانوں کی بلندی پر پہنچادیا اور آج سے کل طریقِ حصول قربِ حقیقت بجز اس طریقہ کے بند کردیئے گئے اور وہ طریقہ صرف تیری محبت اور اتباع کا ہے۔ پس جو شخص کہ تجھ سے دشمنی رکھے گا اس سے برکتیں آسمان و زمین کی مسدود کردی گئیں، یعنی تیرے دشمن جمیع برکاتِ حسنہ سے محروم کردیئے گئے۔"[1]

والد کا انتقال آپ کی عمر جب سولہ سال کی ہوئی، آپ کے والد ماجد نے ۱۱۳۱ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ اپنے والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئے۔ بظاہر آپ اپنے والد کی رہنمائی سے محروم ہوگئے، لیکن باطنی طور پر آپ اپنے والد ماجد کے فیوضِ روحانی سے مستفید اور مستفیض ہوتے رہے۔ اپنے والد کی مسندِ ہدایت پر بیٹھ کر رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین فرمانے لگے۔

درس و تدریس آپ ساری عمر روایتِ حدیث کی ہدایات میں مشغول رہے۔ درس و تدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ حدیثِ نبویؐ کا پودا جو آپ کے والد ماجد نے ہندوستان میں لگایا تھا، آپ نے اس کو پروان چڑھایا۔ آپ نے درس و تدریس، افتاء، فصلِ خصومات، تذکیر و وعظ اور تعلیم و تربیت میں عمر گزاری۔ آپ کے بہت شاگرد تھے۔ آپ سے سندِ تلمیذ فیوضِ ظاہری و باطنی باعثِ فخر سمجھی جاتی تھی ۔ بہت لوگ آپ کے لمعاتِ فیض

---

[1] رسالہ تفہیمات الٰہیہ

Marfat.com

اور برکاتِ حسنہ سے منور و مستفید و مستفیض ہوئے۔ آپ کے بہت سے شاگردوں کا شمار بڑے علماء و فضلاء و فقیہہ و محدثین میں ہوتا ہے۔

آپ کے شاگرد حسبِ ذیل مشہور علماء و فضلاء و محدثین کو آپ کے شاگرد ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ کے بھائی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ــــ آپ کے نواسے شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی۔ مفتی صدر الدین صاحب دہلوی۔ مولانا رشید الدین خاں دہلوی۔ حضرت شاہ غلام علی شاہ۔ آپ کے داماد مولوی عبدالحئی۔ آپ کے حقیقی بھتیجے مولوی محمد اسمٰعیل شہید۔ مولانا میر محبوب علی دہلوی اور مولانا حسن علی لکھنوی۔

شادی اور اولاد آپ کے کوئی لڑکا نہیں تھا۔ آپ کی تین لڑکیاں آپ کی حیات میں فوت ہوگئیں۔ آپ کی بڑی لڑکی کی شادی عیسیٰ سے ہوئی۔ دوسری لڑکی کا نکاح شیخ محمد افضل بن شیخ احمد سے ہوا۔ تیسری لڑکی کی شادی مولوی عبدالحئی سے ہوئی۔

آخری ایام آپ بیمار ہوئے اور کافی کمزور ہوگئے۔ آپ ہفتہ میں دو بار وعظ فرماتے تھے اس بیماری میں جب آپ کے وعظ کا دن آیا۔ آپ کی ہدایت کے موافق دو آدمی آپ کو پکڑے رہے۔ اور جب وعظ آپ نے شروع کر دیا وہ دونوں آدمی الگ ہوگئے۔ آپ وعظ کہتے رہے۔ اس روز آپ اس آیۂ شریفہ پر وعظ فرما رہے تھے[1]

"ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ"

اس فرمان کے مطابق آپ نے اپنے تمام اسباب کے حصے کئے۔

اس مصرع کو "من نیز حاضری شوم تصویر جاناں در بغل" بدل کر اس طرح پڑھا

"من نیز حاضری شوم تفسیر قرآں در بغل"

وصیت آپ کرتہ دھوتر کا اور پائجامہ گاڑھے کا پہنتے تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ "میرا کفن مثل میری زندگی کے پوشش کے ہو۔"

نمازِ جنازہ کے متعلق آپ نے وصیت فرمائی کہ شہر سے باہر ہو۔ بادشاہ کو جنازہ کے ساتھ رہنے

---

[1] کمالاتِ عزیزی صفحہ ۱۲۱۔

Marfat.com

سے منع کیا جائے[1]

وفات آپ نے شوال ۱۲۳۹ھ کو عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ خلق کا بے حد ہجوم تھا۔ پچپن بار آپ کے جنازے کی نماز پڑھی گئی۔ آپ کا مزار پُرانوار آپ کے والد ماجد کے مزار کے قریب دہلی (مہندیاں) میں ہے۔ آپ کے مزار سے فیوض و برکات جاری ہیں۔

سیرت پاک آپ علوم ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ فضل و ہنر میں بے عدیل تھے لطف و کرم میں بے مثال تھے۔ علم و عمل میں بے مثیل تھے۔ آپ کو خاتم المفسرین اور امام المحدثین کہا جاتا ہے۔ آپ صرف ایک صاحب دل بزرگ ہی نہ تھے بلکہ آپ ایک بلند پایہ محدث و مفسر و فقیہہ تھے۔ آپ کو مرجع علماء و مشائخین ہونے کا فخر حاصل تھا۔ آپ کو فنونِ عقلیہ و نقلیہ اور علوم متداولہ اور غیر متداولہ پر انتہائی عبور تھا۔ آپ کثرتِ تحفظ علم تعبیر رؤیا۔ وعظ۔ انشاء۔ نجوم۔ تحقیقاتِ نفائسِ علوم مذاکرہ و مباحثہ میں ممتاز و مشہور تھے۔ آپ عالم باعمل تھے۔ آپ صاحبِ تقویٰ، صاحبِ فہم و ذکا، صاحبِ فراست، صاحبِ دیانت، صاحبِ امانت اور صاحبِ ولایت تھے۔

علمی ذوق آپ کی تصانیف بہت مشہور ہیں۔ مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں:
عجالۂ نافعہ اصول حدیث۔ بستان المحدثین۔ مجموعۂ خمسہ رسائل۔ شرح میزان المنطق۔ رسالہ فضائلِ خلفاء اربعہ المعروف بہ عزیز الاقتباس فی فضائل بنار انفاس۔ رسالہ تحفہ اثنا عشری۔ تفسیر فتح العزیز۔ رسالہ غناء۔ رسالہ بیع کنیزان۔ رسالہ وسیلۂ نجات۔ رسالہ تفضیل۔ رسالہ اصولِ مذہب ابی حنیفہ۔ رسالۂ معادِ جسمانی۔
آپ کے فتوے مشہور ہیں۔ آپ کے مکتوبات مختلف مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔

شعر و سخن کا ذوق آپ کو شعر و سخن کا بھی ذوق تھا جیسا کہ آپ کے حسب ذیل اشعار سے ظاہر ہے[2]

---

[1] کمالاتِ عزیزی ص ۱۹۱ [2] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص ۱۲۱

Marfat.com

گر بگلشن بگذری گل بر درخت مفتول شود

ور نمائی قامت خود سرو را موزوں شود

کار باطنی است دانا را نہ با نام و نشاں

جذبہ لیلیٰ ندارد بید اگر مجنوں شود

مردِ مفلس را جہاں یک سر محل آفت است

شیشہ چوں خالی است گر بادش رسد واژوں شود

آپ کی رباعی جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے[۱]

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ بَعْدَ اَزْ خُدَا بُزُرْگ تُوْئِی قِصَّہ مُخْتَصَرْ

آپ کی تعلیمات

آپ کی تعلیمات فیض رساں ہونے کے علاوہ معاملاتِ دینی و فیوض و برکات گوناگوں سے خالی نہیں ہیں۔

اولیاء کی قسمیں

آپ نے فرمایا کہ[۲]: اولیا چار قسم کے ہوتے ہیں: بعض مستغرق ہوتے ہیں۔ بعض اہلِ مدیث ہوتے ہیں جیسے قطب اور غوث وغیرہ۔

بعض اہلِ تجرید اور اہلِ تفرید کہلاتے ہیں۔"

توجہ کی قسمیں

آپ نے فرمایا کہ[۳]: "توجہ چار قسم کی ہوتی ہے:

اوّل انعکاسی —— دوسری القائی —— تیسری جذبی ——

چوتھی قسم یہ ہے کہ توجہ دینے والے کے تمام اوصاف طالب میں سرایت کر جائیں۔ یہاں تک کہ صورتِ ظاہری بھی ایک ہو جاوے۔"

بزرگوں کی قسمیں

آپ نے فرمایا کہ[۴]: "بزرگ چار قسم کے ہوتے ہیں:

اوّل سالک مجذوب کہ ابتدار زمانہ میں تو خود کوشش کی اور آخر میں کشش ہوئی۔ یہ سب سے بہترین ہیں۔ دوسرے مجذوب سالک

---

[۱] کمالات عزیزی ص۱۰۱ [۲] [۳] [۴] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص۹، ۱۸۱، ۱۰۲۔

Marfat.com

کہ اولاً جذب سے سرفراز ہوتے پھر سلوک اختیار فرمایا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام آگ لینے تشریف لے گئے، تجلّیٔ باری نصیب ہوئی۔ تیسرے سالک بحت مشرف بجذب نہیں ہوتے ہیں۔ چوتھے مجذوب محض کہ تجلّیٔ باری کی وجہ سے ان کی عقل سلب ہوگئی ہے۔"

خلافِ شرع افعال کا اثر

آپ نے فرمایا کہ[1]: "بے شک خلافِ شرع افعال سے تکدّر ضرور حاصل ہوتا ہے اور بعض افعالِ خلافِ شرع کا تو یہ اثر ہے کہ جو نسبت طالب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوئی ہے، بالکل قطع کر دیتے ہیں۔ جیسے مکر، دغابازی، فریب، نخوت، تکبّر، خودنمائی، طلبِ دنیا، طلبِ جاہ وغیرہ۔ بعض سے صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر سہواً کبھی کوئی گناہِ صغیرہ ہو گیا تو دل پر بجائے نورانیت کے ایک قسم کی ظلمت اور تاریکی معلوم ہونے لگتی ہے۔"

پختہ عالم کی تعریف

آپ نے فرمایا کہ[2]: "پختہ عالم وہ ہے کہ جس کو چار چیزوں میں ملکہ ہو (۱) درس و تدریس (۲) مطالعۂ کتب (۳) تحریر و تقریر (۴) مناظرہ۔"

قرآن شریف کی تلاوت کے آداب

آپ نے فرمایا کہ[3]: "تلاوتِ قرآن شریف میں تہذیب اور رُو بہ قبلہ ہونا اور حروف کو بخوبی ادا کرنا اور مد و شد کو نہ چھوڑنا اور مقامِ وقف میں ٹھہر جانا۔ یہ آدابِ ظاہری ہیں اور آدابِ باطنی یہ کہ مبتدی کو چاہیئے کہ یہ تصوّر کرے کہ گویا روبرو خداوند عالم کے پڑھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ بجائے اُستاد کے بیٹھ کر سُن رہا ہے اور منتہی کو چاہیئے کہ یہ تصوّر کرے کہ یہ کلام زبانِ خدا سے بلا واسطہ سُن رہا ہوں۔۔۔۔"

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز ص ۲۱ [2] ص ۳۲ [3] فتاویٰ عزیزیہ مجموعہ رسالہ خمسہ شاہ عبدالعزیز رسالہ فیضِ عام ص ۱۶۸

Marfat.com

مناظرہ ایک پادری مسٹر مشکف کے ساتھ آپ کی خدمت میں آئے۔ یہ شرط ٹھہری کہ اگر پادری ہار گیا تو وہ دو ہزار روپے آپ کو دے گا اور اگر آپ ہار گئے تو آپ کی طرف سے دو ہزار روپے مسٹر مشکف پادری کو دئے جائیں گے۔

پادری کا سوال: تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں۔ تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین فریاد نہ کی۔ حالاں کہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا۔

آپ کا جواب: پیغمبر صاحبؐ واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردۂ غیب سے آواز آئی: ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم و ستم کیا اور شہید کیا، لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کے صلیب پر چڑھنے کا رنج تازہ ہوگیا۔ پس ہمارے پیغمبر صاحب خاموش رہے۔

اس جواب سے پادری لاجواب ہوگیا اور دو ہزار روپے بابت شرط آپ کو پیش کئے۔[1]

آپ کے فتوے مسئلہ: طوائفوں یعنی کسبی عورتوں کے جنازہ کی نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

جواب: جو مرد اُن کے آشنا ہیں، اُن کے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں تو ان کے جنازہ کی نماز بھی پڑھنا چاہیئے۔[2]

ایک سوداگر نے دہلی سے روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنے باپ کے گھر جاؤ گی تو میری طرف سے تم کو طلاق ہے۔" جب سوداگر اپنے گھر واپس آیا تو اس کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی اپنے باپ کے گھر گئی تھی۔ اس نے علماء سے فتویٰ طلب کیا۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ طلاق ہوگئی۔ جب وہ شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے یہ فتویٰ دیا کہ: "جب باپ اس عورت کا مرگیا، تب وہ گئی۔ اس صورت میں وہ گھر اس کے باپ کا نہ رہا بلکہ وہ گھر عورت کا ہوگیا۔ پس وہ اپنے گھر گئی نہ کہ باپ کے۔"

سب علماء نے آپ کی رائے سے اتفاق کیا۔[3]

---

[1] کمالات عزیزی ص۱۰، فتاویٰ العزیزیہ ص۴ [2] کمالات عزیزی ص۱۶۱ [3] کمالات عزیزی ص۱۶۱

Marfat.com

اقوال

- اللہ کے ذکر سے قلب کو اطمینان ہوتا ہے۔
- استعداد کے لئے محبت شرط ہے۔
- سلوک اجتہادات کسبی کا نام ہے۔
- جذب محض عنایت خداوندی ہے۔
- ہر دین میں پانچ حالات کی رعایت واجب ہے عقل کی حفاظت، نفس کی حفاظت دین کی حفاظت، نسب کی حفاظت، مال کی حفاظت۔
- عبادت کا وجود بدون احسان کے ایسا سمجھنا چاہئے کہ جیسے رُوح بے بدن کے۔
- انسان میں ہمدردی ہونا چاہیے، خاص کر قریب کے تعلقات میں وفاداری کا برتاؤ ضروری ہے۔

اوراد و وظائف

آپ فرماتے ہیں کہ فراغت رزق کے واسطے چاشت کے وقت چار رکعت نماز پڑھے اور پھر سجدہ میں جاکر ایک سو چار مرتبہ یَا وَهَّابُ پڑھے۔ اگر فرصت نہ ہو تو پچاس مرتبہ پڑھے[1]

آپ فرماتے ہیں کہ ان آیتوں کے وسیلے سے جو دعا کرے قبول ہو[2]

(۱) لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ط

(۲) رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ط

(۳) وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ط

(۴) قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

(۵) رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

---

[1] فتاوی العزیزیہ صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱ [2] فتاوی العزیزیہ صفحہ ۳۹۲

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ تسخیر حکام کے واسطے یہ دعا سترہ بار پڑھ کر ان کی طرف دم کرے۔

یَا رَحْمٰنُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ رَاحِمَہٗ یَا رَحْمٰنُ

اور اپنے مکان میں حاکم کے مکان کی طرف رُخ کرکے دو سو بار یہ پڑھے اور دعا کرے[1]

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ

کشف و کرامات آپ جب جمعہ کے واسطے جامع مسجد جاتے، عمامہ آنکھوں تک باندھتے تھے۔ ایک شخص مسمی فصیح الدین نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے اپنی ٹوپی اس کے سر پر رکھ دی۔ وہ بے ہوش ہوگیا۔ اُس نے بتایا کہ جامع مسجد میں پانچ چھ ہزار آدمیوں میں صرف سو سوا سو آدمیوں کی شکل آدمی کی تھی باقی کوئی بندر، کوئی ریچھ کوئی کسی اور جانور کی شکل میں تھا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ یہی سبب ہے کس کی طرف دیکھیں[2]

کرنل اسکنر آپ سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس کے اولاد نہیں تھی۔ اُس نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اُس کے واسطے دعا فرمائی اور یہ خوش خبری دی کہ لڑکا ہوگا۔ آپ نے اس کو ہدایت فرمائی کہ جب لڑکا ہو تو اس کا نام یوسف رکھنا۔ جب لڑکا پیدا ہوا کرنل نے اس کا نام جوزف اسکنر رکھا۔ جوزف اور یوسف ایک ہی بات ہے صرف زبان کا فرق ہے[3]

---

[1] فتاویٰ العزیز ص۳۷۔

[2] [3] کمالاتِ عزیزی ص۱۸۰، ص۱۸۱۔

Marfat.com

باب ۲۲

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی

حضرت شاہ محمد آفاق شہرۂ آفاق ہیں۔ آپ قطبِ زماں تھے۔ فخرِ زماں و زمیں ہیں۔ غواص دریائے دین ہیں۔ محرمِ اسرار ہیں۔ مخزنِ انوار ہیں۔

ولادتِ باسعادت حضرت حضرت جانِ جاناں مظہر شہید کی دعا سے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۶۰ھ میں واقع ہوئی۔

نامِ نامی آپ کا نامِ نامی محمد آفاق ہے۔

بیعت اور خلافت آپ حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقش بندی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ اور مریدی سے مشرف ہونے کے کچھ عرصے بعد آپ خرقۂ خلافت سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ ریاضات و مجاہدات کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے۔

شجرۂ بیعت محمد آفاق مرید حضرت خواجہ ضیاء اللہ وہ مرید خواجہ محمد زبیر وہ مرید خواجہ حجۃ اللہ محمد نقش بند ثانی وہ مرید خواجہ محمد معصوم وہ مرید حضرت مجدد تا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم[1]

---

[1] ضیاء القلوب ص ۹۳

Marfat.com

سیر و سیاحت آپ افغانستان تشریف لے گئے۔ وہاں لوگوں نے آپ سے بہت فیض پایا۔ بہت لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ شاہ افغانستان زماں شاہ آپ کا مرید، معتقد اور منقاد تھا۔

آپ کی بزرگی آپ کی برگزیدگی اور بزرگی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت شاہ غلام علی اپنے بعض مریدوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ یہ مرید آپ کی خدمتِ بابرکت میں بعد تعلیم و تکمیل حاضر ہوتے تھے، لیکن ان کی تکمیل اسی وقت پوری سمجھی جاتی تھی کہ جب آپ اُن کو مکمل پاتے۔

وفات شریف آپ ۷ محرم ۱۲۵۱ھ کو جوارِ رحمت میں پیوست ہوئے[۱]۔ آپ کا مزار فیضِ آثار دہلی میں حاجت روائے خلق ہے اور مشہور ہے۔

آپ کے خلفاء حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی اور حضرت مولانا نصیر الدین آپ کے ممتاز خلفاء ہیں۔

سیرتِ پاک آپ صاحبِ جذب تھے۔ ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے۔ نسبتِ عشق آپ پر غالب تھی۔ آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔ اسرارِ حقیقت سے واقف تھے۔ آپ مرشدِ کامل تھے۔ فقر، توکل، قناعت، زہد و ورع، عبادات، ریاضات، مجاہدات اور تقوے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ شیخِ وقت تھے[۲]۔

تعلیمات سلسلۂ مجددیہ جس کے آپ ایک ممتاز بزرگ ہیں۔ ذکر نفی و اثبات اور ذکر اسمِ ذات پر کافی زور دیتا ہے۔ حضرت مجددؒ نے کشف سے یہ بات دریافت کی کہ انسان دس لطائف سے مزیّن و مرکب ہے۔ پانچ لطائف عالمِ امر کے ہیں اور پانچ لطائف عالمِ خلق کے ہیں۔ قلب، رُوح، سِرّی، خفی اور اخفی عالمِ امر کے لطائف ہیں اور نفس و عناصرِ اربعہ عالمِ خلق کے لطائف ہیں۔

---

[۱] مسالک السالکین جلد دوم ص۱۷۱ [۲] انساب الطاہرین۔

Marfat.com

عالم امر کا ہر ایک لطیفہ ایک پیغمبر کے زیرِ قدم واقع ہے۔ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیرِ قدم واقع ہے۔ لطیفہ سِر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم واقع ہے۔ لطیفہ خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم واقع ہے اور لطیفہ اخفیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم واقع ہے۔

اس کے بعد تین طریقے مقرر کئے۔ پہلا طریقہ ذکر، دوسرا طریقہ مراقبات اور تیسرا طریقہ توجہ مرشد۔ یہ اصل اصول ہے۔

ذکر دو قسم کا ہے۔ ذکر اسم ذات اور ذکر نفی و اثبات۔

پہلا مراقبہ مراقبۂ احدیت ہے۔ دوسرا مراقبہ فنائے ذات۔ اس کو مراقبۂ معیت بھی کہتے ہیں۔ پھر دائرۂ ولایتِ صغریٰ کا مراقبہ ہے۔ پھر دائرۂ کبریٰ کا مراقبہ ہے بعد ازاں دائرۂ ولایتِ علیا کا مراقبہ ہے۔ پھر دائرۂ کمالاتِ رسالت کا پھر دائرۂ کمالاتِ اولوالعزم، پھر دائرۂ حقیقت صلوٰۃ پھر دائرۂ معبودیت صرف پھر دائرۂ حقیقتِ ابراہیمی، پھر دائرۂ حقیقتِ موسوی پھر دائرۂ حقیقتِ محمدیؐ پھر دائرۂ حقیقتِ احمدی پھر دائرۂ حب صرف پھر دائرۂ لاتعین۔

توجہ مرشد سے یہ مراد ہے کہ مرشد اپنے دل کو طالب کے دل کے مقابل کرے اور اس امر کی ہمت صرف کرے کہ ذکر کے انوار جو اس کے دل میں ہیں وہ طالب کے دل میں جلوہ گر ہوں۔

آپ نے تصورِ شیخ پر بہت زور دیا ہے۔ آپ ذکرِ شش جہت کرتے تھے۔ یعنی لطیفہ عالم۔ اس کے بعد نفی اثبات بحبس دم با عدد طاق یعنی ایک دم میں اکیس بار پہنچاتے تھے[1]

آپ کی توجہ کے چار طریقے تھے: نظری، لسانی، قلبی اور روحی۔

اقوال

آپ کے بعض اقوال حسبِ ذیل ہیں:

ہم سب عزیز و اقربا، دوست و آشناؤں کو چاہتے ہیں کہ کچھ ہوں میں لیکن کوئی نہیں

---

[1] سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۱۲۶

Marfat.com

ہوتا، جس کو خدا چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔

- ایک توجہ میں سب مقامات طے ہو سکتے ہیں، لیکن مرید میں استعداد ہونی چاہئے۔
- غوث ہو یا قطب جو خلافِ شرع کرے کچھ بھی نہیں۔

اوراد و وظائف

آپ حسبِ ذیل درود شریف پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

آپ روزانہ دس ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کلمۂ طیبہ روزانہ پچاس ہزار مرتبہ پڑھتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد حزب البحر پڑھنا آپ کا معمول تھا۔[1]

کشف و کرامات

حافظ اشرف صاحب شاعر نہ تھے۔ ایک روز آپ نے اپنی ٹوپی اُن کے سر پر رکھ دی۔ اُسی روز سے وہ ایک اچھے شاعر ہو گئے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دہلی سے اپنی والدہ کو پانچ روپے بھیجنا چاہتے تھے۔ آپ نے اُن سے روپے لے لئے اور فرمایا کہ بھیج دئے جائیں گے۔ بعد ازاں آپ نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ اُن کے روپے اُن کی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب حضرت مولانا صاحب والدہ سے ملنے گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ اُسی رات کو آپ نے دروازے پر پکار کر وہ روپے آپ کی والدہ کو دئے، اور اُن کے بیٹے کی خیریت سے اُن کو مطلع فرمایا۔

---

[1] مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۱۷۶

Marfat.com

باب ۲۳

حضرت شاہ ابوسعید دہلوی

حضرت شاہ ابوسعید جگر گوشۂ اولیاء ہیں۔ آپ مخزنِ اسرارِ الٰہی ہیں، معدنِ انوارِ لامتناہی ہیں۔

خاندانی حالات آپ کا نسب نامہ پدری حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی تک اس طرح پہنچتا ہے[1]

ابوسعید بن شیخ صفی القدر بن شیخ عزیز القدر بن شیخ محمد عیسیٰ بن شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم ابن شیخ احمد سرہندی الملقب بہ مجدد الف ثانی رح۔

والد بزرگوار آپ کے والد ماجد کا نام شیخ صفی القدر ہے۔

ولادت آپ ۲ ذی قعدہ ۱۱۹۶ھ کو مصطفےٰ آباد عرف رام پور میں پیدا ہوئے۔

نام آپ کا نام ابوسعید ہے۔

---

[1] ہدایت الطالبین ص

Marfat.com

تعلیم وتربیت دس سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ قاری نسیم سے قرأت حاصل کی۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز سے حدیث کی سند حاصل کی۔

بیعت وخلافت تعلیم سے فارغ ہو کر خدا طلبی کا راستہ اختیار کیا۔ اوّل اپنے والد ماجد کی صحبت میں رہ کر استفادہ حاصل کیا۔ پھر والد بزرگوار کی اجازت سے حضرت شاہ درگاہی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کی بیعت سے مشرف ہوئے چند ہی روز میں حضرت شاہ درگاہی نے آپ کو اجازت وخلافت عطا کر کے رخصت فرمایا[1]

پھر آپ رام پور سے دہلی تشریف لائے۔ ایک خط حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب نے آپ کے خط کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی اور درویش نظر نہیں آتا۔

اس خط کے ملنے کے بعد آپ حضرت شاہ غلام علی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ بیعت کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آپ کی درخواست قبول ہوئی۔ حضرت شاہ غلام علی نے اپنے حلقۂ ارادت میں آپ کو داخل کر کے سرفراز کیا۔ آپ کے پہلے پیر حضرت شاہ درگاہی اس وقت زندہ تھے۔ آپ اُن کا ویسا ہی ادب واحترام کرتے تھے، جیسا کہ پہلے کرتے تھے۔

شجرۂ بیعت آپ کا شجرۂ طریقت حضرت شیخ احمد سرہندی تک اس طرح پہنچتا ہے۔

ابوسعید وہ مرید حضرت شاہ غلام علی وہ مرید حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں وہ مرید حضرت نور محمد بدایونی وہ مرید حضرت سیف الدین وہ مرید حضرت محمد معصوم وہ مرید حضرت شیخ احمد سرہندیؒ[2]

منصبِ قومیت آپ فرماتے ہیں کہ[3]:

"الحمدللہ! ایک مدت دراز کے بعد سن ایک ہزار دو سو تینتیس (۱۲۳۳)

---

[1] انوار العارفین ص ۴۹۷ [2] ہدایت الطالبین ص ۲ [3] ہدایت الطالبین ص ۹۵

Marfat.com

ماہ جمادی الاوّل کی پندرھویں کو حضرت پیر دستگیر نے بندہ کو قیومیت کی بشارت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ چونکہ مجھ کو الہام ہوا ہے، اسی واسطے میں نے تجھ کو یہ خوش خبری دی ہے۔"

آپ کو لکھنؤ سے طلب فرمایا۔ ایک مکتوب میں آپ کو تحریر فرمایا:[1]

"میں دیکھ رہا ہوں کہ اس عالی شان خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے متعلق کیا گیا ہے اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری میں میں نے دیکھا تھا کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو اور منصبِ قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے۔ ان توجہاتِ عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ لہٰذا اس خط کو دیکھتے ہی تنِ تنہا اس طرف روانہ ہو جاؤ اور برخوردار احمد سعید کو اپنی جگہ چھوڑ آؤ۔"

ایک دوسرے مکتوب میں آپ کو تحریر فرمایا کہ:[2]

"غیب سے القا ہو رہا ہے کہ ابو سعید کو طلب کرنا چاہئے اور حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ کی رُوحِ مبارک بھی اس پر باعث ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ تم کو میں نے اپنی دائیں ران پر بٹھایا ہے اور وہ منصب جس کے آثار عنقریب تم پر وارد ہوں گے، تمہارے سپرد کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور شہر کے اکثر رؤسا آپ کے اخلاقِ حسنہ اور مسکنت طبع اور شکستہ حالی و سادگی مزاج اور امانت داری اور ذکر و شغل اور تحمل و صبر پر اعتماد کر کے آپ کے بلوانے کو بلا شرکتِ اعدے صحیح و دُرست سمجھ رہے ہیں اور مجھ کو بھی الہام ہوا ہے کہ اس کام کی قابلیت صرف

---

[1] ہدایت الطالبین ص ۹۶، ۹۷ [2] ہدایت الطالبین ص ۹۸-۱۰۱

Marfat.com

آپ ہی میں ہے۔ یہاں رہو اور طریقہ شریفہ کو رواج دو اور روزگار و معاش کی تدبیر بحوالہ خدا کرو۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

خدائے تعالیٰ کا وعدہ کافی ہے۔

بفرمانِ پیرو مرشد آپ دہلی آ کر پیرو مرشد کی جگہ بیٹھے اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

پند و نصائح

آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو حسبِ ذیل نصیحتیں فرمائیں:

- اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا۔
- حضور و توجہ میں مشغول رہنا۔
- جملہ اوقات و حالات میں یادداشت کو نہ چھوڑنا۔
- تمام اعمال میں حضرت حبیب ربّ العالمین کے سنن کی مطابعت کرنا۔
- اپنے تمام اوقات کو نوافل و عبادات کے ساتھ گزارنا اور کمال تعدیل ارکان کے ساتھ ادائے نماز کرنا اور دوسرے اوراد و اذکار و تلاوتِ کلام مجید و درود و استغفار و تفویض امور بحضرتِ کردگار سبحانہٗ سے معمور رکھنا۔
- طریقہ کے سلوک سے مقصود اخلاق کی آراستگی اور جناب الٰہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے تاکہ شکستگی و نیازمندی اور اخلاص ہر وقت موجود رہے۔ اس کا ظاہر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتوں کا پابند اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور جنابِ کبریائی سُبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے۔
- غیب سے جو کچھ آمد ہو اپنی اور اپنے متعلقین کی ضرورتوں پر صرف کریں اور باقی ماندہ فقراء پر تقسیم فرما دیں۔

وفات شریف

آپ ۱۲۴۹ھ میں حرمین شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے — زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر آپ دہلی روانہ ہوئے۔ ۲۲۔ رمضان

Marfat.com

کو ٹونک میں رونق افروز ہوئے۔ بیماری کی وجہ سے وہیں قیام فرمایا۔ عید الفطر کے روز ظہر و عصر کے درمیان سنہ ۱۲۵۰ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ ٹونک میں تجہیز و تکفین کی گئی۔ چالیس روز کے بعد آپ کا تابوت دہلی لایا گیا اور نعشِ مبارک کو نکال کر دفن کیا گیا۔

خلیفہ آپ کے فرزندِ اکبر حضرت شاہ احمد سعید آپ کے خلیفۂ اکبر اور سجادہ نشین ہیں۔

سیرتِ مبارک آپ سختی و تلخی سے دل برداشتہ نہ ہوتے تھے۔ فقر و فاقہ پر فخر کرتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے احکام کی پابندی سختی سے کرتے تھے۔ ایک بلند پایہ عالم تھے اور صاحبِ کرامت درویش تھے۔

علمی ذوق آپ کی کتاب ہدایت الطالبین آپ کی علمی یادگار ہے۔

تعلیمات طالب آپ کی تعلیمات سے کافی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اسم الظاہر و اسم الباطن کے درمیان فرق۔

آپ فرماتے ہیں[1]: "اسم الظاہر اور اسم الباطن کے درمیان یہ فرق ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کرنے کے بغیر ہی صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں اور اسم الباطن کی سیر میں گو اسماء صفات کی بھی تجلیات میسّر آتی ہیں، مگر کبھی ذاتِ تعالت و تقدست بھی مشاہدہ میں آ ہی جاتی ہے"۔

کمالاتِ نبوّت کا فیض آپ فرماتے ہیں[2]: "پیر دستگیر نے اسی سال کے ذیقعد مہینے میں اپنے غلام کے عنصرِ خاک پر توجّہ فرمائی اور کمالاتِ نبوّت کا فیض (یعنی تجلّی ذاتی دائمی) میرے اس لطیفہ پر وارد فرمایا۔ اس مقام کے علوم و معارف بس یہی ہیں کہ تمام علوم و معارف مفقود ہو جائیں اور باطن کے تمام حالات ہی بے شناخت ہو جائیں اور اس مقام میں بے رنگی اور بے کیفی حاصل الوقت

---

[1] ہدایت الطالبین ص۵۳۔ [2] ہدایت الطالبین ص۱۲۰

Marfat.com

ہو جاتی ہے اور ایمانیت اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے اور اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شرائع ہیں۔ اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ تمام ولایت (عام اس سے کہ ولایتِ صغریٰ ہو یا ولایتِ کبریٰ یا ولایتِ علیا) کی وسعت و فراخی اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی ہی تنگی ہے اور کچھ بھی نہیں۔"

دائرۂ حقیقتِ صلوٰۃ آپ فرماتے ہیں کہ:[1] "اس دائرہ میں بیچوں حضرت ذات کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی۔ اس مقام کی وسعت اور بلندی کا کیا حال بیان کرے۔ مگر اس قدر تو ضرور جان لو کہ حقیقتِ قرآن مجید اس کا ایک جزو ہے اور دوسرا جزو حقیقت کعبہ ہے۔ اس مقام کے واردات و کیفیات کی کیا وصف بیان کرے۔ اس مقام میں حضرت بیچوں کی کمال وسعت کا مراقبہ کرتے ہیں۔ جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے وہ گویا ادائے نماز کے وقت عالم دنیا سے نکل کر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور رویتِ اُخروی کے مشابہ حالت حاصل کر لیتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں جہاں سے ہاتھ اُٹھا، اور دونوں جہان پر پشت ڈال کر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور بارگاہ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کی ہیبت کے آگے اپنے آپ کو ذلیل و ناچیز خیال کر کے محبوبِ حقیقی پر قربان ہوئے جاتا ہے اور قرأت کے موہوب وجود سے جو اس مرتبہ

---

[1] ہدایت الطالبین ص۸۰۔

Marfat.com

کے لائق ہے، موجود ہو کر حضرت حق سبحانہٗ کے ساتھ متکلم اور اس جناب سے مخاطب ہوتا ہے۔ اس کی زبان گویا دوسری شجرہ بن جاتی ہے۔

جب رکوع کرتا ہے اور رغائت درجے کا خشوع بھی تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے۔

اور تسبیح کرنے کے وقت ایک اور خاص کیفیت سے مشرف ہو جاتا ہے پھر اب تو خواہ مخواہ حمد و ثنا کرتا ہوا قومہ کرتا ہے اور دوبارہ حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔

اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ راز ہے کہ چونکہ اب ادائے سجود کا ارادہ کرتا ہے تو قیام سے سجدہ کی طرف جانے میں رکوع سے سجود کی جانب جانے کی نسبت تذلل اور انکسار زیادہ ہے۔

اور ادائے سجود کے وقت ایک خاص قرب جو حاصل ہوتا ہے اس کا کیا بیان کیا جائے۔ اس کے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و قاصر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ساری نماز کا خلاصہ سجدہ ہی سجدہ ہے۔

اور چونکہ قرب سجود سے خیال ہوا تھا کہ عنقا (مطلوب حقیقی) دام میں آپھنسا۔ لہٰذا اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ میں اس کی کما حقہٗ عبادت کر سکوں اور کما ینبغی اس کا قرب حاصل کر لوں۔

اور اسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ

پھر اور زیادہ قرب طلب کرنے کے واسطے دوبارہ سجدہ کرتا ہے۔ ازاں بعد تشہد میں بیٹھ کر اس نعمت قرب کے احسان و انعام پر باری تعالیٰ کی

Marfat.com

جناب میں شکر و تحیات بجالاتا ہے۔

اور کلمہ شہادت کی وجہ یہ ہے کہ یہ سارا قرب وغیرہ کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار کے بغیر ناممکن ہے۔

پھر درود شریف اس واسطے پڑھتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل حاصل ہوئی ہیں۔

اور ابراہیمی درود شریف اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے کہ ادائے نماز کے وقت محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت میسر آتی ہے اور خاص ہم نشینی اور باخصوصیت مصاحبت (منصب خلوت) تو صرف حضرت خلیل علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا حصہ ہے۔ گویا درود شریف کی برکت کی باعث اُسی ندیمی و ہم نشینی کو طلب کرتا ہے۔"

اقوال

- رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔
- عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے۔
- جب حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندے کے شاملِ حال ہو جاتی ہے تو اس کو اپنے دوستوں میں سے کسی ایک دوست کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں۔
- جو شخص اپنے حالات ادراکِ وجدانی کے ساتھ بھی دریافت نہیں کر سکتا اس کو مقامات کی بشارت دینا اور خوش خبری سُنانا گویا طریقۂ فقراء کو بدنام کرنا اور اس کی نسبت بدگمانی پھیلانا ہے۔

کرامت آپ کے وصال کے چالیس روز کے بعد تابوت ٹونک سے دہلی لایا گیا۔ جب تابوت کھولا گیا تو معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل دیا گیا ہے۔ کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ رُوئی جو نیچے رکھی ہوئی تھی اس میں سے نہایت اچھی خوشبو آ رہی تھی۔[1]

---

[1] انوار العارفین ص ۴۹۱

Marfat.com

مزارات کے محلّ وقوع

دلی ایک تاریخی شہر ہے، جو صدیوں سے آباد چلا آرہا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ اس شہر کے ساتھ ماضی میں وابستہ رہی ہے اور مسلمان بادشاہوں کی راج دھانی اکثر میں شہر رہا ہے۔ اس لیے یہاں پر بے شمار تاریخی عمارات ہیں جو مسلمانوں کے شاندار ماضی کی آئینہ دار ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دلی میں بے شمار اولیاء اللہ کے مزارات ہیں جنھوں نے اس خطہ میں تبلیغ اسلام کی خدمات سرانجام دیں اور آج بھی ان کی درگاہیں رشد و ہدایت کا مرکز ہیں ان درگاہوں میں دلی کے بائیس[۲۲] خواجہ کے مزارات کا محل وقوع حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

محبان اولیاء اللہ قدردانِ روحانیت اور شناسانِ مبلغان اسلام کے لیے دہلی کی سب سے مشہور اور اہم درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی ہے۔ آپ سلطان التمش کے زمانہ کے بزرگ تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ دہلی میں ۶۱۱ھ میں آئے اور عرصہ ۲۲ سال تک لوگوں کو فیض پہنچایا۔ آپ کی نظر عنایت اور صحبت فیض سے بیشمار لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

آپ کی درگاہ مہرولی میں ہے۔ مہرولی سب سے قدیم دہلی ہے۔ مہرولی کے بس سٹینڈ کے قریب سے پوسٹ آفس والی گلی درگاہ شریف کو جاتی ہے۔ اس گلی سے پھر ایک اور گلی ہے جس کے دائیں طرف حضرت صاحب کی درگاہ

Marfat.com

کی دیوار ہے اور بائیں طرف مسجد ہے۔ اس گلی کے آخری کونے سے مڑ کر چند قدموں کے فاصلے پر ایک کھلی چار دیواری کے اندر حضرت خواجہ صاحب کا مزارِ اقدس ہے۔ تعویذ مبارک بہت ہی چوڑا ہے اور ارد گرد ایک بالشت بلند سنگ مرمر کی چوکھنڈی ہے۔ مزار چار ستونوں کے اوپر ایک درمیانے سائز کا گنبد ہے۔ جس کے اندر اور ستونوں کے اوپر شیشے کا انتہائی عمدہ کام کیا ہوا ہے جس کی مثال پوری دہلی میں نہیں۔ آپ کے تعویذ مبارک کے ساتھ ہی آپ کے صاحبزادے سید تپاچی کی قبر ہے جو غلاف سے ڈھکی رہتی ہے۔

کٹہرے کے باہر پاؤں کی طرف تین قبریں ہیں ان میں ایک آپ کے صاحبزادے سید محمد کی ہے۔ اسکے علاوہ دوسری دو قبریں سید خوند اور سید کبیر کی ہیں جو سید احمد تپاچی کے بیٹے تھے۔ یعنی قطب صاحب کے پوتے۔ بیرون کٹہرہ آپ کے خلیفہ تاج الدین روشنی کا مزار ہے۔

خواجہ قطب الدین صاحب آج بھی دلی میں عالم روحانیت کے سرتاج ہیں۔ کوئی بھی قطب مدار اور قطب ارشاد آپ کی تصدیق کے بغیر دہلی میں باطنی عہدہ پر فائز نہیں ہو سکتا۔ اس درسگاہ پر مسلمانوں کے علاوہ اور قوموں کے لوگ بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اگرچہ آپ کے مزارِ اقدس کا گنبد نہایت خوبصورت ہے لیکن جس قدر اس درگاہ کی دیکھ بھال ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہو رہی۔

اس درگاہ میں بے شمار اولیاء اللہ کا جائے مدفن ہے لیکن آپ کی ذاتِ اقدس کی وجہ سے ان کے مزاروں کی تعمیر اور اہمیت اجاگر نہیں۔ دیگر مزارات کا حال مندرجہ ذیل ہے۔

۲ - حضرت قاضی حمید الدین ناگوری

درگاہ حضرت قطب صاحب کی دوسری مشہور خانقاہ حضرت قاضی حمید الدین

Marfat.com

ناگوری کی ہے جو حضرت قطب صاحب کے استاد ہیں آپ کے ایک روحانی بزرگ ہونے کے ساتھ ہی بہت بڑے عالم بھی تھے۔ آپ کا مزار اقدس قطبؒ کے گنبد سے جنوب رویہ ایک اونچے چبوترے پر ہے۔ تعویز مبارک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اور اس کے اوپر بھی سنگ مرمر کی چھت ہے۔

قطب صاحب کے خلفاء کے مزار — آپ کے خدام اور خلفاء تو بہت سے تھے لیکن قطب صاحب کے روضہ مبارک کی پائنتی جانب ایک چھوٹے سے چبوترے پر تین قبریں ہیں اور ان پر کتبہ نہیں لگا ہوا۔ یہ مزار کھرنی کے درخت کے نیچے جھالرہ کے متصل ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ بدرالدین غزنوی آپکا مزار چبوترہ کی تینوں قبروں میں سے پہلا ہے۔

۴۔ حضرت مولانا محمد فخرالدین فخر جہاں چشتی — درگاہ حضرت قطب صاحب کا ایک اور مشہور مزار مولانا محمد فخرالدین فخر جہاں چشتی صاحب کا ہے۔ آپ کا روضہ درگاہ حضرت قطب صاحب میں دروازہ اندرونی مجلس کے قریب ایک اونچی جگہ پر سنگ مرمر کے جالی دار چھوٹے سے کمرے میں ہے اور عقب میں مسجد ہے اور آپ کی پائنتی جانب سے مسجد کو اور باؤلی کو راستہ جاتا ہے۔

۵۔ حضرت سماءالدین سہروردی — مہرولی یعنی قدیم دہلی کے مین بازار میں اولیاء مسجد ہے جسے ہر خاص و عام جانتا ہے۔ اولیاء مسجد حوض شمسی کے کنارے پر واقع ہے اولیاء مسجد سے تھوڑے سے فاصلے پر حضرت سماءالدین سہروردی کی درگاہ ہے۔

Marfat.com

۶ - درگاہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ آپ کا مزار بھی مہرولی میں تالاب شمسی کے شمال رویہ ایک گنبد کے اندر ہے اس کے باہر بہت سی قبور جو مختلف حضرات کی ہیں۔

۷ - شیخ نجیب الدین متوکل دلی میں اچینی کا علاقہ کافی مشہور ہے اچنی میں بی بی زلیخا کا مزار بھی مشہور ہے۔ حضرت بی بی زلیخا حضرت نظام الدینؒ کی والدہ ماجدہ تھیں ان کے ساتھ بی بی نور اور بی بی حور کی بھی قبریں ہیں۔ بی بی زلیخا کی قبر سے چند قدموں کے فاصلے پر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کا مزار ہے۔

۸ - درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کی ایک اور مشہور درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کی درگاہ ہے۔ آپ کا مزار جس علاقہ میں ہے وہ بستی نظام الدین کے نام سے مشہور ہے۔ ایک بڑے دروازے سے داخل ہو کر ایک لمبی گلی سے گزر کر ایک ڈیوڑھی کو پار کر کے ایک کھلے احاطہ میں آپ کا مزار اقدس ہے۔ اس گلی کی دائیں جانب ایک بڑا حوض ہے۔ آپ کا مزار اقدس سنگ مرمر کا ہے اور ایک جالی چار دیواری کے اندر آپ کی قبر کا تعویذ مبارک ہے اور اوپر ایک درمیانہ گنبد بنا ہوا ہے مزار کے غرب رویہ ایک مسجد ہے۔ آپ کا وصال ۷۲۵ھ بعہد محمد تغلق شاہ ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹۴ سال تھی۔

۹ - مزار حضرت امیر خسروؒ درگاہ نظامیہ کا دوسرا معروف مزار حضرت امیر خسروؒ کا ہے اور محبوب الٰہی کی پائنتی جانب ایک چار دیواری کے اندر قبر مبارک ہے جو سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔

Marfat.com

چبوترہ یاران کی خانقاہیں آپ کے آستانہ کی شرقی جانب چبوترہ یاران بہت مشہور تھا جس پر آپ کے خلفاء کی قبریں تھیں لیکن سجادگان نے اُن کی حفاظت نہیں کی اور ان کی حالت بہت ہی خستہ ہے بلکہ نشان مٹا چاہتا ہے۔

۱۰۔ **حضرت علاؤالدین نیلی چشتی** آپ کا مزار مقدس چبوترہ یاران میں بنا۔ لیکن سجادگان کو اس کی بقا کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

۱۱۔ **حضرت مولانا شمس الدین یحییٰ چشتی** آپ کا مزار بھی چبوترہ یاران محبوب الٰہی کی درگاہ کے باہر ہے۔

۱۲۔ **حضرت خواجہ محی الدین کاشانی** آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ حضرت حسنؓ کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام قاضی جلال الدین کاشانی تھا۔ آپ کا مزار بستی نظام الدین میں تھا لیکن آجکل آپ کے مزار کا نشان نہیں ملتا کیونکہ آپ کی قبر مبارک ایک سڑک میں پڑتی تھی لہٰذا غیر مسلموں نے اسے ختم کر دیا ہے۔ ان کا یہ فعل نہایت ہی بُرا ہے کہ انہوں نے اللہ کے ایک برگزیدہ ولی کی قبر کا نشان مٹا دیا ہے۔ آپ کا شمار بھی دلی کے بائیس خواجہ میں ہوتا ہے۔

۱۳۔ **حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی** آپ کی درگاہ بستی چراغ دہلی میں جو بہت مشہور ہے۔

Marfat.com

۱۴۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے روضہ مبارک کی پائنتی جانب آپ کے خلیفہ حضرت کمال الدین علامہ کا مزار ہے۔

۱۵۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دلی کے بائیس خواجہ میں آپ کا نام بھی شمار ہوتا ہے۔ آپ کی قبر ترکمان گیٹ کے جنوب رویہ آبادی مہندیاں میں ہے وہاں آزاد میڈیکل کالج بھی ہے۔ آپ کے مزار پر وہ روحانیت نہیں جو ولی کے مزار پر ہوتی ہے آپ کی قبر ایک چار دیواری کے اندر ہے اور آپ کے ساتھ دائیں بائیں آپ کے خاندان کی قبریں ہیں۔

۱۶۔ حضرت شاہ عبدالعزیز حضرت شاہ عبدالعزیز کی قبر بھی ان کے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مزار کے ساتھ ہے۔

۱۷۔ حضرت باقی باللہ آپ کا مزار دہلی میں قطب چوک کے قریب ایک قبرستان کے احاطہ میں ہے اس قبرستان میں ایک مسجد ہے جس کے آگے جنوب رویہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا ایک چار دیواری کے اندر مزار اقدس ہے۔ اسی قبرستان میں ملا جیون جونپوری، خواجہ حسام الدین حیدر نقشبندی، خواجہ کلاں نقشبندی، خواجہ عبدالاول حافظ عبدالعزیز کے مزارات ہیں۔

۱۸۔ حضرت مرزا جانِ جاناں مظہر شہید آپ کا مزار ایک خوبصورت کمرہ کے اندر ہے اور اس کے اوپر ایک گنبد بنا ہوا ہے اور ساتھ ہی مغربی جانب ایک مسجد ہے جو زمانہ قدیم کی بنی

Marfat.com

ہوئی معلوم ہوئی۔ آپ کے مزار کے ساتھ تین قبریں اور ہیں۔ جن میں ایک قبر شاہ ابو سعید نقشبندی کی ہے۔ آپ کا مزار اقدس ترکمان دروازے کے اندر ہے۔

۱۹۔ حضرت شاہ ابو سعید نقشبندیؒ حضرت شاہ ابو سعید نقشبندیؒ شیخ احمد سرہندیؒ کے خاندان سے تھے آپ حضرت شاہ غلام علی کے مرید تھے اور انہی سے خرقہ خلافت پایا۔ آپ کی قبر بھی حضرت جانِ جاناں مظہر شہید کے گنبد میں ہے اور تیسری قبر ہے اور اسی گنبد میں آپ کے پہلو میں آپ کے مرشد شاہ غلام علی کی بھی قبر ہے اور اسی گنبد میں شاہ ابوالخیر کی بھی قبر ہے۔ گنبد خوبصورت ہے اور چند قدموں کے فاصلے پر ایک مسجد ہے جو قدیم طرز کی تعمیر شدہ ہے۔

۲۰۔ حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی آپ کا دربار جامع مسجد کے قریب مین روڈ کے کنارے پر واقع ہے۔

۲۱۔ حضرت فرہاد دہلوی آپ کا مزار دہلی میں تولیتی باغ کے قریب ہے۔

۲۲۔ حضرت شاہ محمد آفاق نقشبندی آپ کا مزار دہلی کی سبزی منڈی کے قریب مغل پورہ میں آٹے کی مل کے متصل ایک چھوٹی مسجد کے عقب میں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com